رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی مسکراہٹیں و آنسو
تحقیق و تالیف
حضرت مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی
مدیر جامعہ حمیراللبنات رحیم یار خان۔

رسول کریم ﷺ کی

مسکراہٹیں اور آنسو

مع سیرت پر ایک جھلک

تحقیق و تصنیف

حضرت مولانا عبدالغنی طارق صاحب

استاذ حدیث و مدیر جامعہ حمیر اللبنات

رحیم یار خان

طیب پبلشرز

33۔حق سٹریٹ' اُردو بازار۔لاہور

042-37212714 - 37241778 - 0333-4394686

کتاب : رسول اکرم ﷺ کی مسکراہٹیں اور آنسو
مع رسالہ سیرت پر ایک جھلک
تحقیق و تصنیف : مولانا عبدالغنی طارق
اشاعت : دوئم
اہتمام : محبوب الرحمٰن انور
مطبع : حاجی حنیف اینڈ سنز، لاہور
قیمت : -/200 روپے
ڈسٹری بیوٹر: طیّب پبلشرز، 33 حق سٹریٹ،
اردو بازار، لاہور۔

باسمہ تعالیٰ

بندہ اپنی دو کتب رسول اکرم ﷺ کی مسکراہٹیں، رسول اکرم ﷺ کے آنسو کی اجازت طیّب پبلشرز کو دیتا ہے۔ اس کے جملہ حقوق ان کے نام محفوظ ہیں۔
کسی دوسرے ادارے کو طبع کی ہرگز اجازت نہیں۔

عبدالغنی طارق لدھیانوی
استاذ حدیث و مدیر جامعہ حمیرا للبنات
رحیم یار خان
09-10-08
۸۔شوال ۱۴۲۹ھ

تقریظ

شیخ الجامعہ استاذ العلماء مرشد کامل

حضرت مولانا مفتی محمد سعید صاحب سراجی مدظلہ

سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف۔ ڈیرہ اسماعیل خان

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم○

اما بعد! حضرت مولانا عبدالغنی صاحب طارق کی تصنیف لطیف حضور کریم ﷺ کی مسکراہٹ کے متعلق کا مختلف مقامات سے مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ فاضل نوجوان کو اس باب صورت و سیرت ﷺ کا کافی والہانہ ذوق ہے اور حضور ﷺ کے شمائل کے مختلف پہلو جن کے متعلق کثیر تعداد میں محدثین اور سیر نگاروں نے محنت کر کے جمع کی ہیں ان کتب سے اخذ کر کے ایک اچھوتی جامع اور سہل انداز سے تالیف کی۔ چونکہ مسائل میں علماء اور مصنفین نے بہت سی کتب اور شروح فقہ اُردو زبان میں جمع کی ہیں، جن سے عوام الناس استفادہ کرتے ہیں لیکن صورت و سیرت کے پہلو پر فاضل موصوف نے جس محنت شاقہ سے کام لیا یہ قابل تحسین ہے اور اس کی ضرورت بھی ہے کیونکہ حضور ﷺ کی حیات طیبہ اور اسوۂ حسنہ خواہ وہ صورت سے ہو یا سیرت سے اور اخلاق عالی سے عوام الناس بلکہ ہر خاص و عام کے لئے راہ نجات ہے۔ حضور ﷺ کا ہر قول و فعل کل مدنی زندگی اور اس طرح امن جنگ غزوات اور خوش خلقی، خوش طبعی، طلیق الوجہ کے ساتھ پیش آنا، انسانی ہدایت کے لئے

مشعل اور زادِ راہ ہے۔

مولانا موصوف تعلیمی زندگی میں اس قسم کا جذبہ رکھتے تھے' پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو استطاعت عطا کی اور پر لطف باذوق حضور ﷺ کے مختلف زندگی کے پہلو کو اپنے قلم کے ذریعہ زیب قرطاس کرتے چلے آئے۔ یہ کتاب ہدیہ بے نظیر ہے اگر ذوق محبت سے اس کو پڑھیں تو علم وعمل میں اضافہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ بحرمت النبی ﷺ مولانا موصوف کو جزائے خیر دے اور علم، عمل، عمر، صحت میں برکت عطا کرے۔

آمین و بك نستعین اور مزید فاضل موصوف کو کارِ خیر میں جذبۂ حریت عطا کرے۔ آمین

فقط

محمد سعید سراجی

سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ موسیٰ زئی

ڈیرہ اسماعیل خان

صدر مدرس جامعہ قادریہ

رحیم یار خان

تقریظ (۲)

استاد شفیق خطیب اعظم رحیم یار خان

حضرت مولانا قاضی شفیق الرحمٰن صاحب سراجی مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

سرکار دو عالم فخر موجودات ختم الرسل افضل البشر حضرت احمد مجتبیٰ محمد ﷺ کی سیرت مطہرہ اور حیات طیبہ ہر مسلمان کے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے انفرادی اور اجتماعی زندگی بسر کرنے کے لئے ہمیں ہر قدم پر ہر شعبہ زندگی میں سرکار دو عالم ﷺ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ حضور ﷺ نے حیات انسانی کے ہر شعبے ہر گوشے میں مکمل ہدایات اور مثالی اعمال کے ذریعہ ہمیں سیدھا سا صاف و روشن راستہ بتلایا۔ دین اسلام کا یہ اعجاز ہے کہ چودہ صدیاں گزرنے پر آج بھی دین اسلام کے ہر پہلو سے متعلقہ تمام تر تعلیمات بڑی ذمہ داری سے محفوظ چلی آرہی ہیں۔ قرآن وسنت اور نبی کریم ﷺ کی دی ہوئی ہدایات کے صرف الفاظ و معانی ہی نہیں بلکہ ہر شعبہ زندگی کے متعلق نبوت علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم کا مزاج و مذاق بھی آج تک محفوظ ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے منبع و رشد و ہدایت ﷺ سے حاصل کر کے امت کے حوالے کر دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انہوں نے اپنے مزاج اور اپنی طبیعت کو مزاجِ نبوتؐ میں فنا کر کے نبوت کا مزاج اور مذاق اور آپ ﷺ کی طبع مبارک کے خدوخال بھی سمجھے اور سمجھ کر اس گراں بہا نعمت کو امت مرحومہ تک پہنچایا' پھر ہر دَور میں حق تعالیٰ شانہ ایسے طبقے اور شخصیات پیدا فرماتے رہے جنہوں نے تمام تر صلاحیتیں ان بے بہا نعمتوں کو محفوظ رکھنے اور آیندہ آنے والے طبقات تک پہنچانے میں صرف کر دیں۔ یہ سلسلہ اسی طرح بطریق توارث آج تک الحمد للہ چلا آرہا ہے۔ اس آخری دور میں جنہوں نے ان تعلیمات کو اس متوارث مزاج و

مذاق کو تھاما اور محفوظ رکھا وہ علمائے دیوبند ہیں۔ چودھویں صدی ہجری میں علمائے دیوبند سے حق تعالیٰ نے اپنے دین کا وہ کام لیا جس سے ماضی میں ہونے والے بڑے بڑے کارناموں کی یاد تازہ ہوگئی۔

اسی سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے میرے رفیق خاص مولانا عبدالغنی طارق صاحب جنہیں اللہ پاک نے اس عظیم کام کی سعادت نصیب فرمائی کہ مختلف موضوعات میں آپ لکھتے ہیں جن میں کتاب ''صالحین کی آنسو'' حضور پاکؐ کے آنسو'' تحریر کئے۔ اب مولانا نے حضور ختمی مرتبت ﷺ کی مسکراہٹیں مرتب فرمائی۔

وہ جن کی مسکراہٹ سے پوری کائنات مسکرا اُٹھتی تھی، جن کے تبسم سے پوری دنیا جھوم جاتی تھی، ان کی مسکراہٹوں کے بے مثال لمحوں کی مولانا عبدالغنی طارق صاحب نے ایک کتاب میں یکجا کر کے عاشقانِ رسول اکرم ﷺ پر بڑا احسان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت فرمائے۔ آمین

میرے رسولؐ جیسا کسی کو پیشوا نہ ملا
ملا نہ جس کو محمد ﷺ اسے خدا نہ ملا
سر سے لے کر پاؤں تک تنویر ہی تنویر ہے
منہ سے جب وہ بولتا قرآن کی تفسیر ہے
دنیا یہ سوچتی ہے میرے مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ کر
وہ مصوّر کیسا ہو گا جس کی یہ تصویر ہے

دعاؤں کا طلبگار

قاضی شفیق الرحمٰن

خادم جامعہ قادریہ رحیم یار خان

15-7-1418ہجری

مقدّمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

الحمد للہ و کفی والصلاۃ والسلام علی سید الرسل و خاتم الانبیاء و علی الہ المجتبیٰ و اصحابہ الاتقیاء والاصفیآء

تمام تعریفیں اس ذات کی ہیں جو تمام انسانوں کے لئے کافی، وافی اور شافی ہے، کروڑ ہا مرتبہ دورود وسلام ہو شافع محشر ﷺ پر اوران کی آل پر اوران کے اصحاب پر۔

ارشاد ربانی ہے: **لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ**

انسانوں کے لئے زندگی گزارنے کا بہترین طریقہ حضور ﷺ کا اچھا اور عمدہ طریقہ ہے۔

جہاں حضور ﷺ امت کے غم میں رونے والے تھے اور رات دن فکر کرنے والے تھے، جیسا کہ آپ ﷺ کی صفت دائم الغم والحزن ہے جیسے غم خواری آپ کی صفت ہے۔

اس طرح حضور ﷺ خوش مزاج، ہنس مکھ کذب سے اغراض کرتے ہوئے مزاح بھی فرما لیتے تھے۔ کتب حدیث میں بارہا حضور ﷺ کی نسبت تبسم اور ضحک کے الفاظ وارد ہیں، ان دونوں الفاظ سے مراد مسکرانا ہی ہے، ہنسنا مراد نہیں کیونکہ حضور ﷺ ہنسنے سے منع فرمایا کرتے تھے، حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضور ﷺ کو پورے طریقہ پر ہنستے نہیں دیکھا جس سے آپ ﷺ کا کوا نظر آئے آپ ﷺ تو مسکرایا کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو آپ ﷺ سے زیادہ مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کا ہنسنا صرف تبسم فرمانا تھا، حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نماز اشراق پڑھ کر تشریف لے جاتے تو راستہ میں لوگ زمانہ جاہلیت کے قصے بیان کرتے تو حضور ﷺ مسکرایا کرتے تھے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب صحابہؓ

کسی بات پر ہنستے تو آپ ﷺ بھی مسکراتے۔ حضرت حسینؓ بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی آپ ﷺ کو ہنستے نہیں دیکھا بلکہ آپ ﷺ تو مسکرایا کرتے تھے، حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ تمام لوگوں میں سے زیادہ ہنس مکھ اور سب سے اچھی طبیعت کے انسان تھے۔

حضرت عمرہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ جب آپ ﷺ اپنی ازواجؓ کے ساتھ تنہائی میں ہوتے تو کیا کرتے تھے؟ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا: تمہارے آدمیوں کی طرح آپ ﷺ بھی ایک عام آدمی تھے مگر آپ ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ بزرگ اور نرم طبیعت انسان تھے اور آپ ﷺ تبسم فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یوم خندق میں حضور ﷺ کو اس قدر ہنستے دیکھا کہ آپ ﷺ کی داڑھیں مبارک دکھائی دیتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو موقع بہ موقع محسن انسانیت کی اتباع نصیب فرمائے۔ (آمین)

(رواہ الشیخان والترمذی و ابن سعد و ابو نعیم و ابن عساکر والبزار و الطبرانی والترمذی فی الشمائل کذا فی البدایۃ و کذا فی حیاۃ الصحابۃ ج 2 صفحہ 734)

طالب دُعا

بندہ عبدالغنی طارق
فاضل جامعۃ الشرفیہ
استاد جامعہ قادریہ
رحیم یارخان (پاکستان)
ایم اے اسلامیات بلوچستان یونیورسٹی

حضور ﷺ کا مسکرانا سند سے ثابت ہے

شیخ محمد عبدالباقی فرماتے ہیں کہ میرے شیخ صالح بن عبداللہ الملکی نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ جہنم سے نکلنے والا آخری شخص جنت میں پہنچنے کی کوشش میں باری تعالیٰ سے بار بار سوال کرے گا۔ یہ حدیث نقل کرتے ہوئے وہ مسکرا رہے تھے' اور فرماتے تھے کہ مجھ سے میرے شیخ محمد بن خلیل نے بیان کی وہ بھی مسکرا رہے تھے' ان سے بیان کرتے وقت ان کے شیخ محمد عابد سندھی بھی مسکرا رہے تھے' ان سے ان کے شیخ صالح انفلانی بیان کرتے وقت مسکرا رہے تھے۔ ان سے ان کے شیخ محمد بن سنہ ان سے ان کے شیخ مولای الشریف بیان کرتے ہوئے مسکرا رہے تھے' ان سے ان کے استاد علی الاجھوریؒ بیان کرتے ہوئے، ان سے ان کے شیخ زکریا الانصاری بیان کرتے وقت مسکرائے، ان سے ان کے شیخ عزالدین عبدالرحیم بن محمد الفرات بیان کرتے ہوئے مسکرائے، ان سے ان کے استاد ابوحفص عمر بن امیلہ بیان کرتے ہوئے مسکرائے، ان سے ان کے شیخ شی الفخر ابوالحسن علی بن عبدالواحد المعروف بابن البخاری حدیث روایت کرتے ہوئے مسکرائے، ان کے شیخ شی ابوالیمن زیاد بن الحسن الکندی بیان کرتے ہوئے مسکرائے' ان سے ان کے استاد شی ابوعلی حسین بن علی سبط الخیاط المصری بیان کرتے ہوئے مسکرائے، ان سے ان کے شیخ الحافظ ابومحمد عبداللہ بن عطاء الابراہیمی بیان کرتے وقت مسکرائے، وہ کہتے ہیں کہ ہم کو ابو القاسم عبدالرحمٰن بن محمد بن اسحاق الحافظ العبدی نے دار اصبہان میں اس روایت کی خبر دی اور وہ مسکرا رہے تھے، وہ کہتے ہیں ہم کو ابوالفضل عبدالصمد بن محمد العاصمی نے بلخ میں خبر دی اور وہ بھی مسکرا رہے تھے، وہ کہتے ہیں کہ ہم کو ابوعبداللہ محمد بن الحسین الجرجانی نے یہ حدیث بیان کی اور وہ مسکرا رہے تھے، ان کو ان کے شیخ محمد بن حیان السلمی نے بتلایا وہ بھی مسکرا رہے تھے۔ ان کو ان کے شیخ ابومحمد مہدی بن جعفر الرملی نے بیان کی وہ بھی مسکرا رہے تھے، ان سے ان کے شیخ حسن بن موسیٰ نے بیان کیا وہ مسکرا رہے تھے، ان سے ان کے شیخ سعید بن زربی نے بیان کیا تو وہ بھی مسکرا رہے تھے، ان کے شیخ ثابت بنانیؒ نے بیان کیا تو

وہ بھی بیان کرتے وقت مسکرا رہے تھے، ان سے ان کے استاد تلمیذ حبیب خدا حضرت انس بن مالکؓ نے یہ روایت بیان کی تو وہ بھی مسکرا رہے تھے انہوں نے فرمایا جب یہ حدیث حضور ﷺ نے بیان فرمائی تو آپ ﷺ بھی مسکرائے اور آپ ﷺ نے فرمایا جب یہ روایت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے بتلائی تو وہ بھی مسکرا رہے تھے، کہ آخری جہنم سے نکلنے والا کہے گا یا رب! جہنم سے دُور کر دے اور اس کو دُور کر دیا جائے گا۔ پھر کہے گا مجھے یا رب اس درخت کے سایہ میں پہنچا دیا جائے اور اس کو پہنچا دیا جائے گا، پھر وہ کہے گا مجھے جنت کے دروازہ تک پہنچا دیا جائے وہ پہنچا دیا جائے گا۔ (حالانکہ وہ ہر مرتبہ کہے گا کہ اس کے بعد اور سوال نہیں کروں گا) وہ پھر سوال کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مسکرا کر کہیں گے اس کو جنت میں داخل کر دو۔

(المناھل السلسلة فی الاحادیث المسلسلة صفحہ 107)

حضرت ابو ہریرہؓ کی طرف دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! بھوک کا یہ عالم تھا کہ میں اپنا کلیجہ زمین پر ٹیک کر لیٹ جاتا تھا اور کبھی پیٹ سے پتھر باندھتا تھا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ میں لوگوں کی گزرگاہ پر بیٹھ گیا، حضرت ابو بکرؓ گزرے میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں سوال کیا، میرا مقصد اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ چلنے کو کہیں گے لیکن انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، پھر حضرت عمرؓ گزرے ان سے بھی میں نے ایک آیت کے بارے میں پوچھا، میری غرض وہی تھی، لیکن انہوں نے بھی ساتھ چلنے کو نہ کہا، پھر حضور ﷺ گزرے اور میرا چہرہ دیکھ کر آپ ﷺ نے حال معلوم کر لیا اور فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا: میرے ساتھ چلو میں نے اندر جانے کی اجازت طلب کی مجھے اجازت مل گئی۔

میں نے وہاں ایک پیالہ میں دودھ دیکھا، آپ ﷺ نے گھر والوں سے پوچھا

یہ دودھ تمہارے پاس کہاں سے آیا؟

انہوں نے کہا فلاں گھر سے ہدیہ آیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا اہل صفہ کو میرے پاس بلا لاؤ، حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اہل صفہ اسلامی مہمان تھے' نہ ان کے اہل تھے اور نہ کوئی مال، حضور ﷺ کے پاس جب کوئی ہدیہ آتا تو اس سے کچھ لے لیتے باقی سب ان حضرات کے پاس بھیج دیتے اور اگر صدقہ آتا تو سب ان کے پاس روانہ کر دیتے خود کچھ نہ لیتے۔ (کیونکہ سادات کے لئے صدقہ حرام ہے)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اس کہنے سے ان کو بلا لاؤ مجھے غمگین کر دیا۔ کیونکہ میں جو اُمید لگائے ہوئے تھا کہ اس دودھ سے چند گھونٹ مجھے مل جائیں گے، تو باقی دن اور رات ذرا قوت سے گزرے گی اور میں نے یہ بھی سوچا کہ میں ہی قاصد ہوں جب یہ سارے لوگ آ جائیں گے تو میں ہی ان کو پلاؤں گا۔ پھر میرے لئے کیا بچے گا؟

مگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان سے انحراف کی کوئی سبیل نہ تھی' چنانچہ میں گیا اور ان کو بلا لایا، وہ آئے اور اجازت طلب کر کے گھر میں بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو ہریرہ لو! اور ان کو پلاؤ، میں نے پیالہ اُٹھایا اور ان کو پلانا شروع کر دیا۔ ہر شخص خوب سیر ہو کر پیتا جب تھک جاتا تب واپس کرتا، جب میں ان سب کو پلا کر فارغ ہو گیا تو آپ ﷺ کو دے دیا جس میں تھوڑا بہت باقی تھا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرا دیئے اور فرمایا: ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو۔ کہتے ہیں میں بیٹھ گیا اور پیا، آپ ﷺ نے دوبارہ فرمایا پیو میں نے پھر پیا حضور ﷺ نے بار بار کہا پیو میں نے پیا بالآخر مجھے یہ کہنا پڑا یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے! اب میرے اندر اس دودھ کی کوئی گنجائش نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا پھر لاؤ پیالہ دے

دو میں نے پیالہ آپ ﷺ کو دے دیا تو بچا ہوا آپ ﷺ نے نوش فرمایا۔

(راوہ احمد والبخاری والترمذی کما فی البدایة ج 4صفحه 101وکذافی حیاة الصحابة ج 1صفحه 332)

حضور ﷺ کا ایک سوار کی بات سن کر مسکرانا

حضرت سہل بن حنظلیہؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کی معیت میں جنگ حنین کے لئے چلے' چلنے میں بہت درازی کی۔ یہاں تک کہ شام کا وقت ہو گیا میں نماز کے لئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں آپ ﷺ کی خدمت میں ایک سوار نے آ کرعرض کیا: یا رسولؐ اللہ! میں آپ لوگوں کے آگے چلا اور ایسے ایسے پہاڑ پر چڑھا میں نے قبیلہ ہوازن کو دیکھا کہ وہ مع اپنے باپ کے سامان کے اور پردہ نشین عورتوں کے اور مویشیوں سمیت حنین کی طرف جمع ہو گئے ہیں، حضور ﷺ یہ سن کر مسکرا دیئے اور فرمایا: ان شاء اللہ کل یہ سب مسلمانوں کے لئے مال غنیمت ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج کی رات ہماری پہرہ داری کون کرے گا؟

حضرت انسؓ بن مرثد نے کہا یا رسول اللہ ﷺ! میں پہرہ داری کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ یہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا اس کی گھاٹی کی طرف جو سامنے ہے چلے جاؤ اوپر کی جانب رہنا، اور اپنی طرف سے رات کے بارے میں دھوکہ میں نہ پڑ جانا، (یعنی ساری رات وہیں رہنا) جب ہم لوگوں نے صبح کی تو آپ ﷺ اپنے مصلے پر تشریف لائے اور دو رکعت نماز پڑھی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو تمہارے سوار کا کچھ احساس ہوا؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ ﷺ ابھی تک تو کچھ محسوس نہیں ہوا۔ اتنے میں نماز کی تکبیر کہی گئی۔ حضور نے گھاٹی کی طرف التفات فرمایا، جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جاؤ تمہارے پاس تمہارا سوار آ گیا۔ ہم لوگوں نے گھاٹی کے

درختوں کے درمیان دیکھنا شروع کیا۔ اتنے میں وہ آخر آپ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور سلام کیا اور عرض کیا کہ میں یہاں سے چل کر گھاٹی کے اوپر کی جانب رہا، جس جگہ کا آپ ﷺ نے حکم دیا تھا۔ جب میں نے صبح کی تو گھاٹیوں کے دونوں طرف میں نے جھانکا اور غور سے دیکھا تو کسی کو نہ پایا حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم رات کو سواری سے اترے بھی تھے؟ عرض کیا نہیں صرف نماز اور قضائے حاجت کے لئے اترا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا تم نے جنت واجب کر لی، اب تمہیں کوئی نقصان نہیں خواہ آج کے بعد تم کوئی عمل نہ کرو۔

(راوہ ابوداؤد والبیہقی ج 9 صفحہ 149 کذانی حیاۃ الصحابۃ ج 1 صفحہ 540)

امارت قبول کرنے سے انکار پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت مقدادؓ بن اسود کو خرمد پہاڑ پر عامل (یعنی گورنر) بنا دیا۔ جب وہ واپس تشریف لائے تو حضور ﷺ نے دریافت کیا، عامل بننے کا کیسا حال رہا؟

عرض کیا میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ مجھ کو چڑھاتے ہیں بڑھاتے ہیں یہاں تک کہ مجھے گمان ہو گیا کہ میں وہ مقداد نہیں رہ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ ایسی ہی چیز ہے حضرت مقداد نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں کبھی بھی کسی کام پر عامل (یعنی گورنر) نہ بنوں گا۔ پھر جب لوگ ان سے کہتے ہیں کہ آگے بڑھئے اور ہم کو نماز پڑھا دیجئے یہ انکار کر دیتے تھے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو ایک سریہ پر امیر بنا کر روانہ کیا (غالباً یہ حضرت مقدادؓ ہی تھے) جب وہ واپس آئے تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا امارت کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا کہ میں قوم کا بعض تھا، جب میں کسی طرف متوجہ ہوتا تو قوم متوجہ ہوتی اور جب میں ٹھہرتا تو وہ بھی ٹھہرتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک بادشاہ عتاب کے دروازے پر ہے مگر جس کو اللہ تعالیٰ بچائے یہ سن کر اس شخص نے کہا اللہ کی قسم! نہ تو میں آپ کا عامل (یعنی گورنر) بنوں گا

اور نہ کبھی آپ کے غیر کا۔

یہ سن کر حضور ﷺ ہنسے کہ آپ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ رافع کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ایک سفر میں تھا میں نے جدائی کے وقت ان سے کہا مجھے نصیحت کریں۔ انہوں نے فرمایا نمازوں کو وقت پر ادا کرو، زکوٰۃ خوش دلی سے دو، رمضان کے روزے رکھو، حج کرو، ہجرت اور جہاد بہت اچھی چیز ہے لیکن تم کسی پر امیر نہ بننا، امیر سے حساب و کتاب سخت ہوگا اور اس پر سخت عذاب ہوگا اور جو امیر نہ ہوگا اس کا حساب آسانی سے ہوگا۔

(رواہ البزار و ابن المبارك فی الزهد، و كذافی حیاة الصحابة ج2صفحه 60)

انصاری کی بات پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ﷺ سے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس کچھ نہیں ہے میں تجھے کیا دوں؟ لیکن تو میرے نام سے کوئی چیز خرید لے جب میرے پاس کچھ آئے گا تو میں اس کا قرض ادا کردوں گا۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اس آدمی کو دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس چیز کا مکلف نہیں بنایا جس کی آپ ﷺ میں طاقت نہ ہو۔

حضور ﷺ کو حضرت عمرؓ کی یہ بات اچھی نہ لگی، ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! ﷺ آپ خرچ کیجئے اور عرش والے کی طرف سے تنگی کا خطرہ نہ کریں (یہ سن کر) حضور ﷺ مسکرا دیئے اور تبسم کے آثار اس انصاری کی بات سے آپ کے چہرہ اقدس پر واضح نظر آتے تھے اور آپ ﷺ کی بات کہ مجھے اسی بات کا حکم دیا گیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے سوال کیا۔ آپ ﷺ نے اسے دیا، اتنے میں ایک اور شخص آیا اس نے بھی سوال کیا اس سے آپ ﷺ نے وعدہ فرمالیا، یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ کھڑے ہوئے

اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ سے سوال کیا گیا آپ نے دیا، پھر آپ سے سوال کیا گیا پھر آپ نے دیا، پھر آپ سے سوال کیا آپ نے اس سے وعدہ فرمالیا، پھر آپ سے سوال کیا گیا آپ نے اس سے بھی وعدہ فرمالیا، یہ بات آپ کو اچھی نہ لگی بری معلوم ہوئی، عبداللہ بن خذافہ سہمیؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ خرچ کیجئے اور عرش والے کی طرف سے محتاجگی کا خطرہ نہ لایئے یہی طریقہ حضور ﷺ کا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت بلالؓ سے فرمایا اے بلال! خرچ کر، رب ذوالعرش سے کمی کا خوف نہ کر۔

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں تین پرندوں کا ہدیہ آیا۔ آپ ﷺ نے خادمہ کو ایک عطا فرمایا، جب وہ دوسرے دن اس کو لے کر حاضر ہوئی تو حضور نے فرمایا میں نے تجھے منع نہیں کیا تھا کہ کسی چیز کو کل کے لئے نہ رکھا کرو۔ اللہ تعالیٰ میرے پاس روزانہ رزق بھیجتا ہے۔

(رواہ الترمذی وابن جریر و البزار والطبرانی وابو نعیم وابو یعلی و کذافی حیاة الصحابة ج 2صفحه 163)

حکیم بن حزام کے اشعار سن کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ حکیم بن حزام یمن گئے اور ایک جوڑا (یعنی سوٹ) ذی یزن (جو حمیری بادشاہوں کا لباس تھا) کا خرید کر لائے، اور حضور ﷺ کی خدمت میں (قبل اسلام) مدینہ حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو ہدیتاً پیش کیا۔

حضور ﷺ نے اسے واپس کر دیا اور فرمایا: ہم مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتے۔ چنانچہ حکیم بن حزام نے اس جوڑے کو بیچا تو حضور ﷺ نے اس جوڑے کو خرید کرنے کا حکم دیا۔ وہ جوڑا آپ ﷺ کے لئے خرید لیا گیا، آپ نے اسے زیب تن فرمایا، پھر مسجد میں تشریف لے گئے۔

حکیم کہتے ہیں میں نے کبھی کسی کو ایسا حسین جیسا کہ آپ اس جوڑے میں نظر آ

رہے تھے نہیں دیکھا، بالکل آپ ایسے معلوم ہو رہے تھے جیسے چودھویں کا چاند، جب میں نے آپ کو اس حالت میں دیکھا تو میں اپنے آپ کا مالک نہ رہا اور بے ساختہ میری زبان سے نکلا:

ما تنظر الحكام بالحكم بعدما
بدا واضح ذو غره وحجول
اذا واضحوه المسجدا ربی علیهم
بمتفرع ماء الذباب سجيل

ترجمہ اشعار

☆ حکم دینے والے اس کے بعد کیا حکم دیں گے جبکہ ایسا چمک دار ظاہر ہو، جس کی پیشانی اور ہاتھ پیر سبھی کچھ چمک رہے ہیں۔

☆ جبکہ آپ کو غور سے دیکھیں آپ کی بزرگی اور شرافت لوگوں پر اور زیادہ بڑھتی جاتی ہے۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے) جیسے صاف شفاف بہتا ہوا پانی آپ ﷺ پر ڈالا گیا ہے۔

یہ سن کر حضور ﷺ ہنس پڑے (یعنی تبسم فرمایا)

(ایک روایت میں ہے کہ)

حضور ﷺ نے خود اس سے خرید لیا تھا' پھر کچھ عرصہ بعد آپ نے وہ حضرت اسامہؓ کو دے دیا..........

(اخرجه ابن جرير والحاكم كما في الكنز ج 3صفحه177و كذافي حياة الصحابة ج 2صفحه 275)

انصار کے جمع ہونے پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عمرو بن عوفؓ انصاری سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت

ابوعبیدہ بنؓ جراح کو بحرین روانہ فرمایا تاکہ وہاں سے جزیہ وصول کر کے لائیں۔ چنانچہ یہ وہاں سے جزیہ وصول کر کے لائے۔ انصار کو حضرت ابوعبیدہؓ کی آمد کا پتہ چلا تو سبھی فجر کی نماز میں حضور ﷺ کے ساتھ جمع ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو یہ حضرات آپ ﷺ کے سامنے آئے۔ آپ ﷺ نے جب انہیں دیکھا تو مسکرادیئے اور پھر فرمایا میرا گمان ہے کہ تم لوگوں کو خبر ہوئی ہوگی کہ ابوعبیدہؓ بحرین سے کچھ لے کر آیا ہے؟

حضرات صحابہ نے عرض کیا جی ہاں یارسول اللہ! آپ ﷺ نے فرمایا تو لوگوں کو بشارت دیتا ہوں اور تم لوگ اس چیز کی اُمید رکھو جو تمہیں خوش کرے گی۔ اللہ کی قسم! میں تم لوگوں پر فقر کا خوف نہیں کرتا بلکہ مجھے تم پر دنیا کے پھیل جانے کا خوف ہے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر پھیل گئی تھی، پھر تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے جیسے کہ تم سے پہلے لوگ کرتے تھے، پھر یہ دنیا تم کو ہلاک کر دے گی جیسا کہ ان لوگوں کو ہلاک کیا جو تم سے پہلے تھے۔

(رواه البخاری و مسلم كذافي الترغيب ج 5صفحه 141و كذافي حياة الصحابة ج 2صفحه 292)

حضور ﷺ کا شیخین کو دیکھ کر مسکرانا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے اصحابؓ مہاجرین وانصار میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ بھی بیٹھتے تھے اور حضور ﷺ تشریف لاتے تو ان میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کی طرف سوائے ابوبکرؓ اور عمرؓ کے نظریں اُٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا۔ یہ دونوں حضرات آپ ﷺ کو دیکھتے، آپ ﷺ ان کو دیکھتے، یہ دونوں آپ ﷺ کو دیکھ کر مسکراتے اور آپ ﷺ ان کو دیکھ کر مسکراتے تھے۔

حضرت براء بن عازبؓ بھی یہی فرماتے ہیں کہ میں کسی بات کے بارے میں حضور ﷺ سے پوچھنے کا ارادہ کرتا تو آپ ﷺ کی ہیبت کی وجہ سے دو دو سال تک مؤخر کرنا پڑتا۔

حضرت اُسامہؓ بن شریک بھی اس طرح فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں اس طرح خاموش بیٹھے ہوتے تھے۔ جیسے ہمارے سروں پر پرندے ہوں (جو سر اُٹھاتے ہی اُڑ جائے گا) ہم میں سے کوئی بات نہیں کر رہا تھا، اچانک آپ ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے اور انہوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے بندوں میں کون اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جو ان میں سے اچھے اخلاق والا ہو''۔

رواہ الحاکم والترمذی و الطبرانی وابن حبان و ابو یعلی کما فی الکنز ج 7 صفحہ 111 و کذافی الشفاء للقاضی عیاض و کذافی ترجمان السنۃ و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2 صفحہ 364)

حضرت سفینہؓ کے عمل سے حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت سفینہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے پچھنے لگوائے اور فرمایا اسے درندوں اور پرندوں اور انسانوں سے بچا کر کسی جگہ دفن کر دو۔ میں آپ ﷺ کے پاس سے اس کو لے گیا اور پس پردہ اسے پی گیا۔ پھر میں نے آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو حضور ﷺ ہنس پڑے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ بھی ایسا ہی نقل کرتے ہیں کہ ان کے والد مالک بن سنانؓ نے جب حضور ﷺ کا چہرہ مبارک احد کی لڑائی میں زخمی ہوا یہ خون چوستے تھے اور اس کو نگل جاتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ ﷺ کا خون پی رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، حضور ﷺ کا خون پی رہا ہوں۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا: میرا خون ان کے خون کے ساتھ مل گیا اب انہیں جہنم کی آگ نہ لگے گی۔

(رواہ الطبرانی کما فی المجمع الزوائد للهیثمی و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2 صفحہ 367)

حضرت عبداللہ کے فعل پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک صاحب جن کا نام عبداللہ تھا اور لوگ ان کو حمار (گدھا) کہتے تھے وہ حضور ﷺ کو ہنسایا کرتا تھا اور آپ ﷺ نے اسے شراب نوشی کی وجہ سے کوڑے بھی لگائے تھے۔

ایک دن ان کو لایا گیا۔ حضور ﷺ نے ان کے متعلق حکم دیا تو اسے کوڑے لگائے گئے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا، یا اللہ اس پر لعنت کر، کس قدر کثرت سے اس کو لایا جاتا ہے۔ (کوڑے کھاتا ہے لیکن شراب نہیں چھوڑتا) حضور ﷺ نے فرمایا: اس پر لعنت نہ کرو اللہ کی قسم تو نہیں جانتا کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص جس کا لقب حمار تھا جو حضور ﷺ کے لئے گھی اور شہد کا کپا بطور ہدیہ لایا کرتا تھا، جب اس کا ساتھی (یعنی جس سے وہ گھی اور شہد خرید کر لاتا تھا) اسے پیسے مانگتا تو وہ اس کو حضور ﷺ کے پاس لاتا اور آپ ﷺ سے کہتا یا رسول اللہ! اس کے مال کی قیمت دیجئے۔ اس کی اس بات سے حضور ﷺ مسکراتے اور قیمت دینے کا حکم کرتے، اسے قیمت دی جاتی، ایک دن وہ لایا گیا اس نے شراب نوشی کی تھی، ایک شخص نے کہا اللہ اس پر لعنت کرے، آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کہو، یہ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔

(روالبخاری وابن جریر والبیہقی وابو یعلی وسعید بن منصور کما فی الکنز ج 3 صفحہ 107 و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2 صفحہ 479)

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے نبی کریم کے پاس ایک ایسی مجلس تھی کہ حضرت ابوبکرؓ وہاں سے نہیں اُٹھتے تھے مگر صرف حضرت عباسؓ کے لئے، اور یہ بات رسول کریم ﷺ کو بہت اچھی لگتی تھی۔

ایک دن حضرت عباسؓ سامنے سے تشریف لائے حضرت ابو بکرؓ ان کے لئے اپنی جگہ سے ہٹ گئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کیوں اپنی جگہ سے ہٹ گئے؟ عرض کیا رسول اللہ آپ کے چچا وہ آ گئے۔ آپ ﷺ ان کی طرف دیکھا، پھر حضرت ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر مسکرائے اور فرمایا یہ عباسؓ ہیں، یہ سفید کپڑا پہنے ہوئے آئے ہیں، ان کے بعد ان کا بیٹا کالا کپڑا پہنے گا اور بارہ حبشی غلاموں کا مالک ہوگا۔

حضرت جعفرؓ اپنے دادا کی سند سے نقل کرتے ہیں کہ میرے دادا نے فرمایا جب نبی ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے حضرت ابو بکرؓ آپ ﷺ کے دائیں جانب اور حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے بائیں جانب اور حضرت عثمانؓ آپ کے سامنے تشریف فرما ہوتے تھے اور حضرت عثمانؓ آپ ﷺ کے راز کے کاتب تھے۔ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب تشریف لائے تو حضرت ابو بکرؓ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے اور ان کی جگہ حضرت عباسؓ بیٹھتے۔

حضرت امیر المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ اپنے اصحابؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور آپ ﷺ کے لئے پہلو میں حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ تھے، سامنے سے حضرت عباسؓ آتے دکھائی دیئے ان کے لئے حضرت ابو بکرؓ نے جگہ دی وہ حضرت ابو بکرؓ اور حضور ﷺ کے درمیان سامنے ہی بیٹھ گئے۔ اس پر حضور ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ اہل فضل کی فضیلت اہل فضل ہی جانتے ہیں۔

(اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام اور اہل بیت اور صلحاء اور علماء کی تعظیم امت پر لازم ہے)

(رواہ الطبرانی و ابن عساکر کما فی الکنز ج5صفحہ 214و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2صفحہ 521)

حضرت انسؓ کا آپ ﷺ کی طرف دیکھنا اور آپ ﷺ کا مسکرانا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے اخلاق میں اچھے

تھے۔ ایک روز آپ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لئے بھیجا، میں نے کہا اللہ کی قسم! میں نہ جاؤں گا لیکن میرے دل میں تھا کہ میں جاؤں گا، چنانچہ میں وہاں سے نکلا میرا چند لڑکوں پر گزر ہوا جو بازار میں کھیل رہے تھے، اتنے میں حضور ﷺ نے پیچھے سے میری گدی پکڑی، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی طرف دیکھا آپ ﷺ مسکرا رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا اے انس! جہاں کا میں نے تجھے حکم دیا تھا گیا تھا؟ میں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ابھی جا رہا ہوں۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کی نو سال خدمت کی اللہ کی قسم! جہاں تک مجھے علم ہے آپ ﷺ نے کبھی بھی مجھے یہ نہیں کہا یہ کام کیوں کیا اور یہ بھی نہیں کہا یہ کام کیوں نہیں کیا۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی دس سال تک خدمت کی آپ ﷺ نے کبھی کلمہ اُف تک نہ کہا اور نہ کبھی مجھے ملامت کی، اگر آپ ﷺ کے گھر والے ملامت کرتے جو آپ ﷺ فرماتے اسے چھوڑ دو۔ اس لئے کہ اگر یہ کام مقدر میں ہوتا تو ہو جاتا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی کئی سال خدمت کی نہ تو کبھی آپ نے برا کہا اور نہ کبھی آپ نے مجھے مارا اور نہ کبھی جھڑکا اور نہ ترش روئی سے پیش آئے اور نہ کبھی مجھے کسی کام میں سستی کرنے پر عتاب کیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے میری عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی میری ماں مجھے لے کر آپ ﷺ کے پاس گئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ! انصار کے مردوں اور عورتوں نے آپ ﷺ کو تحفے دیئے سوائے میرے اور میرے پاس کچھ نہیں ہے جو میں آپ کو تحفہ دوں مگر میرا یہ بیٹا ہے آپ ﷺ اس کو قبول فرمائیں یہ آپ کی خدمت کرے گا۔ میں نے آپ ﷺ کی دس سال خدمت کی نہ آپ ﷺ نے مجھے مارا اور نہ گالی دی اور نہ ترش روئی سے پیش آئے۔

(رواہ مسلم و البخاری و ابن سعد و ابو نعیم و ابن عساکر کما فی الکنز ج 7صفحہ 9 و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2صفحہ 635)

عبداللہ بن ابی منافق کے جنازہ کے موقع پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی (جو رئیس المنافقین تھا) کی وفات ہوئی حضور ﷺ کو جنازہ پڑھانے کے لئے بلایا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ اس کے پاس کھڑے ہوئے اور جب نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو میں اپنی جگہ سے ہٹ کر حضور ﷺ کے سینہ مبارک کے سامنے کھڑا ہوگیا۔

اور میں نے عرض کیا یارسول اللہ! کیا آپ اللہ کے دشمن پر نماز جنازہ پڑھیں گے؟ کیا عبداللہ بن ابی پر جوفلاں اورفلاں دن ایسا اور ایسا کہتا تھا اور اس کی عداوت کے دنوں کی باتوں کو شمار کرنے لگا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ تبسم فرمارہے تھے (یعنی مسکرارہے تھے) یہاں تک کہ جب میں نے اس قسم کی بہت زیادہ باتیں کیں تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر ہٹ جاؤ' مجھے اختیار دیا گیا ہے۔ **ان تستغفر لھم او لاتستغفر لھم** (الآیۃ) پس میں نے اختیار پر عمل کیا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے جنازے کے ساتھ چلے اور اس کی قبر پر کھڑے ہوئے یہاں تک کہ اس کے دفن سے فارغ ہوئے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ مجھے اپنی اس جرأت پر بڑا تعجب ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں (میں نے یہ جرأت کیوں کی) حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اللہ کی قسم ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں۔

آیت 1۔ **ولا تصل علی احد منهم مات ابدا ولا تقم علی قبره انهم کفروا باللہ و رسوله و ماتوا وهم فسقون o**

آیت 2۔ **ولا تعجبك اموالهم و اولادهم انما یرید اللہ ان یعذبهم بها فی الدنیا و تذهق انفسهم و هم کافرون o** (سورۃ توبۃ)

ترجمہ: 1-ان میں سے کوئی مرجائے تو اس کے جنازے پر کبھی نماز نہ پڑھئے اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے ہو جایئے کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس

کے رسول ﷺ کے ساتھ کفر کیا اور وہ حالت کفر ہی مرے ہیں۔

2- اور ان کے مال اور اولاد آپ ﷺ کو تعجب میں نہ ڈالیں اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ ان کو عذاب دیں دنیا میں اور ان کا دم حالت کفر میں ہی نکلے۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے کبھی موت تک کسی منافق کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔

(رواہ احمد والبخاری والترمذی و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2صفحہ 645)

حضرت سعدؓ کے تیر چلانے پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عامر بن سعدؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور ﷺ کو یوم خندق میں اتنا ہنستے ہوئے دیکھا کہ آپ ﷺ کی داڑھیں مبارکہ دکھائی دے رہی تھیں، راوی کہتے ہیں میں نے پوچھا یہ کس طرح ہوا؟ تو حضرت سعدؓ نے فرمایا کہ ایک شخص کے پاس ڈھال تھی اور سعدؓ گو بڑے تیرانداز تھے مگر وہ شخص ڈھال کو ادھر ادھر پھراتا تھا، جس سے اپنی پیشانی کو بچاتا تھا، حضرت سعدؓ نے اس کے لئے تیر نکالا جیسے ہی اس شخص نے اپنا سر اونچا کیا حضرت سعدؓ نے اسے تیر مارا۔ تیر نے اس کی پیشانی سے خطا نہیں کی' چنانچہ وہ گرا اور اس کے پیر اُٹھ گئے۔ تو رسول اللہ ہنسے اور اتنا کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھ نظر آ گئی۔ میں نے حضرت سعدؓ سے پوچھا کہ حضور ﷺ کس سبب سے ہنسے تھے؟ حضرت عامرؓ نے کہا کہ حضرت سعدؓ کے اس فعل سے جو انہوں نے اس آدمی کے ساتھ کیا۔

(رواالترمذی فی الشمائل و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2صفحہ 744)

ایک شخص کے جواب پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا میں ہلاک ہوگیا۔ میں نے رمضان کے دن میں اپنی بیوی سے جماع (یعنی

صحبت) کر لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک غلام آزاد کر، اس شخص نے کہا میرے پاس غلام نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا' تو دو ماہ لگا تار روزے رکھ، اس نے کہا مجھ میں اس کی بھی طاقت نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا' تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا، اس نے کہا مجھے اس کی گنجائش نہیں۔ اتنے میں حضور ﷺ کے پاس ایک بورا لایا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا سائل کہاں ہے؟ وہ حاضر ہوا فرمایا اس کو لے جا کر صدقہ کر دے، اس شخص نے کہا میں اپنے سے محتاج پر صدقہ کروں؟ (اللہ کی قسم! مدینہ کی دونوں پتھریلی سرزمین کے درمیان مجھ سے زیادہ کوئی محتاج نہیں (یہ سن کر) نبی کریم ﷺ اتنا ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں اور فرمایا پھر تم اور اہل خانہ اسے کھالینا۔

(رواہ البخاری ج 2 ص 899 و کذا فی حیاۃ الصحابۃ ج 2 ص 544)

قیامت کے دن ایک شخص کے اقرار جرم کی وجہ سے حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں اس پہلے شخص کو جانتا ہوں جو جنت میں داخل ہوگا اور اس شخص کو بھی جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکالا جائے گا اور فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس پر اس کے چھوٹے چھوٹے گناہوں کو پیش کرو اور اس کے بڑے بڑے گناہوں کو اس کے چھپاؤ، وہ اقرار کرے گا انکار نہ کرے گا، اور اپنے بڑے گناہوں سے ڈر رہا ہوگا۔ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) اس کے لئے کہا جائے گا اس شخص کو اس کی ہر برائی کے بدلہ جو اس نے کی ہے نیکی دے دو یہ دیکھ کر وہ عرض کرے گا میرے اور بھی بہت سے گناہ میں جنہیں میں یہاں نہیں دیکھ رہا، حضرت ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا حضور ﷺ اس جگہ پہنچ کر ایسا ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

(رواہ الترمذی فی الشمائل و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2صفحہ 744)

ایک شخص کا خدا کی طرف مذاق کی نسبت کرنے پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جو سب سے آخر میں جہنم سے نکالا جائے گا وہ ایک آدمی ہوگا جو جہنم سے سرین کے بل گھسٹتا ہوا نکلے گا اس سے کہا جائے گا جا جنت میں داخل ہو جا، وہ جائے گا تا کہ جنت میں داخل ہو لیکن وہاں جا کر دیکھے گا کہ سب لوگوں نے تمام جگہوں پر قبضہ کر رکھا ہے۔ تو وہ لوٹ آئے گا اور کہے گا اے رب لوگوں نے تمام گھروں پر قبضہ کر لیا، اس سے کہا جائے گا اچھا تو تمنا کر وہ تمنا کرے گا تو اس سے کہا جائے گا جو تو نے تمنا کی وہ تیرے لئے اور دنیا سے دس گنا زیادہ تیرے لئے ہے تو وہ شخص عرض کرے گا۔ (اے میرے رب) تو مجھ سے مذاق کرتا ہے؟ حالانکہ تو بادشاہ ہے مالک ہے (وہاں تو ذرا سی بھی جگہ نہیں)

راوی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ یہ فرما کر اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔

(رواہ الترمذی فی الشمائل و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2صفحہ 745و رواہ البخاری ج 2صفحہ 972)

حضرت ابی بن کعبؓ کی غیرت پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ابی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ فلاں شخص میرے باپ کی بیوی کے پاس جاتا ہے، حضرت ابی بول پڑے کہ اگر میں ہوتا تو اس کی گردن تلوار سے اُڑا دیتا۔ یہ سن کر رسول کریم ﷺ ہنسے اور آپ ﷺ نے فرمایا اے ابی تم کس قدر غیرت مند ہو؟ اور میں تجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔ (اگر غیرت نہ ہو تو وہ انسان نہیں بلکہ گدھا ہے)

حضرت مغیرہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا اگر میں کسی شخص کو اپنی بیوی کے پاس پاؤں تو چار گواہوں کا انتظام اور انتظار نہ کروں گا بلکہ اس کی گردن تلوار سے اُڑا دوں گا۔ انصار نے حضور ﷺ سے کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا سعد بن عبادہ کو ملامت نہ کیجئے یہ بہت غیرت مند ہیں انہوں نے کبھی کنواری کے علاوہ شادی نہیں کی اور جس عورت کو انہوں نے طلاق دی ہو ہم نے کبھی ان کی غیرت کی وجہ سے اس سے دوبارہ نکاح نہیں کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا تم سعدؓ بن عبادہ کی غیرت پر تعجب کرتے ہو میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں، اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہیں۔

ایک موقع پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے تمہاری عورتوں کی یہ اطلاع نہیں پہنچی؟ کہ وہ عجمی لوگوں سے بازاروں میں ٹکراتی پھرتی ہیں۔ کیا تم لوگوں کو اس بات سے غیرت نہیں آتی (کہ تمہاری عورتیں بن ٹھن کر بازاروں میں پھرتی ہیں) فرمایا جس میں غیرت نہیں اس میں خیر نہیں۔

(رواہ الشیخان و ابن عساکر و ابو یعلیٰ و احمد کما فی الکنز ج 2صفحہ 161و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2صفحہ 746)

حضرت ام حبیبہؓ کے حالات سن کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ام حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ جب ہم حبشہ ہجرت کر کے گئے تو کچھ عرصے بعد میرا خاوند نصرانی ہوگیا اور مر گیا۔ پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی آنے والے نے مجھ سے کہا اے ام المومنین! یہ سن کر میں گھبرا گئی اور میں نے اس کی تعبیر لی کہ رسول کریم ﷺ مجھ سے ضرور شادی کریں گے۔

ام حبیبہؓ کہتی ہیں کہ میری عدت گزرے کو ابھی چند روز ہوئے تھے اور مجھے وہم وگمان بھی نہ تھا کہ ایک دن نجاشی (بادشاہ حبشہ) کی پیغام رساں ایک باندی جس کا نام

ابرہہ تھا میرے پاس آئی اور اجازت طلب کر کے اندر داخل ہوئی، اور کہا کہ شاہ حبشہ نے کہا ہے کہ مجھے حضور ﷺ نے لکھا ہے کہ تم سے آپ ﷺ کی شادی کر دوں۔ حضرت ام حبیبہؓ کہتی ہیں کہ میں نے کہا اللہ تجھے خیر کی بشارت دے۔ پھر باندی نے کہا کہ تم اپنا وکیل بنا کر بادشاہ کے پاس بھیجو جو تمہاری شادی کر دے، ام حبیبہؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت خالد بن سعیدؓ کے پاس آدمی بھیج کر ان کو بلوایا اور ان کو اپنا وکیل بنالیا اور میں نے پیغام لانے والی کو دو کنگن اور دو پازیب اور کئی انگوٹھیاں اس کو خوشی میں دیں۔ جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب کو اور تمام مسلمانوں کو جمع کیا اور خطبہ ارشاد فرمایا:۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو مالک ہے، مقدس ہے، امن دینے والا ہے، عزیز ہے، جبار ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضور ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور آپ ﷺ وہی ہیں جن کی عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔

امابعد: جس چیز کی طرف آپ ﷺ نے بلایا ہے میں نے منظور کرلیا اور میں نے ام حبیبہؓ سے آپ ﷺ کا نکاح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ پر برکت نازل کرے۔ اس کے بعد نجاشیؒ نے مہر میں چار سو دینار دیئے اور حضرت خالدؓ کے حوالہ کر دیئے۔

پھر مجمع نے جانے کا ارادہ فرمایا تو نجاشی نے کہا ابھی بیٹھے رہو اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت یہ ہے کہ شادی پر کھانا کھلایا جائے پھر کھانا لایا گیا سب نے کھایا پھر سب لوٹ آئے۔

ام حبیبہؓ کہتی ہیں کہ جب میرے پاس مال آیا تو میں نے اس کی باندی کو اور دینا چاہا لیکن اس نے کہا کہ بادشاہ نے مجھے قسم دی ہے کہ میں تجھ سے کچھ نہ لوں۔ پھر وہ پہلے والا ہدیہ بھی واپس کر دیا اور اس نے کہا میں نے بھی دین محمد ﷺ اختیار کرلیا ہے اور میں اللہ کے لئے اسلام لائی ہوں۔

پھر شہر کی عورتیں میرے پاس مختلف قسم کی خوشبوئیں اور ہدیے لے کر آئیں، پھر

اس باندی نے کہا کہ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے اور وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کو میرا اسلام کہنا اور آپ ﷺ کو اطلاع دینا کہ میں ان کا دین قبول کر چکی ہوں۔

ام حبیبہؓ کہتی ہیں کہ وہ باندی مجھ پر بڑی مہربان رہی اور اس نے مجھ کو رخصت کیا اور سامان دیا وہ مجھ سے بار بار وعدہ یاد دلاتی کہ اس کو بھول نہ جانا۔

حضرت ام حبیبہؓ کہتی ہیں کہ جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے منگنی اور شادی کا واقعہ سنایا اور یہ کہ ابرہہ کی باندی نے میرے ساتھ کیا کیا تو حضور ﷺ مسکرا دیئے اور میں نے اس کا سلام آپ ﷺ کو پہنچایا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس پر بھی اللہ کا سلام ہو اللہ کی رحمت ہو، اللہ کی برکت ہو۔

(رواہ الحاکم وابن سعد و کما فی البدایۃ ج4صفحہ 143و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2صفحہ 773)

حضرت عائشہؓ کے فعل پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حریرۃ لائی۔ (یہ حلوے جیسے کوئی چیز ہوتی ہے جس کا عربوں میں رواج تھا) جسے میں نے آپؐ کے لئے پکایا تھا۔ میں نے حضرت سودہؓ سے کہا اور حضور میرے اور ان کے درمیان تشریف فرما تھے کہ تو بھی کھا، انہوں نے انکار کیا تو میں نے کہا تمہیں ضرور کھانا پڑے گا ورنہ تو میں تمہارے چہرے پر لیپ دوں گی۔ حضرت سودہؓ نے پھر بھی کھانے سے انکار کیا تو میں نے اپنا ہاتھ حریرہ میں ڈالا اور حضرت سودہؓ کے چہرہ کو اس سے مل دیا۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ ہنسے اور آپ ﷺ نے حضرت عائشہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ (رواہ ابو یعلی کذافی حیاۃالصحابۃ ج 2صفحہ 299)

حضرت سودہؓ کے فعل پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت سودہؓ کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہؓ نے میرے چہرہ کو حریرہ سے

لیپ دیا تھا۔ اس پر حضور ﷺ نے مجھ سے کہا تو بھی عائشہؓ کے چہرہ کو حریرہ سے مل دے (چنانچہ میں نے حریرہ میں ہاتھ ڈالا اور ان کے چہرہ پر ملا) تو حضور ﷺ ہنسے (جیسا کہ عائشہؓ کے فعل پر ہنسے تھے) اتنے میں حضرت عمر کا گزر ہوا حضور ﷺ نے فرمایا جا کر اپنا منہ دھولو، حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میں ہمیشہ حضرت عمرؓ سے ہیبت محسوس کرتی رہی کیونکہ حضور ﷺ بھی حضرت عمرؓ کی ہیبت کا لحاظ رکھتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی ہیبت کا ایک واقعہ

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ لوگوں اور بچوں کا شور سنا تو دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی ہے اور لوگ اس کے اردگرد جمع تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ وہ دیکھو، میں نے اپنا رخسار حضور ﷺ کے کندھے مبارک پر رکھ کر دیکھنا شروع کیا یہاں تک کہ حضور ﷺ تھک گئے۔

اتنے میں حضرت عمرؓ دکھائی دیئے تو تمام لوگ اور بچے بھاگ گئے حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو دیکھا کہ وہ حضرت عمرؓ سے بھاگ جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ جس راستہ سے گزرتے ہیں شیطان اس راستہ سے بھاگ جاتا ہے۔

(رواہ ابو یعلی و ابن عساکر و ابن النجار و ابن عدی کذافی الکنز ج 7 صفحہ 302 و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2صفحہ 799)

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے قصے سے حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عکرمہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ اپنی بیوی کے ساتھ لیٹے ہوئے تھے وہاں سے اُٹھ کر اپنی باندی کے پاس جو حجرہ کے گوشہ میں تھی تشریف لے گئے اور اس کے ساتھ مشغول ہو گئے ان کی بیوی گھبرائی جب ان کو ان کے بستر پر نہ پایا اور وہ

اپنی جگہ سے نکلیں اور انہیں جاریہ کے ساتھ مشغول پایا تو اپنے کمرہ کی طرف لوٹیں اور چھری لے کر نکلی، اتنے میں حضرت عبداللہ بن رواحہ فارغ ہو چکے تھے ان کو ملے پوچھا کیا بات ہے؟ ان کی بیوی نے کہا اب پوچھتے ہو کیا بات ہے؟ اگر میں آپ کو اس جگہ پاتی جہاں میں نے آپ کو دیکھا تو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان چھری گھونپ دیتی۔

حضرت عبداللہ بن رواحہ نے فرمایا تو نے مجھے کہاں دیکھا؟

ان کی بیوی نے کہا میں نے تم کو جاریہ کے ساتھ مبتلا دیکھا، حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے فرمایا کہ تو نے کیا کرتے دیکھا؟ حالانکہ حضور ﷺ نے ہم میں سے ہر آدمی کو حالت جنابت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا ہے، یہ سن کر ان کی بیوی نے کہا تو قرآن پڑھئے حضرت عبداللہ بن رواحہ نے کہا:

اشعار

اتـانـا رسـول الله يتـلـو كتـابـه
كـمـا لاح مشهـور مـن الـفـجـر سـاطـع
اتـى بـالـهـدى بـعـد الـعـمـى فـقـلـوبـنـا
بـه مـوقـنـات ان مـا قـال واقـع
يبيـت يـجـافـي جـنـبـه عـن فـراشـه
اذا استـقـلـت بـالـمـشـركـين الـمـضـاجـع

ترجمہ اشعار

1- ہمارے پاس رسول ﷺ تشریف لائے اور اللہ کی کتاب پڑھتے تھے جس طرح ہر پھیلی ہوئی مشہور صبح روشن ظاہر ہوتی ہے۔

2- آپ ﷺ لوگوں کے اندھے پن کے بعد ہدایت لے کر آئے پس ہمارے دل آپ ﷺ کا یقین کرنے والے ہیں کہ جو کچھ آپ ﷺ نے فرمایا ہے واقع ہونے والا ہے۔

3- آپ اس طرح ساری رات (عبادت) میں گزار دیتے کہ آپ کا پہلو آپ کی خواب گاہ سے نہ لگتا جبکہ مشرکین بستر پر لیٹے لیٹے ہار جاتے۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کی بیوی نے کہا میں اللہ پر ایمان لائی اور میں نے اپنی آنکھوں کی تکذیب کی (یعنی ان کی بیوی نے ان کے اشعار کو قرآن سمجھا اور اس سے یہ معلوم کر لیا کہ انہوں نے جاریہ کے ساتھ کچھ نہیں کیا)

حضرت عبداللہ بن رواحہ صبح صبح حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کو اس بات کی اطلاع دی یہ سن کر حضور ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نمودار ہو گئیں۔ (رواہ الدارقطنی کذافی حیاة الصحابة ج 3صفحه 12)

حضرت سوید بن حارثؓ کے جواب پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت سوید ین حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں بطور وفد حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ میں اپنے وفد کے سات آدمیوں میں ساتواں تھا۔ جب ہم حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ سے گفتگو کی تو آپ ﷺ کو ہماری اچھی ہیئت اور زینت سے تعجب ہوا۔ اور آپ نے فرمایا تم کون ہو؟ ہم نے عرض کیا ہم مومن ہیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر قول کے لئے ایک حقیقت ہوتی ہے تمہارے اس قول وایمان کی حقیقت کیا ہے؟

حضرت سوید کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ پندرہ عادتیں ہیں۔ پانچ وہ ہیں جن پر آپ ﷺ کے قاصد نے یقین کرنے کا حکم دیا، اور پانچ وہ ہیں جو زمانہ جاہلیت سے ہم ان کے عادی ہیں اور آج تک اس پر جمے ہوئے ہیں اگر آپ ﷺ کو وہ ناپسند ہوں تو ہم ان کو چھوڑ دیں گے۔

(رواه ابو نعيم في الحلية كذافي حياة الصحابة ج 3صفحه 35)

ایک یہودی کی بات سے حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک یہودی عالم حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا اے محمد! اللہ تعالیٰ نے تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر لیا، اور تمام زمینوں کو ایک انگلی پر، اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر، اور پانی اور دلدل کو ایک انگلی پر، اور ان کو حرکت دی اور فرمایا میں ہی بادشاہ ہوں اور میں ہی مالک ہوں، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں یہ سن کر حضور ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں۔ یہ ہنسنا یہودی عالم کے قول کی تصدیق کے لئے تھا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

و ما قدروا اللہ حق قدرہ٥ والارض جمیعا قبضته یوم القیامة والسموات مطویات بیمینه٥ سبحانه و تعالیٰ عما یشرکون٥

ترجمہ: اور (افسوس ہے کہ) ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی حالانکہ (اس کی وہ شان ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہوں گے اس کے داہنے ہاتھ میں وہ پاک ہے اور برتر ہے ان کے شرک سے۔ (رواہ البیھقی فی السماء والشیخان کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 3صفحہ 27)

اللہ تعالیٰ کے مسکرانے کی وجہ سے حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت علی بن ربیعہؒ نے فرمایا کہ حضرت علیؓ نے مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا پھر مجھے لے کر حرہ کی طرف چلے، پھر اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا:

اللھم اغفرلی ذنوبی فانه لا یغفر الذنوب احد غیرك

ترجمہ: اے میرے اللہ میرے گناہوں کو بخش دے بے شک گناہوں کا بخشنے والا تیرے سوا کوئی نہیں، پھر میری طرف ہنستے ہوئے متوجہ ہوئے۔

میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کو اپنے رب سے استغفار کرنا اور

میری طرف ہنستے ہوئے التفات کرنا یہ کیا ہے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا ایک مرتبہ حضور ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کرایا اور حرہ کی طرف لے چلے پھر اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا:

اللھم اغفرلی ذنوبی فانه لا یغفر الذنوب احد غیرك

پھر میری طرف التفات فرمایا اور ہنسے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے رب سے مغفرت طلب کی پھر آپ ﷺ نے میری طرف ہنستے ہوئے التفات فرمایا (یہ کیا ہے؟) اس پر حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے ہنسنے کی وجہ سے ہنسا، اللہ تعالیٰ کے اپنے بندے پر تعجب کرنے کی وجہ کہ یہ بندہ جانتا ہے کہ گناہوں کا بخشنے والا سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں۔

(رواہ ابن ابی شیبه و ابن منیع کذافی الکنز ج 1صفحہ 211وکذافی حیاۃ الصحابۃ ج 3صفحہ 344)

شیطان کے اپنے سر پر مٹی ڈالنے کی وجہ سے حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عباسؓ بن مرداس سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے عرفات کی شام میں اپنی اُمت کے لئے مغفرت رحمت کی دعا کی اور بہت کثرت سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی بھیجی کہ بے شک میں نے ایسا کر دیا۔ (یعنی جس طرح آپ ﷺ نے دعا مانگی) مگر بعض کا ظلم بعض پر معاف نہیں کیا، لیکن وہ گناہ جو بندوں اور میرے درمیان ہیں ان کو میں نے معاف کر دیا۔

اس پر حضور ﷺ نے عرض کیا: اے رب! بے شک تو اس بات پر قادر ہے کہ اس مظلوم کو اس کے ستائے ہوئے بدلہ کا ثواب دے دے اور اس ظالم کو معاف کر دے اس شام کو آپ ﷺ کی یہ دُعا قبول نہیں ہوئی۔

جب مزدلفہ کی صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے پھر اسی دعا کا اعادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ

نے آپ ﷺ کی دُعا قبول فرمائی کہ بے شک میں نے ظالم کی بھی مغفرت کر دی، تو حضور ﷺ مسکرا دیئے۔

صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ اس وقت مسکرائے جب کہ آپ اس وقت مسکرایا نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا اللہ کے دشمن ابلیس سے مسکرایا جب اسے معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا میری امت کے بارے میں قبول فرمالی، تو وہ ہائے ہلاکی اور ہائے خرابی کہہ کر پکارا اور اپنے سر پر مٹی ڈالی۔

(رواہ البیھقی کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 3صفحہ364)

حضرت عائشہؓ کی دعا سن کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ کیا تجھے علم ہے کہ اللہ پاک نے مجھے ایک ایسا نام بتایا ہے کہ جب اس کے ذریعہ دُعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ قبول کر لیتا ہے؟

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میری ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں آپ ﷺ مجھے وہ دعا سکھا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ تیرے لئے وہ مناسب نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں ایک کونے میں (پریشان) بیٹھی رہی، پھر اُٹھی اور آپ ﷺ کے سر مبارک کو بوسہ دیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ مجھے سکھا دیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے مناسب نہیں کہ میں تجھے سکھاؤں اور تیرے لئے مناسب نہیں کہ تو اس کے ذریعہ دنیا کی کسی چیز کا سوال کرے

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اس کے بعد میں کھڑی ہوئی اور وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے یہ دُعا مانگی:

اللھم انی ادعوك الله وادعوك الرحمن و ادعوك البرالرحیم و ادعوك باسمائك

الحسنی کلھا ما علمت منھا و مالم اعلم ان تغفرلی و ترحمنی۔

ترجمہ: ''اے میرے اللہ بے شک میں تجھ کو اللہ کہہ کر پکارتی ہوں اور تجھ کو رحمٰن کہہ کر پکارتی ہوں اور میں تجھ کو بھلا اور رحیم کہہ کر پکارتی ہوں اور میں تجھے تیرے تمام اچھے ناموں کے ساتھ پکار رہی ہوں۔ جو نام میں ان ناموں سے جانتی ہوں اور جو نہیں جانتی ہوں یہ کہ تو میری مغفرت کر دے اور مجھ پر رحم کر۔''

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ (یہ سن کر) ہنسے۔ پھر آپ نے فرمایا وہ نام انہیں ناموں میں ہے جن ناموں کے ساتھ تو نے دُعا کی ہے۔

(حیاۃ الصحابۃ ج3صفحہ 363)

حضرت عمرؓ کی بات سن کر حضور ﷺ کا مسکرانا

ایک موقع پر حضور ﷺ نے اپنی بیویوں سے بعض ناگوار باتوں کی وجہ سے ایلاء فرمالیا اور سب سے علیحدہ ہو کر ایک بالا خانہ میں تشریف فرما ہوئے۔

صحابہؓ میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ حضور ﷺ نے سب کو طلاق دے دی۔ حضرت عمرؓ کو اس بات سے بہت غم ہوا۔ حضرت عمرؓ آپ ﷺ کے پاس تشریف لے گئے لیکن اندر جانے کی اجازت نہ ملی۔

پھر واپس آئے اور پھر گئے لیکن پھر بھی داخلہ کی اجازت نہ ملی، پھر لوٹ آئے لیکن چین نہ آیا تھا، پھر گئے اور اجازت چاہی تو اجازت مل گئی۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں میں اندر داخل ہوا۔ آپ ﷺ ایک ننگی چٹائی پر آرام فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟

آپ ﷺ نے سر مبارک بلند کیا اور فرمایا: نہیں۔

میں نے کہا اللہ اکبر، یا رسول اللہ! ہم قریش کی وہ جماعت ہیں کہ ہم عورتوں پر غالب رہتے تھے۔ ہم مدینہ آئے تو ہم نے دیکھا کہ انصار کی عورتیں ان کے مردوں پر

غالب ہیں تو ہماری عورتوں نے بھی ان سے یہ عادت سیکھ لی۔ایک دن میں اپنی بیوی سے بگڑا تو وہ مجھے جواب دینے لگی مجھے اس کا جواب بڑا نامناسب معلوم ہوا،اس نے کہا آپ کو میرا جواب کیوں برا لگتا ہے؟ اللہ کی قسم! حضور ﷺ کی بیویاں آپ کو جواب دیتی ہیں اور پورا پورا دن (ناراضگی کی وجہ سے) آپ کو چھوڑے رکھتی ہیں۔ میں نے کہا جس عورت نے بھی یہ کیا وہ رسوا ہوئی اور خسارہ میں پڑی۔اگر حضور ﷺ کے غضب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہو گیا تو وہ عورت ہلاک ہو جائے گی۔

یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے، پھر میں نے عرض کیا میں آج حفصہؓ کے پاس گیا تھا اور میں نے اس سے کہا کہ تجھے یہ بات دھوکہ میں نہ ڈالے کہ تمہاری سوکن زیادہ خوبصورت ہے اور وہ حضور ﷺ کو زیادہ محبوب ہے۔ یہ بات سن کر حضور ﷺ دوبارہ مسکرائے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ذرا اور جی بہلاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ میں بیٹھ گیا اور میں نے سر اُٹھ کر بالا خانہ میں دیکھا تو اللہ کی قسم تین چیزیں تھیں (یعنی بڑا مختصر سامان تھا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر وسعت نازل فرمائے۔اس نے فارس و روم پر بڑی وسعت کی ہے حالانکہ وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتے۔

یہ سن کر آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھے اور فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تو ابھی تک شک میں ہے؟ ان لوگوں کو اچھی چیزیں دنیا میں دے دی گئی ہیں جو ہمارے لئے آخرت میں ہیں۔ (رواہ احمد و رواہ الشیخین ج بعض الاجزاء 2صفحہ 781و کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2صفحہ 805)

حضرت عمرؓ کی حکیمانہ بات سن کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ تشریف لائے اور حضور ﷺ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی لیکن ان کو اجازت نہ ملی۔ پھر حضرت عمرؓ تشریف لائے ان کو بھی

اجازت نہ ملی، پھر کچھ دیر بعد دونوں کو اجازت مل گئی یہ دونوں حضرات اندر تشریف لے گئے۔ حضور ﷺ تشریف فرما تھے آپ ﷺ کے اردگرد آپ کی ازواج جمع تھیں اور حضور ﷺ خاموش تھے۔

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے جی میں کہا) کہ میں کوئی ایسی بات کروں گا جس سے حضور ﷺ ہنس پڑیں۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ زید کی بیٹی، یعنی عمرؓ کی بیوی کو دیکھتے کہ ابھی ابھی وہ مجھ سے نان ونفقہ کا مطالبہ کر رہی تھی میں نے اس کو پکڑا پھر اس کا گلہ دبایا۔ یہ سن کر حضور ﷺ اس قدر ہنسے کہ آپ ﷺ کی داڑھیں نظر آنے لگیں اور پھر آپ ﷺ نے یہ فرمایا یہ میرے اردگرد جمع ہیں اور مجھ سے نفقہ کا مطالبہ کر رہی ہیں؟

یہ سن کر حضرت ابو بکرؓ حضرت عائشہؓ کی طرف لپکے تا کہ ان کو ماریں، اور حضرت عمرؓ حضرت حفصہؓ کی طرف لپکے کہ ان کو ماریں اور یہ دونوں یہ کہہ رہے تھے کیا تم حضور ﷺ سے ان چیزوں کا مطالبہ کرتی ہو جو آپ ﷺ کے پاس نہیں ہیں۔

یہ کیفیت دیکھ کر تمام ازواج مطہرات نے کہا اس مجلس کے بعد ہم حضور ﷺ سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کریں گی جو آپ کے پاس نہ ہو۔

(رواہ احمد والشیخان کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2صفحہ 808)

حضرت صہیبؓ کے جواب پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت صہیبؓ حضرت عمارؓ کے ساتھ مسلمان ہوئے۔ نبی کریم ﷺ حضرت ارقمؓ صحابی کے مکان پر تشریف فرما تھے کہ یہ دونوں حضرات علیحدہ علیحدہ حاضر خدمت ہوئے اور مکان کے دروازہ پر دونوں اتفاقیہ جمع ہو گئے۔

ہر ایک نے دوسرے کی غرض معلوم کی تو ایک ہی غرض یعنی اسلام لانا اور حضور ﷺ کے فیض سے مستفید ہونا معلوم ہوا۔

اسلام لائے اور اسلام لانے کے بعد جو مسئلہ اس زمانہ میں اس قلیل اور کمزور جماعت کو پیش آنا تھا وہ پیش آیا' ہر طرح ستائے گئے تکلیفیں پہنچائی گئیں۔ آخر تنگ آ کر ہجرت کا ارادہ فرمایا تو کافروں کو یہ چیز بھی گوارا نہ تھی کہ لوگ کسی دوسری جگہ جا کر آرام سے رہیں۔ اس لئے جس کے بارے میں معلوم ہوتا کہ یہ ہجرت کرنا چاہتا ہے اس کو پکڑتے، چنانچہ ان لوگوں کا پیچھا کیا گیا اور ایک جماعت ان کو پکڑنے گئی۔ انہوں نے اپنا ترکش نکالا جس میں تیر تھے اور ان لوگوں سے کہا دیکھو تمہیں معلوم ہے کہ میں تم سب سے زیادہ تیر انداز ہوں جب تک ایک بھی تیر میرے پاس ہے تم لوگ مجھ تک نہیں آ سکتے اور جب تیر ختم ہو جائیں گے تو میں اپنی تلوار سے مقابلہ کروں گا جب تلوار بھی میرے ہاتھ نہیں رہے گی پھر جو تم سے ہو سکے تم کرنا۔ اس لئے اگر تم چاہو تو اپنی جان کے بدلہ میں اپنے مال کا پتہ بتلا سکتا ہوں جو مکہ میں ہے اور دو باندیاں بھی ہیں وہ سب تم لے لو!

اس پر وہ لوگ راضی ہو گئے۔

انہوں نے اپنا مال دے کر جان چھڑائی اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

و من الناس من یشری نفسه ابتغاء مرضات الله والله رءُوف بالعباد○

جب یہ مدینہ پہنچے تو حضور ﷺ اس وقت قبا میں تشریف فرما تھے۔ صورت دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ نفع کی تجارت کی۔

حضرت صہیبؓ کہتے ہیں حضور ﷺ اس وقت کھجور نوش فرما رہے تھے اور میری آنکھ دکھ رہی تھی میں بھی ساتھ کھانے لگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا آنکھ دکھ رہی ہے اور کھجوریں کھاتے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور اس آنکھ کی طرف سے کھاتا ہوں جو تندرست ہے۔

حضور ﷺ یہ جواب سن کر ہنس پڑے۔

(اسعد الغابۃ ج 3 صفحہ 31 کذافی فضائل الاعمال صفحہ 21)

ایک بدو کی بات پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضور ﷺ میں بے شمار صفات تھیں ان میں سے ایک صفت عفو و درگزر کی تھی۔

ایک مرتبہ آپ کھڑے ہوئے تھے، اتنے میں ایک شخص آیا، اور آتے ہی اپنی چادر حضور ﷺ کے گلے میں ڈالی اور خوب زور سے کھینچا یہاں تک کہ آپ کی گردن مبارک پر نشان پڑ گئے۔

آپ نے فرمایا اے بندہ خدا کیا بات ہے؟ اس نے کہا **اعطنی من مال الله الذی اتاك** مجھے بھی اس مال سے دیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا مال تو میں دوں گا لیکن جو تو نے ستایا ہے اس کا بدلہ بھی لوں گا۔

وہ شخص کہنے لگا نہیں نہیں بدلہ نہیں دوں گا۔ آپ نے فرمایا کیوں؟ وہ کہنے لگا **انك لا تكاف السيئة بالسيئة** کہ آپ ﷺ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیا کرتے **فضحك النبی صلی الله علیه وسلم** یہ سن کر حضور ﷺ ہنس پڑے، اور صحابہؓ سے فرمایا اس کو ایک اونٹ پر جو لاد دو اور ایک اونٹ پر کھجوریں لاد دو۔

(ماہنامہ الخیر شمارہ نمبر 3 اگست 1996ء صفحہ 29)

حضرت طلحہؓ کی بات پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت حصینؓ بن وحوح کہتے ہیں کہ جب حضرت طلحہؓ بن براء حضور ﷺ سے ملے تو وہ اپنے جسم کو حضور ﷺ کے جسم سے چمٹاتے تھے، اور آپ ﷺ کے قدموں کو بوسہ دیتے تھے۔

اس حالت میں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! جو آپ کو پسند ہو مجھے حکم دیں میں کبھی بھی آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

حضور ﷺ اس پر ہنس پڑے، حضرت طلحہؓ بھی نوجوان تھے ان کی یہ بات سن کر فرمایا جا اپنے باپ کو قتل کر کے آ، حضرت طلحہؓ یہ سنتے ہی بھاگے تا کہ آپ ﷺ کے اس فرمان

پر عمل ہو جائے، حضور ﷺ نے ان کو واپس بلوایا اور فرمایا میں رشتوں کو توڑنے کے لئے نہیں آیا۔ (بلکہ میں رشتوں کو ملانے کے لئے آیا ہوں یہ تو صرف تیرا امتحان تھا)

پھر ایک موقع پر حضرت طلحہؓ بیمار ہو گئے تو حضور ﷺ سردی میں وغیم چادر میں عیادت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طلحہؓ کی موت قریب ہے تم مجھے ضرور خبر دینا تا کہ میں ان پر جنازہ پڑھوں اور دفن میں جلدی کرنا۔

لیکن حضرت طلحہؓ نے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں (کیونکہ ان کی وفات رات کے وقت ہوئی) تو مجھے دفن کر دینا اور مجھے میرے رب سے ملا دینا اور حضور ﷺ کو اطلاع نہ کرنا کیونکہ راستہ میں یہودی رہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ آپ ﷺ کو میری وجہ سے تکلیف پہنچے۔

پس حضور ﷺ کو صبح خبر دی گئی آپ ﷺ تشریف لائے اور ان کی قبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا اے اللہ تو طلحہؓ سے اس حالت میں ملاقات کر کہ تو اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا ہو وہ تیری طرف دیکھ کر مسکرا رہا ہو۔ (اسد الغابۃ ج 2صفحہ 2تا 28)

حضرت رشید الہجریؓ کی بات پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت رشیدؓ ایک صحابی ہیں۔ ان کو فارسی بھی کہا جاتا تھا۔ ابو عمرؓ کہتے ہیں کہ وہ جنگ احد میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے اور یہ بنی معاویہ الفارسی کے غلام تھے۔ یہ جنگ میں بنی کنانہ کے ایک مشرک سے ملے۔ اس نے لوہے سے اپنے آپ کو چھپا رکھا تھا۔ اس نے میں عویف کا بیٹا ہوں کہہ کر پکارا۔ حضرت سعدؓ جو نبی حاطب کے غلام تھے انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اس مشرک نے حضرت سعدؓ پر حملہ کیا اور ان کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ یہ دیکھ کر حضرت رشیدؓ اس پر متوجہ ہوئے اور اس کے کندھے پر وار کیا جس سے اس کی زرع کٹ گئی۔ یہاں تک کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیئے پھر فرمایا (میں نے بدلہ لیا) اور میں فارسی کا غلام ہوں۔ حضور نے اس ماجرہ کو دیکھا اور اس بات کو سنا، پھر فرمایا تو نے یوں کیوں نہ کہا

کہ میں انصار کا غلام ہوں۔ اتنے میں ابن عویف مشرک کا دوسرا بھائی کتے کی طرح بھاگتا ہوا آیا۔ اس پر بھی حضرت رشیدؓ نے حملہ کیا وہ سر پر لوہے کی ٹوپی پہنے ہوئے تھا۔ اس کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے پھر فرمایا لے (میں نے بدلہ لے لیا) اور میں انصار کا غلام ہوں۔

اس کی یہ بات سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا اے ابا عبداللہ تو نے بہت اچھا کیا اور اچھا کہا، حضور ﷺ نے ان کو ابا عبداللہ کہا حالانکہ ان کا کوئی بیٹا نہ تھا۔

(اسد الغابۃ ج 2صفحہ 176)

ابولبابہؓ کی توبہ پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت رفاعہؓ بن عبد المنذر جن کی کنیت ابولبابہ تھی وہ جنگ بدر میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے واپس کر دیئے گئے تھے۔ جب بنو قریظہ قلعہ بند ہو گئے تھے اور حضور ﷺ نے ان سے کہا تھا کہ تم قلعہ سے نکل آؤ۔

بنو قریظہ نے کہا کہ آپ ہماری طرف ابولبابہؓ کی بھیجیں تا کہ ہم ان سے اپنے اس معاملہ میں مشورہ کر لیں۔ حضور ﷺ نے ابولبابہؓ کو بھیج دیا، یہ ابولبابہؓ قبیلہ اوس سے تعلق رکھتے تھے اور بنو قریظہ ان کے حلیف تھے ان کے لئے کھڑے ہو گئے اور عورتوں اور بچوں نے ان کے سامنے رونا شروع کر دیا۔

یہ دیکھ کر حضرت ابولبابہؓ کا دل ان کے بارے میں نرم ہو گیا۔ (لیکن یہ نرمی حضور ﷺ کے منشاء کے خلاف تھی) انہوں نے پوچھا اے ابولبابہؓ کیا ہم حضور ﷺ کے کہنے پر قلعہ سے نیچے اتر آئیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں، لیکن ساتھ ہی حلق پر انگلی پھیر کر اشارہ کر دیا کہ وہ تم کو ذبح کر دیں گے۔

حضرت ابولبابہؓ کہتے ہیں کہ جب میں نے جان لیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسولؐ سے خیانت کی ہے تو میرے پاؤں لرزنے لگے پھر میں واپس آ گیا اور حضور ﷺ موجود نہ تھے میں نے اپنے آپ کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ لیا اور میں نے اپنے جی

میں کہا میں اپنے کو نہ کھولوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ کرلے اور میں عہد کرتا ہوں کہ بنو قریظہ کے بارے میں کبھی نرمی نہ کروں گا۔ جب حضور ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر وہ میرے پاس خود کو باندھنے سے پہلے آجاتا تو اس کے لئے استغفار کرتا۔ اب میں اس کو نہ کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول نہ کرے۔

عبداللہ بن قسیط کہتے ہیں کہ حضرت ابولبابہؓ کی توبہ حضور ﷺ کے زمانہ میں نازل ہوئی آپ ﷺ اس وقت ام سلمہؓ کے گھر میں تھے، حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ میں نے ابو لبابہؓ کی توبہ کی خبر سنی اس وقت حضور ﷺ ہنس رہے تھے۔

میں نے عرض کیا آپ کو کس چیز نے ہنسایا اللہ تعالیٰ آپ کو ہنساتا ہی رہے۔
آپ ﷺ نے فرمایا ابولبابہؓ کی توبہ پر ہنس رہا ہوں۔ جب حضور ﷺ صبح کی نماز کے لئے نکلے تو ان کو ستون سے کھولا۔ (اسد الغابة ج 2صفحہ 183)

حضرت رفاعہؓ کے والد کی قسم پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت رفاعہؓ یثربی کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

جب حضور ﷺ کو میں نے دیکھا تو آپ ﷺ نے میرے والد سے فرمایا کیا یہ آپ کا بیٹا ہے؟

میرے والد نے عرض کیا ہاں رب کعبہ کی قسم! میں اس پر گواہ قائم کرسکتا ہوں۔
یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور ہنسے، میرے والد کی تشبیہ اور قسم اُٹھانے پر............الخ (اسد الغابة ج 2صفحہ 186)

حضرت رفاعہؓ کی بیوی کے حکایت پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت رفاعہؓ نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دی تھی' پھر اس نے حضرت

عبدالرحمٰنؓ بن زبیر سے نکاح کرلیا، وہ عورت ایک روز حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے رفاعہ نے طلاق دے دی تھی' پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کرلیا لیکن اس کے پاس کچھ نہیں ہے۔ (یعنی اس کا آلہ تناسل ڈھیلا ہے) کپڑے کا ایک کنارہ پکڑ کر حضور ﷺ کو دکھایا کہ اس طرح بے جان ہے۔ حضور ﷺ یہ سن کر مسکرا دیئے اور پھر فرمایا کیا تو پھر رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے؟ فرمایا تجھے اس کے پاس جانے کی یعنی دوبارہ نکاح کرنے کی اس وقت تک اجازت نہیں جب تک تو اس کا شہد نہ چکھے اور وہ تیرا شہد نہ چکھے، یعنی صحبت نہ کرلے۔ (اسد الغابة ج 3صفحہ 293)

حضرت ابوبکرؓ کے اسلام لانے پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت ابوبکرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی ظہور نبوت سے پہلے یمن گیا۔
میں قبیلہ ازد کے ایک عالم کی خدمت میں حاضر ہوا وہ لوگوں کے علوم سے بہت سی چیزیں جانتا تھا جب اس شیخ نے مجھے دیکھا تو اس نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ تو اہل حرم سے ہے؟ میں نے کہا ہاں، پھر اس نے کہا میرا خیال ہے کہ تو اہل قریش سے ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں، پھر اس نے کہا میرا گمان ہے کہ تو قبیلہ تمیم سے ہے؟ میں نے کہا ہاں میں تمیم سے ہوں، میرا نام عبداللہ بن عثمان بن تمیم مرہ ہے۔

اس نے کہا باقی ایک نشانی رہ گئی ہے تو اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا، میں نے کہا میں نہیں اُٹھاتا جب تک تو مجھے اس معاملہ کی خبر نہ دے۔

اس شیخ نے کہا میں علم صحیح میں یہ خبر پاتا ہوں کہ حرم میں ایک نبی ﷺ کا ظہور ہوگا اس کے کام نبوت میں ایک جوان اور بوڑھا معاون بنیں گے، پس جوان تو اس کے غم میں شریک ہوگا اور اس کا مصائب سے دفاع کرے گا۔ پس بوڑھا سفید رنگ کا ہوگا اور نحیف جسم اور اس کے پیٹ پر ایک تل کا نشان ہوگا اور اس کی بائیں ران پر ایک نشانی ہوگی۔

بس اب تو مجھے وہ دیکھا جو تو نے مجھے کہا تھا سوائے اس نشانی کے جو ران پر ہے

(کیونکہ وہ حصہ ستر میں شامل ہے) تا کہ تمام نشانیاں مکمل ہو جائیں ۔

حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کپڑا پیٹ سے اُٹھایا اس نے ایک تل میری ناف کے اوپر دیکھا اور کہا رب کعبہ کی قسم ! وہ تو ہی ہے ۔

پھر اس نے کہا میں تجھے قبل از وقت ایک بات کہتا ہوں تو اس سے بچنا ، ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا ہدایت سے اعراض کرنے سے بچنا ، اور صحیح راستہ سے اعراض نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ سے اس چیز کے بارے میں ڈرنا جو وہ تجھے عطا کرے ۔

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں میں نے یمن میں اپنی ضروریات پوری کیں اور جب میں واپس آنے لگا تو اس شیخ سے ملنے گیا تو اس شیخ نے کہا میں نے اس نبی ﷺ کی تعریف میں کچھ شعر کہے ہیں وہ سنتے جاؤ ۔ میں نے کہا بہت اچھا ، حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ میں مکہ پہنچا تو حضور ﷺ نے نبوت کا اعلان کر دیا تھا ۔

میرے پاس عقبہ بن ابی معیط اور شیبہ اور ربیعہ اور ابو جہل اور ابو البختری اور قریش کے سردار آئے میں نے ان سے کہا کیا کوئی حادثہ پیش آیا ہے یا کوئی اہم بات ظاہر ہوئی ہے ۔

انہوں نے کہا اے ابو بکرؓ اس وقت سب سے بڑا خطیب ابو طالب کا یتیم بھتیجا بنا ہوا ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی مرسل ہے ۔ اے ابو بکرؓ تو سفر میں نہ ہوتا تو ہم انتظار نہ کرتے ۔ (یعنی اس کا کام تمام کر دیتے)

اب تو آ گیا ہے بس آپ کا فیصلہ ہمارے لئے کافی اور وافی ہے ۔ حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو اچھی بات کہہ کر رخصت کر دیا اور میں نے لوگوں سے پوچھا کہ حضور ﷺ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا خدیجہ کے گھر میں ۔

میں گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا ۔ آپ ﷺ تشریف لائے میں نے کہا اے محمد میں نے تجھے باہر آنے کی تکلیف دی ہے ۔ کیا آپ نے اپنے آباؤ اجداد کا دین چھوڑ دیا ؟ آپ

نے فرمایا اے ابو بکر ! میں اللہ کا رسول ہوں تیری طرف بھی اور تمام لوگوں کی طرف بھی ۔ پس تو ایمان لے آ ۔ میں نے کہا آپ کی نبوت کی کیا دلیل ہے؟ آپ نے فرمایا وہ شیخ جس سے تو یمن میں ملا تھا؟ میں نے کہا یمن میں تو بہت سے شیخوں سے ملا ہوں ۔

آپ نے فرمایا وہ شیخ جس نے تجھے اشعار دیئے ہیں ۔ میں نے کہا اے میرے حبیب آپ کو کس نے خبر دی ہے؟ آپ نے فرمایا اس ذات عظیم نے جس نے مجھ سے پہلے انبیاء کو مبعوث کیا ۔

حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں میں نے کہا اپنا ہاتھ بڑھائیں ۔ (تا کہ میں بیعت اسلام کرلوں) میں نے کہا اشهد ان لا اله الا الله وانك رسول الله حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں میں واپس لوٹا اور میں نے حضور ﷺ کو اپنے اسلام پر سب سے زیادہ خوش پایا ، آپ ﷺ انتہائی خوش تھے ۔ (اسد الغابة ج 3 صفحه 208)

بسم اللہ سے شیطان کا قے کرنا اور حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت امیہ بن مخشیؓ حضور ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ تشریف فرما تھے اور ایک شخص آپ ﷺ کے پاس کھانا کھا رہا تھا اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی ۔ جب اس نے آخری لقمہ منہ کی طرف اُٹھایا تو کہا بسم اللہ اولہ و آخرہ یہ سن کر حضور ﷺ ہنسے اور فرمایا شیطان شروع سے اس کے ساتھ کھا رہا تھا جب اس نے بسم اللہ پڑھی ، اللہ کا نام لیا تو شیطان نے جو اس کے پیٹ میں تھا سب قے کر دیا ۔ (کیونکہ وہ اس کھانے سے جس پر اللہ کا نام لیا جائے نہیں کھاتا اور اس گھر میں جس میں یاد خدا نہیں ہوتی ہو ، نہیں آتا) (رواہ احمد کذافی اسد الغابۃ ج 1 صفحہ 121)

جبرئیل علیہ السلام کے ہنسنے سے حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عبد اللہؓ بن ریاب بیان کرتے ہیں اور یہ عبد اللہ ان لوگوں میں ہیں جو

انصار میں سب سے پہلے اسلام لائے اور یہ حضور ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر، احد اور خندق بلکہ ان تمام غزوات میں شریک ہوئے جن میں حضور ﷺ شریک تھے۔ یہ کہتے ہیں کہ وہ چھ افراد ہیں جو پہلے اسلام لائے تھے ان میں بنی نجار کے اسعدؓ بن زرارہ اور عوف بن مالکؓ بن رفاعہ اور رافع بن مالک بن عجلان اور قطبہ بن عامر اور عقبہ بن عامر اور جابر بن عبداللہؓ بن ریاب تھے۔

یہی عبداللہ بن ریاب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس سے گزرے میں نماز پڑھ رہا تھا۔ وہ میری طرف دیکھ کر ہنسے اور میں بھی اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ (رواہ الثلاثۃ کذافی اسد الغابہ ج 256)

جارود بن معلیٰؓ کے اسلام لانے پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

جارود بن معلیٰؓ بعض نے کہا ابن علاء بعض نے کہا جارود بن عمرو، یہ قبیلہ عبدالقیس سے تعلق رکھتے تھے۔

ان کی کنیت ابا المنذر تھی، بعض نے کہا ابا غیاث، بعض نے کہا ابا عتاب بہرکیف اس کے نام میں اور کنیت میں کافی اختلاف ہے۔

ان کو جارود اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے زمانہ جاہلیت میں بکر بن وائل پر لوٹ مار کی تھی۔ اور یہ حضور ﷺ کی خدمت میں دس ہجری میں حاضر ہوئے، اور مسلمان ہوئے یہ پہلے نصرانی تھے ان کے اسلام پر حضور ﷺ خوش ہوئے اور ان کا اکرام کیا اور ان کو اپنے قریب کیا۔

ارض فارس، یا نہاوند کے مقام پر شہید ہوئے۔ (اسد الغابہ ج 1 صفحہ 261)

حضرت عائشہؓ کے تعجب پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ تو اس وقت تک نہ سویا کر جب تک چار عمل نہ کر

لیا کر:

1- قرآن شریف ختم کر کے سویا کر۔

2- تمام انبیاء علیہم السلام کو تو اپنا سفارشی بن کر سویا کر۔

3- اور تمام مسلمانوں کو راضی کر کے سویا کر۔

4- اور ایک حج اور عمرہ کر کے سویا کر۔

پھر آپ ﷺ نماز میں مشغول ہو گئے اور میں اپنے بستر پر پڑی رہی۔

جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عائشہؓ نے تعجب سے کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تھوڑے وقت میں یہ چار کام کس طرح ہو سکتے ہیں؟

یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا جب تو سورۃ اخلاص تین دفعہ پڑھ لے تو گویا تو نے ایک قرآن شریف ختم کر لیا اور جب تو مجھ پر اور تمام انبیاء پر درود پڑھے تو تمام انبیاء علیہم السلام قیامت کے دن تیرے سفارش ہوں گے۔

اور جب تو نے تمام مومنین کے لئے استغفار کیا تو سارے مسلمان تجھ سے راضی ہو جائیں گے۔

اور جب تو نے **سبحان اللہ والحمد للہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر** کہا تو گویا تو نے حج اور عمرہ کیا۔ (تفسیر حنفی بحوالہ درۃ الناصحین ج 2071)

حضرت عکرمہؓ کے اسلام پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت عکرمہؓ بن ابی جہل سخت دشمن اسلام تھے، بدر میں مسلمانوں کے خلاف بڑی سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا، اسی معرکہ میں ان کا باپ معوذ دو نوجوان کے ہاتھوں سے مارا گیا۔

احد میں یہ اور خالد مشرکین کی کمان کرتے تھے۔ سنہ 5 ہجری میں جب تمام

مشرکین عرب نے اپنے قبیلوں کے ساتھ مدینہ پر چڑھائی کی تو عکرمہ بھی بنی کنانہ کو لے کر مسلمانوں کے استیصال کے لئے گئے۔

فتح مکہ کے موقع پر چند متعصب لوگوں کے علاوہ سب نے اپنے آپ کو سپرد کر دیا تھا، ان میں عکرمہ بھی تھے۔

فتح مکہ کے بعد جب دشمنان اسلام کی قوتیں ٹوٹ گئیں اور مکہ اور اطراف کے قبائل جوق در جوق اسلام میں داخل ہو رہے تھے بعض سخت قسم کے لوگ مکہ چھوڑ کر دوسرے مقامات پر منتقل ہو گئے تھے۔

عکرمہ بھی انہی میں تھے، چنانچہ وہ یمن کے ارادہ سے بھاگ گئے، ان کی بیوی مشرف با اسلام ہو گئیں اور حضور ﷺ سے شوہر کی جان کی امان لے کر ان کی تلاش میں نکلیں، عکرمہ جب یمن کے لئے کشتی پر سوار ہوئے تو سلامتی کے لئے لات اور عزیٰ کا نعرہ لگایا۔

ساتھیوں نے کہا یہاں لات عزیٰ کام نہیں دیتے یہاں صرف خدائے واحد کو پکارنا چاہیے۔

یہ بات عکرمہ کے دل پر اثر کر گئی کہنے لگا اگر دریا میں خدائے واحد ہے تو خشکی میں بھی وہی ہے پھر کیوں نہ میں محمد ﷺ کے پاس لوٹ جاؤں۔

ان کی بیوی تلاش کرتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئی اور اس سے کہا میں ایسے انسان کے پاس سے آرہی ہوں جو سب سے نیک سب سے بہتر ہے اس سے میں تمہاری جان کی امان لے کر آئی ہوں۔

بیوی کی یہ باتیں سن کر عکرمہ مکہ واپس آئے اس وقت حضور ﷺ مکہ میں تھے۔
عکرمہ کو دیکھ کر فرط مسرت سے اچھل پڑے اور مرحبا یا الراکب المہاجر کہہ کر استقبال کیا۔

عکرمہ نے کہا کیا آپ ﷺ نے مجھے امان دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم مامون ہو، اس رحم و کرم کو دیکھ کر فرط ندامت سے سر جھکا لیا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و

اشھد ان محمدا رسول اللہ۔

(رواہ البخاری و ابن سعد کذافی سیرۃ ابن ھشام ج 2صفحہ 265و کذافی سیر الصحابۃ ج 5صفحہ 168)

ایک یہودی کے غصہ پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت زید بن سعنہؓ یہود کے بڑے علماء میں سے تھے اور ان میں سب سے زیادہ مال والے تھے یہ اسلام لائے اور بہت اچھا اسلام لائے اور حضور ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوئے اور غزوہ تبوک کے سفر میں فوت ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن سلام نقل کرتے ہیں کہ زید بن سعنہؓ نے کہا میں نے جب حضور ﷺ کو ایک نظر دیکھا تو تمام نبوت کی نشانیاں پہچان گیا۔ مگر دو نشانیاں معلوم نہ ہو سکیں ایک ان کا حلم ان کے غصہ پر سبقت کر جاتا ہے۔ دوسرا کسی نادان کی سختی پر آپ کا حلم بڑھتا ہے۔

کہتے ہیں کہ مجھے اس کی تمنا رہی کہ کسی ذریعہ سے میں آپ ﷺ سے کوئی معاملہ کروں تاکہ یہ علامات بھی ظاہر ہو جائیں۔ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ اپنے گھر سے نکلے علی بن ابی طالبؓ آپ کے ساتھ تھے۔ ایک دیہاتی سوار آیا اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ فلاں بستی کے لوگ مسلمان ہیں ان کو فاقہ نے آلیا اگر آپ مناسب جانیں تو کچھ ان کے پاس بھیج دیں۔

حضور نے فرمایا میں ضرور ایسا کرتا لیکن میرے پاس اس وقت کچھ نہیں۔

حضرت زید بن سعنہؓ کہتے ہیں کہ سن کر میں حضور ﷺ کے قریب ہو گیا اور میں نے کہا اے محمد ﷺ اگر آپ ﷺ چاہیں تو مجھ سے ابھی رقم (پیسے) لے لیں اور دو ماہ بعد اس کے بدلہ میں کھجوریں دے دیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے تو میں نے اسی دینار آپ کو دیئے۔

حضرت زیدؓ کہتے ہیں جب دو ماہ پورے ہونے میں دو دن باقی تھے تو میں آیا حضور ﷺ ایک جنازہ کے باہر نکلے تھے آپ ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ کے علاوہ اور صحابہ بھی تھے، میں نے آپ ﷺ کی قمیض اور چادر کو پکڑ لیا اور میں نے غصہ کی حالت میں آپ کو دیکھا اور کہا اے محمد ﷺ میرا حق ادا کرو۔ اللہ کی قسم! تم قریش بڑے وعدہ خلاف ہو اور قرض ادا کرنے میں ٹال مٹول کرتے ہو۔ اس طرح کی میں نے دو چار باتیں اور کیں۔

جب میری نظر حضرت عمرؓ پر پڑی تو دیکھا غصہ کی وجہ سے ان کی آنکھیں گھوم رہی تھیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا اے اللہ کے دشمن کیا تو حضور ﷺ کو اس طرح کہتا ہے جو میں سن رہا ہوں۔ اللہ کی قسم میں تیری گردن اُڑا دوں گا۔

حضور ﷺ نے بڑے اطمینان سے حضرت عمرؓ کو دیکھا اور مسکرا دیئے اور فرمایا اے عمر! نہیں بلکہ تو اس کو اچھے طریقے سے وصولی کا حکم کر اور مجھے قرض ادا کرنے کا حکم کر۔ اور فرمایا اے عمر! اس کے ساتھ جا اور اس کا حق دے دے اور بیس سیر زیادہ دے کیونکہ تو نے اس کو ڈرایا ہے۔

حضرت زیدؓ کہتے ہیں کہ میں عمرؓ کے ساتھ گیا انہوں نے میرا حق بھی دیا اور بیس سیر زیادہ بھی دیا۔ میں نے عرض کیا اے عمرؓ تجھے معلوم ہے کہ میں نے یہ کیوں کیا۔ اس لئے کہ میں آپ ﷺ کی تمام صفات پہچان چکا تھا صرف یہ علامت باقی تھی وہ بھی میں نے پہچان لی تو گواہ ہو جا کہ میں آپ ﷺ پر ایمان لایا۔

پھر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر کلمہ شہادت پڑھا۔

(اسد الغابة ج 2صفحہ 232)

حضرت ام عمارہؓ کے حملہ کرنے پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ام عمارہؓ انصاریہ ان عورتوں میں سے ہیں جو شروع زمانہ میں مسلمان

ہوئیں اور بیعت العقبۃ میں شریک ہوئیں۔

اور یہ اکثر لڑائیوں میں شریک ہوئیں' احد کی لڑائی کا واقعہ خود سناتی ہیں کہ میں پانی کا مشکیزہ بھر کر چل دیتی تا کہ دیکھوں مسلمانوں پر کیا گزری، اور اگر کوئی پیاسا یا زخمی ملا تو پانی پلاؤں گی، اس وقت ان کی عمر تینتالیس برس کی تھی۔ ان کے خاوند اور دو بیٹے بھی لڑائی میں شریک تھے۔

مسلمانوں کو فتح اور غلبہ ہو رہا تھا' تھوڑی دیر میں جب کفار کو غلبہ ہونے لگا تو میں حضور ﷺ کے قریب پہنچ گئی اور جو کافر ادھر کا رخ کرتا تو یہ اس کو ہٹاتی تھیں۔ شروع میں ان کے پاس ڈھال بھی نہ تھی۔ بعد میں ملی جس پر کافروں کا حملہ روکتی تھی۔ کمر پر ایک کپڑا باندھ رکھا تھا جس کے اندر مختلف چیتھڑے بھرے ہوئے تھے۔

جب کوئی زخمی ہو جاتا تو ایک کپڑا نکال کر جلا کر زخم میں بھر دیتیں، اور خود بھی زخمی تھیں۔ بارہ تیرہ جگہ زخم آئے ان میں ایک زخم بہت شدید تھا۔ ام سعیدؓ کہتی ہیں کہ میں نے ان کے کندھے پر ایک بہت گہرا زخم دیکھا تو میں نے پوچھا یہ کس طرح لگا، کہنے لگیں کہ احد کی لڑائی میں جب لوگ ادھر ادھر پریشان پھر رہے تھے تو ابن قمیہ یہ کہتا ہوا آیا کہ محمد کہاں ہیں مجھے کوئی بتا دے کہ کدھر ہیں اگر آج وہ بچ گئے تو میری نجات نہیں۔ مصعب بن عمیر اور چند آدمی اس کے سامنے آ گئے ان میں بھی تھی اس نے میرے کندھے پر وار کیا میں نے بھی اس پر کئی وار کئے مگر اس پر دوہری زرہ تھی' اس لئے زرہ سے حملہ رُک جاتا تھا۔ یہ زخم ایسا سخت تھا کہ سال بھر تک علاج کیا مگر اچھا نہ ہوا۔ اسی دوران محمد ﷺ نے حمراالاسد کی لڑائی کا اعلان کر دیا۔ اُم عمارہؓ بھی کمر باندھ کر تیار ہو گئیں مگر کیونکہ پہلا زخم بالکل ہرا تھا' اس لئے شریک نہ ہو سکیں۔

حضور ﷺ جب حمراالاسد سے واپس ہوئے تو سب سے پہلے ام عمارہؓ کی عیادت کی اور جب معلوم ہوا کہ افاقہ ہے تو بہت خوش ہوئے۔

اس زخم کے علاوہ اور بھی بہت سے زخم احد کی لڑائی میں آئے تھے۔ ام عمارہؓ کہتی

ہیں کہ اصل میں وہ لوگ گھوڑے پر سوار تھے اور ہم پیدل تھے، اگر وہ بھی پیدل ہوتے جب بات بنتی۔ اس وقت اصل مقابلہ کا پتہ چلتا جب گھوڑے پر کوئی آتا مجھے مارتا تو اس کے حملوں کو میں ڈھال پر روکتی رہتی۔

اور جب وہ منہ پھیر کر جاتا تو میں اس کے گھوڑے کی ٹانگ پر حملہ کرتی اور وہ کٹ جاتی جس سے وہ بھی گرتا اور سوار بھی گرتا اور جب وہ گرتا تو حضور ﷺ میرے لڑکے کو آواز دے کر میری مدد کو بھیجتے میں اور وہ دونوں مل کر اس کو نمٹا دیتے۔

ان کے بیٹے عبداللہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ میرے بائیں بازو میں زخم آیا اور خون رُکتا نہ تھا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس پر پٹی باندھ لو۔

میری والدہ آئیں اپنی کمر سے ایک کپڑا نکالا اور پٹی باندھیں اور پٹی باندھ کر کہنے لگیں کہ جا کافروں سے مقابلہ کر۔ حضور اقدس ﷺ نے اس منظر کو دیکھ کر فرمایا اے ام عمارہ اتنی ہمت کون رکھتا ہوگا جتنی تو رکھتی ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے اس دوان ان کو اور ان کے گھرانے کو کئی بار دُعائیں دیں اور تعریف بھی فرمائی۔ ام عمارہؓ کہتی ہیں کہ اسی وقت ایک کافر سامنے آیا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ یہی ہے جس نے تیرے بیٹے کو زخمی کیا ہے۔

میں بڑھی اور اس کی پنڈلی پر وار کیا جس سے وہ زخمی ہوا اور ایک دم بیٹھ گیا۔

حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا کہ بیٹے کا بدلہ لے لیا؟ اس کے بعد ہم لوگ آگے بڑھے اور اس کو نمٹا دیا۔ (طبقات ابن سعد بحوالہ فضائل اعمال صفحہ 138)

خوشخبری پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت بلالؓ بن حمامہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ مسکراتے ہوئے تشریف لائے تو حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف آپ کی طرف کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپ کیوں مسکراتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ایک بشارت کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ

کی طرف سے آئی ہے۔ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کے بارے میں۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب چاہا کہ حضرت علیؓ اور فاطمہؓ کا نکاح ہو جائے تو رضوان جنت کو حکم دیا اس نے شجرہ طوبیٰ کو ہلایا اور اس سے براۃ کے پروانے گرے۔ اہل بیت سے محبت کرنے والوں کی تعداد کے برابر، پھر اس درخت طوبیٰ سے فرشتے پیدا ہوئے ہر ایک نے ایک پروانہ لے لیا جب قیامت کیا دن ہوگا تو ہر اہل بیت سے محبت کرنے والے کو جہنم سے براۃ کا پروانہ دیں گے۔ (اسد الغابۃ ج 1صفحہ 206)

حضرت ام حرامؓ کے گھر میں حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ام حرامؓ حضرت انسؓ کی خالہ تھیں حضور ﷺ کثرت سے ان کے گھر تشریف لے جاتے اور کبھی دوپہر کو آرام وغیرہ وہیں فرماتے۔

ایک مرتبہ حضور ﷺ ان کے گھر آرام فرما تھے کہ مسکراتے ہوئے اُٹھے، ام حرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کس بات پر آپ ﷺ مسکرائے؟ آپ نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ مجھے دکھلائے گئے جو سمندر پر لڑائی کے لئے اس طرح سوار ہوئے جیسے تختوں پر بادشاہ بیٹھے ہوں۔

ام حرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! دعا فرما دیجئے کہ حق تعالیٰ شانہ مجھے بھی ان میں شامل کر دے، آپ ﷺ نے فرمایا تم بھی انہی میں ہو۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے پھر آرام فرمایا اور پھر مسکراتے ہوئے اُٹھے۔ ام حرامؓ نے سبب دریافت کیا، آپ ﷺ نے وہی جواب دیا ام حرامؓ نے پھر دعا کی درخواست کی آپ ﷺ نے فرمایا تم پہلی جماعت میں سے ہو۔

چنانچہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ خلافت میں حضرت امیر معاویہؓ نے جو شام کے حاکم تھے جزائر قبرص پر حملہ کرنے کی اجازت چاہی، حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی۔ حضرت امیر معاویہؓ بن سفیانؓ نے ایک جماعت کے ساتھ حملہ کیا جس میں ام

حرامؓ بھی تھیں۔ واپسی پر ایک خچر پر سوار ہو رہی تھیں کہ وہ بدکا اور یہ اس سے گر گئیں جس سے گردن ٹوٹ گئی جس سے انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن ہوئیں۔

(رواه البخاری کذافی حلیة الاولیاء ج2صفحه 61و کذافی فضائل الاعمال للشیخ الکاندهلویؒ صفحه 129)

جاسوسی کا واقعہ سن کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ غزوہ خندق میں ہماری ایک طرف تو مکہ کے کفار اوران کے ساتھ دوسرے کافروں کے بہت سے گروہ تھے جو ہم پر چڑھائی کر کے آئے تھے اور حملہ کے لئے تیار تھے اور دوسری طرف خود مدینہ میں بنوقریظہ کے یہود ہماری دشمنی پر تلے ہوئے تھے جن سے ہر وقت اندیشہ تھا کہ کہیں مدینہ منورہ کو خالی دیکھ کر وہ ہمارے اہل وعیال کو بالکل ختم نہ کریں۔ ہم لوگ مدینہ منورہ سے باہر لڑائی کے سلسلہ میں پڑے ہوئے تھے منافقوں کی جماعت گھر سے خالی اور تنہا ہونے کا بہانہ کر کے اجازت لے کر اپنے گھروں میں واپس جا رہی تھی اور حضور ﷺ ہر اجازت مانگنے والے کو اجازت دے دیتے تھے، اسی دوران میں ایک رات آندھی اس قدر شدت سے آئی کہ نہ اس کے پہلے اتنی آئی اور نہ اس کے بعد، اندھیرا اس قدر زیادہ تھا کہ اپنا ہاتھ بھی نظر نہ آتا تھا اور ہوا اتنی سخت تھی کہ اس کا شور بجلی کی طرح گرج رہا تھا۔ منافقین اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے۔ ہم تین سو کا مجمع اسی جگہ تھا۔ حضور ﷺ ایک ایک کا حال دریافت فرما رہے تھے اور اسی اندھیروں میں تحقیقات فرما رہے تھے۔ اتنے میں میرے پاس سے آپ ﷺ کا گزر ہوا۔ میرے پاس نہ تو دشمن سے بچاؤ کے واسطے کوئی ہتھیار تھا نہ سردی سے بچاؤ کے لئے کوئی کپڑا۔

حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا حذیفہؓ مگر مجھ سے سردی کے مارے اُٹھا بھی نہ گیا اور شرم کی وجہ سے زمین سے چمٹ گیا۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اُٹھ کھڑا ہو اور دشمنوں کے جتھے میں جا کر ان کی خبر لا کہ کیا ہو رہا ہے۔ میں اس وقت گھبراہٹ خوف اور سردی کی وجہ سے سب سے زیادہ خستہ تھا۔ مگر میں تعمیل ارشاد میں اُٹھ کر فوراً چل دیا، جب میں جانے لگا تو آپ ﷺ نے دُعا دی۔ اے اللہ آپ اس کی حفاظت فرمائیں سامنے سے اور پیچھے سے دائیں سے اور بائیں سے، اوپر سے اور نیچے سے۔

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا دعا فرمانا تھا کہ گویا مجھ سے خوف اور سردی بالکل جاتی رہی اور ہر ہر قدم پر یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا گرمی میں چل رہا ہوں، حضور ﷺ نے چلتے وقت یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی حرکت نہ کرنا، چپ چاپ دیکھ کر چلے آنا کہ کیا ہو رہا ہے۔

میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ آگ جل رہی ہے اور لوگ سینک رہے ہیں ایک شخص آگ پر ہاتھ سینکتا ہے اور کوکھ پر پھیر لیتا ہے اور ہر طرف سے واپس چل دو، واپس چل دو کی آوازیں آرہی ہیں۔ ہر شخص اپنے قبیلہ والوں کو آواز دے کر کہتا ہے کہ واپس چلو، اور ہوا کی تیزی سے چاروں طرف سے پتھر ان کے خیموں پر برس رہے تھے، خیموں کی رسیاں ٹوٹتی جاتی تھیں اور گھوڑے وغیرہ جانور ہلاک ہو رہے تھے۔

ابوسفیان جو ساری جماعتوں کا اس وقت سردار تھا آگ سینک رہا تھا، میرے دل میں آیا کہ موقع اچھا ہے اس کو نمٹاتا چلوں، ترکش سے تیر نکال کر کمان میں رکھ بھی لیا مگر پھر حضور ﷺ کا ارشاد یاد آگیا کہ کوئی حرکت نہ کرنا، اس لئے تیر کو ترکش میں واپس رکھ لیا۔

ان کو بھی شبہ ہو گیا کہنے لگے تم میں کوئی جاسوس ہے، ہر شخص اپنے برابر والے کا ہاتھ پکڑ لے، میں نے جلدی سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون ہے؟ وہ کہنے لگا سبحان اللہ! تو مجھے نہیں جانتا میں فلاں ہوں میں واپس پہنچا تو حضور ﷺ ایک چادر اوڑھے نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فراغت پر میں نے وہاں کا منظر جو دیکھا تھا عرض کر دیا۔

جاسوی کا قصہ سن کر مبارک (خوشی سے) چمکنے لگے، حضور ﷺ نے مجھے پاؤں کے قریب لٹایا اور اپنی چادر کا حصہ مجھ پر ڈال لیا میں نے اپنے سینے کو حضور ﷺ کے تلوؤں سے چمٹا لیا۔ (تفسیر در منثور بحوالہ فضائل الاعمال صفحہ 164)

حضرت نعمانؓ کا اونٹ ذبح کرنا اور حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ربیعہ بن عثمانؓ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی حضور ﷺ کی خدمت میں آیا، اس نے اپنا اونٹ مسجد سے باہر بٹھادیا۔

صحابہ کرامؓ سے بعض نے حضرت نعمانؓ کو کہا کہ اگر تو اس اونٹ کو ذبح کردے تو ہم اس کا گوشت کھائیں گے اور حضور ﷺ اس کی قیمت ادا فرمادیں گے۔

حضرت نعمانؓ نے اس اونٹ کو ذبح کردیا۔ جب وہ دیہاتی واپس جانے لگا تو اس نے اپنی سواری کو ذبح پایا تو اس نے شور مچایا اور حضور ﷺ کو پکارا۔ آپ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا کہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا نعمانؓ نے آپ اس کو تلاش کرتے کرتے ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کے گھر پہنچ گئے وہ وہاں چھپے ہوئے تھے، ایک شخص نے نعمانؓ کی طرف اشارہ کرکے کہا یا رسولؐ اللہ میں نے اس کو یہیں دیکھا۔ حضور ﷺ نے اس کو وہاں سے نکالا اور پوچھا کہ کس چیز نے تجھے یہ کرنے پر ابھارا، حضرت نعمانؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ان لوگوں نے کہا تھا کہ تو ذبح کردے ہم گوشت کھائیں گے اور حضور ﷺ خود اس کی قیمت ادا فرمادیں گے۔

یہ سن کر حضور ﷺ اس کے چہرے سے (مٹی) صاف فرمارہے تھے اور مسکرا رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے اس دیہاتی کو اس کی قیمت ادا فرمادی۔ (اسد الغابۃ ج5 صفحہ 36)

حضرت نعمانؓ کا غلام فروخت کرنا اور حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ شام کی طرف گئے ان کے ساتھ

حضرت نعمانؓ اور حضرت سویبطؓ تھے، جس اونٹ پر زادِ راہ تھا اس پر حضرت سویبطؓ مقرر تھے۔ حضرت نعمانؓ بڑے مزاح کرنے والے تھے یہ حضرت سویبطؓ کے پاس آئے اور ان سے کہا مجھے کھانا کھلا، حضرت سویبطؓ نے فرمایا نہیں کھلاتا جب تک کہ حضرت ابو بکرؓ نہ آجائیں۔

حضرت نعمانؓ نے کہا میں ابھی تیری خبر لیتا ہوں۔ یہ کہہ کر ایک تجارتی قافلہ کے پاس آئے ان سے کہا کہ میرے پاس ایک عرب غلام ہے تم مجھ سے خرید لو لیکن ہوشیار رہنا وہ دوگلہ ہے وہ کہے گا میں آزاد ہوں اگر تم نے اس کی بات پر یقین کرلیا تو میں تمہارے ثمن کے واپسی کا ذمہ دار نہ ہوں گا۔

انہوں نے کہا نہیں نہیں ہم نے تجھ سے دس اونٹ کے بدلہ میں وہ خرید لیا۔

حضرت نعمانؓ حضرت سویبطؓ کو پکڑ لائے اور ان کو کھینچتے آرہے تھے اور قافلہ میں پہنچ کر کہا یہ وہی ہے۔ لوگوں نے حضرت سویبطؓ سے کہا (جو ان کو نہ جانتے تھے) کہ ہم نے تجھ کو دس اونٹوں کے بدلے میں خرید لیا ہے۔

حضرت سویبطؓ نے کہا یہ نعمانؓ کاذب ہے۔ میں تو آزاد مرد ہوں۔ لوگوں نے کہا ہم کو یہ اطلاع پہلے مل چکی ہے کہ تو اس طرح کہے گا۔ حضرت نعمانؓ حضرت سویبطؓ کو ان کے حوالہ کرکے اونٹ لے کر واپس آگئے۔

حضرت صدیق اکبرؓ (جو کسی کام کی غرض سے اس وقت وہاں موجود نہ تھے) آئے تو ان کو اس بات کی خبر دی گئی تو وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر گئے اور ان کے اونٹ واپس کرکے حضرت سویبطؓ کو واپس لیا آئے۔

جب یہ قافلہ حضور ﷺ کی خدمت میں واپس ہوا تو آپ کو اس قصہ کی خبر دی گئی تو آپ بھی مسکرائے اور آپ کے سارے ساتھی بھی مسکرائے۔ (اسد الغابہ ج 5صفحہ 36)

حضور ﷺ کا کثرت سے مسکرانا

حضرت عمرو بن واثلہؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کثرت سے ہنسے (یعنی

مسکرائے) یہاں تک کہ لوٹ پوٹ ہوگئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا تم نے کیوں نہ پوچھا کہ میں کیوں ہنسا؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں ایک قوم پر تعجب کرتا ہوں جو جنت کی طرف بندھے ہوئے جا رہے تھے حالانکہ وہ اسی سے سستی کر رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ ایک عجمی قوم ہے جن کو مہاجرین نے گرفتار کرلیا' پھر وہ اسلام میں داخل ہوگئے حالانکہ وہ اسلام کو ناپسند کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کے خوف سے عورتوں کا دوڑنا اور حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کے پاس داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور آپ کے پاس قریش کی عورتیں تھیں۔ (یعنی آپ ﷺ کی ازواج تھیں) نان ونفقہ کے بارے میں زیادتی کی طلب گار تھیں، ان عورتوں کی آواز آپ کی آواز سے بلند ہو رہی تھی۔

جب حضرت عمرؓ کو داخلہ کی اجازت مل گئی تو عورتیں فوراً پردہ میں چھپ گئیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ مسکرا دیئے۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ کو ہنساتا رہے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے ان عورتوں پر تعجب ہے کہ یہ میرے پاس تھیں جب تیری آواز سنی تو بھاگ کر چھپ گئیں۔ پھر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ زیادہ حق دار ہیں کہ یہ عورتیں آپ سے ڈریں۔ پھر حضرت عمرؓ ان عورتوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے اپنی جان کی دشمنو! مجھ سے ڈرتی ہو اور حضور ﷺ سے نہیں ڈرتی؟

تو ان عورتوں نے کہا کہ تو زیادہ سخت ہے حضور ﷺ سے۔ پھر آپ نے فرمایا اے عمر! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے شیطان اس راستہ پر نہیں چلتا جس راستہ پر تو چلتا ہے۔ (رواہ البخاری ج 2صفحہ 299)

حضور ﷺ کا خطبہ جمعہ میں مسکرانا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص جمعہ کے دن حاضر خدمت ہوا اور آپ خطبہ دے رہے تھے اس نے کہا قحط پڑ گیا ہے یا رسول اللہ ﷺ! آپ اپنے رب سے بارش طلب کیجئے حضور ﷺ نے آسمان کی طرف دیکھا کوئی بادل کا نشان تک نہ تھا۔ پھر آپ نے بارش کے لئے دُعا کی، بادل آگئے پھر بارش برسی، یہاں تک کہ مدینہ کی وادیاں بہنے لگیں بارش آنے والے جمعہ تک برستی رہی۔ آپ جب آئندہ جمعہ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو پھر وہی شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم غرق ہوگئے' اب آپ اپنے خدا سے بارش کے ختم ہونے کی دُعا کیجئے۔

حضور ﷺ (اس کے متضاد کلام پر) مسکرائے' پھر آپ نے فرمایا: اے اللہ! ہمارے اردگرد برسا ہم پر نہ برسا۔ یہ دُعا دو یا تین مرتبہ مانگی۔ پس بادل مدینہ سے دائیں اور بائیں چھٹ گئے پھر بارش ہمارے دائیں بائیں برستی رہی ہم پر نہ برستی تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی کرامت (یعنی معجزات) کو ظاہر فرمایا اور آپ کی دُعا قبول فرمایا۔

(رواہ البخاری ج 2صفحہ 900و کذافی البدایۃ ج 6صفحہ 78)

طائف کے سفر میں حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ طائف میں تھے تو آپ نے فرمایا ان شاء اللہ ہم کل واپس چلیں گے۔

صحابہ کرامؓ میں بعض نے کہا ہم واپس نہیں لوٹیں گے جب تک کہ فتح نہ کرلیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: پھر تم صبح کر لڑتے ہوئے جب صبح ہوئی تو صحابہ کرامؓ نے لڑائی کی اور سخت لڑائی ہوئی اور بہت سے مسلمان زخمی ہوگئے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا ہم ان شاء اللہ کل واپس چلیں گے تو صحابہ کرامؓ خاموش رہے (کیونکہ ایک دن قبل انہوں نے مقابلہ کا کہہ کر نقصان اُٹھایا تھا) ان کی خاموشی دیکھ کر حضور ﷺ مسکرائے۔

صحابہؓ کے جذبات دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا

ایک جنگ کے موقع پر حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو لڑنے کی ترغیب دی۔ تو صحابہ کرامؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ! ہم اس طرح نہیں کہیں گے جس طرح موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ تو اور تیرا رب جائے اور لڑے ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی اور آپ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔ راوی کہتے ہیں یہ سن کر حضور ﷺ کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور خوشی کے آثار اس پر نمایاں تھے۔

(رواہ البخاری ج2 صفحہ 564)

حضرت عائشہؓ کی نزولِ برأت پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب لوگوں نے مجھ پر تہمت لگائی تو مجھے عرصہ تک پتہ نہ چلا۔ ام مسطح کے بتلانے سے مجھے خبر ہوئی ادھر حضور ﷺ لوگوں سے مشورہ کرتے لوگ مختلف قسم کے مشورے دیتے، ایک دن حضور ﷺ خود میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا اگر تو بری ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو بری کر دے گا اور اگر تجھ سے غلطی ہوگئی ہے تو تو معافی مانگ لے اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے۔ فرماتی ہیں کہ اس سے قبل کئی راتیں ایسی گزریں کہ میں روتی رہی اور نیند نہ آئی۔ حضور ﷺ کے اس فرمانے پر نہ میرے والد نے کوئی جواب دیا اور نہ میری ماں نے۔

حضرت عائشہؓ کی والدہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ ابھی اس مجلس سے جدا نہ ہوئے تھے کہ آپ ﷺ پر وحی نازل کا نزول شروع ہوگیا جب وحی منقطع ہوئی تو حضور ﷺ ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے سب سے پہلا کلمہ جو فرمایا وہ یہ تھا کہ اے عائشہ! اللہ نے تجھے بری کر دیا ہے۔

(رواہ البخاری ج 2صفحہ 595)

سورۂ فتح کے نازل ہونے پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت زیدؓ بن اسلم اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک رات حضور ﷺ سفر کرتے رہے اور حضرت عمرؓ حضور ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے ایک بات پوچھی تو آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمرؓ نے پھر پوچھا آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ انہوں نے سہ بار دریافت کیا آپ پھر بھی خاموش رہے، میں نے اپنے آپ کو مخاطب کیا اے عمر تیری ماں تجھے روئے حضور ﷺ نے تیری باتوں کا جواب نہیں دیا، میں نے اپنا اونٹ تیز کرلیا اور سارے مسلمانوں سے آگے نکل گیا اس ڈر سے کہ کہیں کوئی میرے بارے میں وحی نازل نہ ہو جائے۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک پکارنے والے نے مجھے پکارا، میں نے اپنے دل میں کہا شاید تیرے بارے میں قرآن نازل ہوگیا ہے، میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سلام کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ آج مجھ پر ایک سورۃ نازل ہوئی ہے اور یہ مجھے اس ساری دنیا سے محبوب ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ ان فتحنالك فتحاً مبینا۔ (رواہ البخاری ج 2صفحہ 699)

حضور ﷺ کا مومن کے معاملہ پر تعجب کرنا یعنی خوش ہونا

حضرت صہیبؓ بن سنانؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں مومن کے معاملہ پر بڑا متعجب ہوں (یعنی بڑا خوش ہوں) کہ اس کا ہر معاملہ خیر ہی خیر ہے اگر کوئی خوشی کا موقع میسر ہوا اس پر وہ شکر کرے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے، اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچے تو اس پر وہ صبر کرے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے۔

(رواہ مسلم کذافی ریاض الصالحین صفحہ 26)

حضرت ابوطلحہؓ کے باغ وقف کرنے پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت انس فرماتے ہیں کہ ابوطلحہؓ انصاری مدینہ میں سب سے زیادہ اور سب

سے بڑے باغ والے تھے۔ ان کا ایک باغ تھا جس کا نام ''بیرحا'' تھا۔ وہ ان کو بہت زیادہ محبوب تھا۔ مسجد نبویؐ کے قریب تھا پانی بھی اس میں نہایت شیریں اور افراط سے تھا حضور ﷺ بھی اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے، اور جب قرآن کی آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ''تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک ایسی چیزوں سے خرچ نہ کرو جو تم کو پسند ہو'' نازل ہوئی تو ابو طلحہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا مجھے اپنا باغ بیرحا سب سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محبوب مال اللہ کی راہ میں خرچ کرو' اس لئے میں وہ باغ اللہ کی راہ میں دیتا ہوں۔ آپ جیسا مناسب سمجھیں اسے اس کے موافق خرچ کردیں۔ حضور ﷺ نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ بہت ہی عمدہ مال ہے۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے اپنے اہل قرابت میں تقسیم کردو۔ ابو طلحہؓ نے اپنے رشتہ داروں میں تقسیم فرمادیا۔

(تفسیر ابن کثیر کذافی فضائل اعمال صفحہ 80)

حضور ﷺ کا حضرت عقبہؓ کے مسئلہ پوچھنے پر مسکرانا

حضرت عقبہؓ بن حارث فرماتے ہیں کہ ایک سیاہ فام عورت آئی اس نے کہا میں نے تجھے اور تیری بیوی کو دودھ پلایا ہے۔ حضرت عقبہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ بیان کیا (مطلب یہ تھا کہ یہ نکاح جائز ہے یا نہیں) آپ نے اس سے اعتراض فرمایا اور مسکرائے اور فرمایا تیرے لئے یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے حالانکہ ابی اھاب کی بیٹی تیرے نکاح میں ہے (یعنی اب اس کو طلاق دے دو کیونکہ وہ تیری رضاعی بہن ہے۔ (ف) اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ صرف دودھ پلانے والی کی گواہی معتبر ہے یا نہیں۔

(رواہ البخاری ج 1صفحہ 19صفحہ 276)

حضرت کعبؓ کی توبہ اور حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت کعبؓ کا قصہ احادیث میں کثرت سے آتا ہے وہ اپنی سرگزشت بڑی تفصیل سے سنایا کرتے تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں تبوک سے پہلے کسی لڑائی میں بھی اتنا قوی

و مال دار نہیں تھا جتنا کہ تبوک کے وقت تھا۔ اس وقت میرے پاس خود اپنی ذاتی دو اونٹنیاں تھیں۔ اس سے پہلے کبھی بھی دو اونٹنیاں میرے پاس نہیں آئیں۔ حضور ﷺ کی ہمیشہ عادت شریفہ یہ تھی کہ جس طرف لڑائی کا ارادہ ہوتا تھا اس کا اظہار نہیں ہوتا تھا بلکہ دوسری جانبوں کے احوال دریافت فرماتے تھے۔ مگر اس لڑائی میں چونکہ گرمی بھی شدید تھی اور سفر بھی دور کا تھا اس کے علاوہ دشمنوں کی بھی بڑی جماعت تھی اس لئے صاف اعلان فرمادیا تھا تا کہ لوگ تیاری کرلیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی اتنی بڑی جماعت حضور ﷺ کے ساتھ ہوگئی کہ رجسٹر میں ان کا نام بھی لکھنا دشوار تھا اور مجمع کی کثرت کی وجہ سے اگر کوئی شخص چھپنا چاہتا کہ میں نہ چلوں نہ پتہ چلے تو دشوار نہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی پھل پک رہے تھے میں بھی سفر کی تیاری صبح ہی سے کرتا مگر شام ہوجاتی اور کسی قسم کی تیاری کی نوبت نہ آتی۔ لیکن میں اپنے دل میں خیال کرتا رہا کہ مجھے وسعت حاصل ہے جب ارادہ پختہ کروں فوراً ہوجائے گا حتیٰ کہ حضور اقدس ﷺ روانہ ہوگئے اور مسلمان آپ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ مگر میرا سامان تیار نہ ہوا پھر بھی یہی خیال رہا کہ ایک دو روز میں تیاری کر کے جاملوں گا۔ اسی طرح آج کل پر ٹلتا رہا حتیٰ کہ حضور ﷺ کے وہاں پہنچنے کا زمانہ تقریباً آگیا۔ اس وقت میں نے کوشش بھی کی مگر سامان نہ ہوسکا۔ اب میں جب مدینہ طیبہ میں ادھر ادھر دیکھتا ہوں تو صرف وہی لوگ ملتے ہیں جن کے اوپر نفاق کا بدنما داغ لگا ہوا تھا۔ یا وہ معذور تھے اور حضور ﷺ نے بھی تبوک جا کر دریافت فرمایا کہ کعب نظر نہیں آتے کیا بات ہوئی؟ ایک صاحب نے کہا یا رسول اللہؐ! اس کو اپنے مال و جمال کی اکڑ نے روکا۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا کہ غلط کہا۔ ہم جہاں تک سمجھتے ہیں وہ بھلا آدمی ہے حضور اقدس ﷺ نے سکوت فرمایا اور کچھ نہ بولے' حتیٰ کہ چند روز میں میں نے واپسی کی خبر سنی تو مجھے رنج و غم سوار ہوا اور بڑا فکر ہوا دل میں جھوٹے جھوٹے عذر آتے تھے کہ اس وقت کسی فرضی عذر سے حضور ﷺ کے غصہ سے جان بچالوں پھر کسی وقت معافی کی درخواست کرلوں گا اور اس بارے میں اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مشورہ کرتا رہا مگر جب مجھے معلوم ہوگیا کہ حضور ﷺ تشریف لے ہی آئے تو میرے دل

نے فیصلہ کیا کہ بغیر سچ کے کوئی چیز نجات نہ دے گی اور میں نے سچ سچ عرض کرنے کی ٹھان لی حضور ﷺ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اول مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور وہاں تھوڑی دیر تشریف رکھتے کہ لوگوں سے ملاقات فرمائیں' چنانچہ حسب معمول حضور ﷺ تشریف فرما ہوئے اور منافق لوگ آ کر جھوٹے جھوٹے عذر کرتے اور قسمیں کھاتے رہے حضور ﷺ ان کے ظاہر حال کو قبول فرماتے رہے اور باطن کو اللہ تعالیٰ کے سپرد فرماتے رہے کہ اتنے میں مَیں بھی حاضر ہوا اور سلام کیا۔ حضور ﷺ نے ناراضگی کے انداز میں تبسم فرمایا اور اعراض فرمایا میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! آپ نے اعراض فرمایا اللہ کی قسم نہ تو میں منافق ہوں نہ مجھے ایمان میں کچھ تردد ہے' ارشاد فرمایا یہاں آ' میں قریب ہو کر بیٹھ گیا حضور ﷺ نے فرمایا تجھے کس چیز نے روکا؟ کیا تو نے اونٹنیاں نہیں خرید رکھی تھیں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اگر میں کسی دنیا دار کے پاس اس وقت ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں اس کے غصہ سے معقول عذر کے ساتھ خلاصی پا لیتا کہ مجھے بات کرنے کا سلیقہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے لیکن آپ ﷺ کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ اگر آج صاف صاف عرض کر دوں تو آپ ﷺ کو غصہ آئے گا لیکن قریب ہے کہ اللہ پاک کی ذات آپ کے عتاب کو زائل فرما دے گی اس لئے سچ ہی عرض کرتا ہوں کہ واللہ مجھے کوئی عذر نہیں تھا اور جیسا فارغ اور وسعت والا میں اس زمانہ میں تھا کسی زمانہ میں بھی اس سلسلے سے پہلے نہیں ہوا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اچھا اُٹھ جاؤ تمہارا فیصلہ اللہ جل شانہ فرمائیں گے۔ میں وہاں سے اُٹھا تو میری قوم کے بہت سے لوگوں نے مجھے ملامت کی کہ تو نے اس سے پہلے کوئی گناہ نہیں کیا تھا اگر تو کوئی عذر کر کے حضور ﷺ سے استغفار کی درخواست کرتا تو حضور ﷺ کا استغفار تیرے لئے کافی تھا میں نے ان سے پوچھا کہ کوئی اور بھی ایسا شخص ہے جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو؟ لوگوں نے بتلایا کہ دو شخصوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا کہ انہوں نے یہی گفتگو کی جو تو نے کی اور یہی جواب ان کو ملا جو تجھ کو ملا۔ ایک ہلالؓ بن امیہ دوسرے مرارہؓ بن ربیع۔ میں نے دیکھا کہ دو صالح شخص جو

دونوں بدری ہیں وہ بھی میرے شریک حال ہیں۔ حضور ﷺ نے ہم تینوں سے بولنے کی ممانعت بھی فرما دی کہ کوئی شخص ہم سے کلام نہ کرے یہ قاعدہ کی بات ہے کہ غصہ اسی پر آتا ہے جس سے تعلق ہوتا ہے اور تنبیہ اسی کو کی جاتی ہے جس میں اس کی اہلیت بھی ہو۔ جس میں اصلاح وصلاح کی قابلیت ہی نہ ہو اس کو تنبیہ ہی کون کرتا ہے۔ حضرت کعبؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کی ممانعت پر لوگوں نے ہم سے بولنا چھوڑ دیا اور ہم سے اجتناب کرنے لگے اور گویا دنیا ہی بدل گئی حتیٰ کہ زمین باوجود اپنی وسعت کے مجھے تنگ معلوم ہونے لگی سارے لوگ اجنبی معلوم ہونے لگے۔ در و دیوار اوپرے بن گئے۔ مجھے سب سے زیادہ اس کا فکر تھا کہ میں اس حال میں مر گیا تو حضور ﷺ جنازے کی نماز بھی نہ پڑھیں گے اور خدانخواستہ حضور ﷺ کا وصال ہو گیا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایسا ہی رہوں گا۔ نہ مجھ سے کوئی کلام کرے گا نہ میری نماز پڑھے گا۔ حضور ﷺ کے ارشاد کے خلاف کون کر سکتا ہے۔ غرض ہم لوگوں نے پچاس دن اس حال میں گزارے۔ میرے دونوں ساتھی تو شروع ہی سے گھروں میں چھپ کر بیٹھ گئے میں سب میں قوی تھا چلتا پھرتا، بازار میں جاتا نماز میں شریک ہوتا مگر مجھ سے بات کوئی نہ کرتا۔ حضور ﷺ کی مجلس میں شامل ہو کر سلام کرتا اور بہت غور سے خیال کرتا کہ حضور ﷺ کے لب مبارک جواب کے لئے ہلے یا نہیں۔ نماز کے بعد حضور ﷺ کے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پوری کرتا اور آنکھ چرا کر دیکھتا کہ حضور ﷺ مجھے دیکھتے بھی ہیں یا نہیں۔ جب میں نماز میں مشغول ہوتا تو حضور ﷺ مجھے دیکھتے جب میں ادھر متوجہ ہوتا تو حضور ﷺ ادھر منہ پھیر لیتے اور میری جانب سے اعراض فرما لیتے۔ غرض یہی حالات گزرتے رہے اور مسلمانوں کا بات چیت بند کرنا مجھ پر بہت ہی بھاری ہو گیا تو میں ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی دیوار پر چڑھا وہ میرے رشتہ کے چچا زاد بھائی بھی تھے اور مجھ سے تعلقات بھی بہت زیادہ تھے میں نے اوپر چڑھ کر سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب نہ دیا میں نے ان کو قسم دے کر پوچھا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مجھے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت ہے تو انہوں نے اس کا بھی جواب نہ دیا میں نے دوبارہ قسم دی اور دریافت کیا وہ پھر بھی چپ

رہے میں نے تیسری مرتبہ قسم دے کر پوچھا انہوں نے کہا اللہ جانے اور اس کا رسول ﷺ۔ یہ کلمہ سن کر میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور وہاں سے لوٹ آیا اسی دوران ایک مرتبہ مدینے کے بازار میں جا رہا تھا کہ ایک قبطی کو جو نصرانی تھا اور شام سے مدینہ منورہ اپنا غلہ فروخت کرنے آیا تھا یہ کہتے ہوئے سنا کہ کوئی کعب بن مالک کا پتا بتا دے لوگوں نے اس کو میری طرف اشارہ کر کے بتایا وہ میرے پاس آیا اور غسان کے کافر بادشاہ کا خط مجھے لا کر دیا اس میں لکھا ہوا تھا ہمیں معلوم ہوا کہ تمہارے آقا نے تم پر ظلم کر رکھا ہے تمہیں اللہ ذلت کی جگہ نہ رکھے اور نہ ضائع کرے تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تمہاری مدد کریں گے۔ دنیا کا قاعدہ ہوتا ہے کہ کسی بڑے کی طرف سے اگر چھوٹوں کو تنبیہ ہوتی ہے تو اس کو بہکانے والے اور زیادہ کھونے کی کوشش کرتے ہیں اور خیر خواہ بن کر اس قسم کے الفاظ سے اشتعال دلایا ہی کرتے ہیں۔ کعبؓ نے کہا میں نے یہ خط پڑھ کر انا للہ پڑھی کہ میری حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ کافر بھی مجھ میں طمع کرنے لگے اور مجھے اسلام تک سے ہٹانے کی کوشش ہونے لگی۔ یہ ایک اور مصیبت آئی اور اس خط کو لے جا کر تندور میں پھینک دیا۔ حضور ﷺ سے جا کر عرض کیا رسول اللہ آپ کے اعراض کی وجہ سے میری حالت یہ ہوگئی کہ کافر مجھ میں طمع کرنے لگے اسی حالت میں ہم پر چالیس روز گزرے تھے کہ حضور ﷺ کا قاصد میرے پاس حضور ﷺ کا یہ ارشاد لے کر آیا کہ اپنی بیوی کو بھی چھوڑ دو۔ میں نے دریافت کیا کہ کیا منشا ہے کہ اس کو طلاق دے دوں۔ کہا نہیں بلکہ علیحدگی اختیار کرو اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی انہی قاصد کی معرفت یہی حکم پہنچا میں نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تو اپنے میکے چلی جا جب تک اللہ اس امر کا فیصلہ نہ فرمائیں وہیں رہنا۔ ہلال بن امیہ کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ ہلال بالکل بوڑھے شخص ہیں کوئی خبر گیری کرنے والا نہ ہوگا تو ہلاک ہو جائیں گے اگر آپ ﷺ اجازت دیں اور آپ ﷺ کو گرانی نہ ہو تو میں کچھ کام کاج کر دیا کروں گا۔ حضور ﷺ نے کہا مضائقہ نہیں لیکن صحبت نہ کریں انہوں نے عرض کیا رسول اللہؐ اس چیز کی طرف ان کو میلان بھی نہیں جس روز سے یہ واقعہ پیش آیا آج تک ان کا وقت

روتے ہی گزر رہا ہے۔ کعبؓ کہتے ہیں مجھ سے بھی کہا گیا کہ ہلال کی طرح تو بھی اگر بیوی کی خدمت کی اجازت لے لیں تو شاید مل جائے میں نے کہا وہ بوڑھے ہیں میں جوان ہوں نا معلوم مجھے کیا جواب ملے۔ اس لئے میں جرأت نہیں کرتا۔ غرض اس حال میں دس روز اور گزرے کہ ہم سے بات چیت اور میل جول چھٹے ہوئے پورے پچاس دن ہو گئے پچاسویں دن کی صبح کی نماز اپنے گھر کی چھت پر پڑھ کر میں نہایت ہی غمگین ہو کر بیٹھا ہوا تھا۔ زمین مجھ پر بالکل تنگ تھی اور زندگی دوبھر ہو رہی تھی۔ کہ سلع پہاڑ کی چوٹی پر ایک زور سے چلانے والے نے آواز دی کہ کعبؓ تم کو خوشخبری ہو میں سنتے ہی سن کر سجدے میں گر گیا اور خوشی کے مارے رونے لگا اور سمجھا کہ تنگی دور ہوگئی۔ حضور ﷺ نے صبح کی نماز کے بعد معافی کا اعلان فرما دیا جس پر ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر زور سے آواز دی کہ وہ سب سے پہلے پہنچ گئی اس کے بعد ایک صاحب گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگے ہوئے آئے۔ میں جو کپڑے پہن رہا تھا وہ نکال کر بشارت دینے والے کی نظر کر دیئے اللہ کی قسم ان دو کپڑوں کے سوا اور کوئی میرا میرے پاس نہیں تھا اس کے بعد میں نے دو کپڑے مانگے ہوئے پہنے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اسی طرح میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی خوشخبری لے کر لوگ گئے ہیں جب مسجد نبویؐ میں حاضر ہوا تو وہ لوگ جو خدمت اقدس میں حاضر تھے مجھے مبارک باد دینے کے لئے دوڑے اور سب سے پہلے ابو طلحہؓ نے بڑھ کر مبارک باد دی اور مصافحہ کیا جو ہمیشہ ہی یادگار رہے گا میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں جا کر سلام کیا تو چہرہ انور کھل رہا تھا اور آثار خوشی کے چہرے سے ظاہر ہو رہے تھے۔ حضور ﷺ کا چہرہ خوشی کے وقت میں چاند کی طرح چمکنے لگتا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میری توبہ کی تکمیل یہ ہے میری جائیداد جو ہے وہ سب اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس میں تنگی ہوگی کچھ حصہ اپنے پاس بھی رہنے دو میں نے عرض کیا بہتر ہے۔ خیبر کا حصہ رہنے دیا جائے مجھے سچ ہی نے نجات دی' اس لئے میں نے عہد کیا کہ ہمیشہ ہی سچ بولوں گا۔

(رواہ البخاری کذافی فضائل الاعمال صفحہ 34)

حضرت سلمہؓ کا بیعت کرنا اور حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت سلمہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ حدیبیہ آئے اور ہماری چودہ سو کی جماعت تھی، پھر ایک جگہ ہم نے پڑاؤ ڈالا آپ ﷺ نے بیعت کے لئے بلایا درخت کے نیچے میں نے سب سے پہلے گروہ میں بیعت کی، جب درمیان والا گروہ بیعت کے لئے آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا سلمہؓ آ بیعت کر، میں نے عرض کیا حضرت میں بیعت کر چکا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا پھر بیعت کر، میں نے پھر بیعت کی، پھر لوگ بیعت کرتے رہے جب آخری جماعت آئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے سلمہؓ آ بیعت کر، میں نے عرض کیا حضرت میں پہلی اور درمیانی جماعت کے ساتھ بیعت کر چکا ہوں، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا پھر بیعت کر، میں نے تیسری مرتبہ بیعت کی' پھر آپ ﷺ نے مجھے ایک تلوار کی نیام عطا فرمائی۔ پھر ایک روز آپ ﷺ نے پوچھا اے سلمہؓ نیام کہاں ہے، میں نے عرض کیا حضرت وہ میں نے عامر کو دے دی، وہ مجھے بکریاں چراتے ہوئے ملا تھا۔ یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے، پھر فرمایا تیری مثال اس شخص جیسی ہے جو یہ دُعا کرے، اے اللہ میں تجھ سے حبیب مانگتا ہوں ایسا حبیب جو مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہو۔ (جب اسے مل جائے پھر وہ کسی کو ہبہ کر دے)

(ابن کثیر فی تفسیرہ ج 4صفحہ228)

صحابہ کرامؓ کا دم کرنا اور حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے صحابہ کی ایک جماعت ایک سفر میں گئی تو عرب کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا، جماعت صحابہ نے ان سے ضیافت چاہی یعنی کچھ کھانے کو مانگا، انہوں نے انکار کر دیا۔ اتفاق سے اس قبیلہ کے سردار کو بچھو نے کاٹ لیا تو لوگوں نے ہر قسم کی کوشش کی مگر فائدہ نہ ہوا، تو ان میں سے کسی نہ کہا کاش! تم اسی جماعت کے پاس جاتے جو یہاں آ کر اترے ہیں شاید ان میں سے کسی کے پاس کوئی کام کی چیز ہو، تو وہ لوگ صحابہ کرامؓ کے پاس آئے اور کہا اے لوگو ہمارے سردار کو

بچھو نے کاٹ لیا، ہم نے کوشش کی مگر فائدہ نہیں ہوا کیا تمہارے پاس کوئی دم وغیرہ ہے؟ ایک نے کہا میں دم جانتا ہوں لیکن تم نے ہمیں کھانا کھلانے سے انکار کر دیا تھا۔ اب اللہ کی قسم میں بھی بغیر معاوضہ کے دم نہ کروں گا۔ انہوں نے ایک ریوڑ بکریوں پر رضامندی کر لی، اس شخص نے جا کر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ مریض تندرست ہو گیا۔ انہوں نے طے شدہ بکریوں کا ریوڑ صحابہ کے حوالہ کر دیا، انہوں نے بکریاں آپس میں تقسیم کر لیں، لیکن دم کرنے والے نے کہا ایسا نہ کرو (ممکن ہے یہ اجرت جائز نہ ہو) بلکہ پہلے حضور ﷺ سے پوچھ لو۔ جب یہ جماعت آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو تمام قصہ بیان کیا، آپ ﷺ نے فرمایا تم کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورت دم کا کام دیتی ہے۔ اچھا جو تم نے کیا ٹھیک کیا جاؤ اس مال کو آپس میں تقسیم کر لو لیکن تقسیم میں مجھے بھی شریک کر لینا یہ فرما کر آپ ﷺ ہنس پڑے یعنی مسکرا دیئے۔

(رواہ البخاری کذافی ترجمان السنة ج 4صفحہ 255)

حضرت عدیؓ کے اسلام لانے پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت عدیؓ بن حاتم بیان کرتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے، لوگوں نے مجھے دیکھ کر کہا یہ عدی ہے۔ عدی کہتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں اچانک آیا تھا نہ میرے پاس امان نامہ تھا اور نہ کوئی تحریر، جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا، مجھے پہلے یہ خبر مل چکی تھی کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ میرے ہاتھ میں دے گا۔ انہوں نے کہا' چنانچہ آپ ﷺ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں ایک عورت بچہ لئے ہوئے آئی اور اس نے درخواست کی کہ مجھے آپ ﷺ سے ایک ضرورت ہے۔ آپ ﷺ یہ سنتے ہی اس کے ساتھ ہو لئے۔ یہاں تک کہ اس کی ضرورت پوری کی اور پھر آ کر میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے لیا، اور مجھے اپنے گھر میں لائے، لونڈی نے فوراً

ایک گدا بچھا دیا، آپ ﷺ اس پر بیٹھ گئے، اور میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اوراس کے بعد فرمایا اے عدی کون سی چیز ہے جو تم کو سلام سے روکتی ہے؟ اوراس بات سے کہ تم کہو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کے سوا بھی کوئی معبود ہے؟ میں نے کہا نہیں، پھر کافی دیر تک مجھ سے بات کرتے رہے، پھر فرمایا کیا تم اس سے بھاگتے ہو کہ تم اللہ اکبر کہو؟ کیا تمہارے علم میں اللہ سے بڑھ کر کوئی چیز ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہود پر اللہ کا غضب ہے اور انصاری پرلے درجے کے گمراہ ہیں۔ میں نے عرض کیا میں تو دین حنیف کا مطیع بنتا ہوں۔ عدی کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرۂ انور خوشی سے کھل پڑا۔ پھر مجھے ایک انصاری کا مہمان بنا دیا گیا۔ (رواہ الترمذی کذافی ترجمان السنة ج 4صفحہ 490)

حضرت ام ایمنؓ کے عمل پر حضور ﷺ کا مسکرانا

ام ایمنؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ ایک شب میں اٹھے تو آپ ﷺ نے مٹی کے ایک برتن میں جو گھر کے ایک گوشہ میں رکھا ہوا تھا جا کر پیشاب کیا اسی شب میں اتفاق سے اٹھی تو اس وقت مجھ کو پیاس لگ رہی تھی جا کر جو کچھ اس برتن میں تھا پی لیا اور مجھ کو اس بات کا علم نہ تھا کہ اس میں آپ ﷺ کا پیشاب رکھا ہوا تھا۔ جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ام ایمنؓ جاؤ اور جو کچھ اس برتن میں ہے اس کو لے جا کر بہا دو میں نے تعجب سے کہا بخدا میں تو (شب میں) اس کو پی گئی۔ وہ کہتی ہیں یہ سن کر رسول کریم ﷺ کے چہرہ پر مسکراہٹ کے آثار نمایاں ہوئے۔ یہاں تک کہ دندان مبارک بھی ظاہر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جا تیرے پیٹ میں کبھی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

(رواہ حاکم والدار قطنی والطبرانی وابو نعیم کذافی شرح السنة ج 4صفحہ 131)

قال الدار قطنی هو حديث حسن صحيح، قال النووی ان القاضی حسينا قال بطهارة جميع فضلاته صلی الله عليه وسلم و هذا قال ابو حنيفةؒ كما قال العينی

و قال ابن حجر قدتكاثرت الادلة على طهارة فضلاته صلى الله عليه وسلم۔

فائدہ: حافظ بدرالدین عینی شارح بخاری فرماتے ہیں کہ اس باب میں متعدد روایات آئی ہیں اور میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ آپ ﷺ پر دوسرے شخصوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا لہٰذا اگران کے بول و براز نجس ہوں تو اس قیاس پر آپ ﷺ کے فضلات کو بھی نجس کہہ ڈالنا بالکل بے بنیاد ہوگا۔ اس بارے میں میرا عقیدہ تو یہی ہے کہ اب کوئی شخص اس کے خلاف کہے تو میں اس کے سننے سے قاصر ہوں۔

(عمدة القاری شرح البخاری 1صفحہ 778)

حضرت تمیم داریؓ کے اسلام اور دجال کے قصے پر حضور ﷺ کا مسکرانا

فاطمہ بن قیسؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کے اعلان کرنے والے کو سنا وہ اعلان کر رہا تھا چلو نماز ہونے والی ہے۔ میں نماز کے لئے نکلی اور رسول اللہؐ کے ساتھ نماز ادا کی۔ آپ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر منبر پر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کے چہرہ پر اس وقت مسکراہٹ تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہر شخص اپنی اپنی جگہ بیٹھا رہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو میں نے تم کو کیوں جمع کیا۔ انہوں نے عرض کی اللہ اوراس کے رسول ہی کو معلوم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بخدا! میں نے تم کو نہ تو مال وغیرہ کی تقسیم کے لئے جمع کیا ہے نہ کسی جہاد کی تیاری کے لئے۔ بس صرف اس بات کے لئے جمع کیا ہے کہ تمیم داری پہلے نصرانی تھا وہ آیا ہے اور مسلمان ہو گیا ہے اور مجھ سے ایک قصہ بیان کرتا ہے۔ جس سے تم کو میرے اس بیان کی تصدیق ہو جائے گی۔ جو میں نے کبھی دجال کے متعلق تمہارے سامنے ذکر کیا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ وہ ایک بڑی کشتی پر سوار ہوا جس پر سمندروں میں سفر کیا جاتا ہے اوران کے ساتھ قبیلہ لخم وجزام کے تیس آدمی اور تھے۔ سمندر کا طوفان ان کا

ایک ماہ تک تماشا بناتا رہا۔ آخر مغربی جانب ان کو ایک جزیرہ نظر آیا جس کو دیکھ کر وہ بہت مسرور ہوئے اور چھوٹی کشتیوں پر بیٹھ کر اس جزیرے پر اتر گئے۔ سامنے سے ان کو جانور کی شکل کی ایک چیز پر نظر پڑی جس کے سارے جسم پر بال ہی بال تھے۔ کہ ان میں اس کے اعضائے مستورہ تک کچھ نظر نہ آتے تھے۔ لوگوں نے اس سے کہا کہ کم بخت تو کیا بلا ہے۔ وہ بولی میں دجال کی جاسوس ہوں۔ چلو اس گرجے میں چلو وہاں ایک شخص ہے جس کو تمہارا انتظار لگ رہا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ جب اس نے ایک آدمی کا ذکر کیا تو ہم کو ڈر لگا کہ کہیں وہ کوئی جن نہ ہو ہم لپک کر گرجے میں پہنچے تو ہم نے ایک بڑا قوی ہیکل شخص دیکھا اس سے قبل ہم نے ویسا کوئی شخص نہیں دیکھا تھا۔ اس کے ہاتھ گردن سے ملا کر اور اس کے پیر گھٹنوں سے لے کر ٹخنوں تک لوہے کی زنجیروں سے نہایت مضبوطی سے جکڑے ہوئے تھے ہم نے اس سے کہا تیرا ناس ہو تو کون ہے؟ وہ بولا تم کو تو میرا پتہ کچھ نہ کچھ لگ ہی گیا اب تم بتاؤ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم عرب کے باشندے ہیں ہم ایک بڑی کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ سمندر میں طوفان آیا اور ایک ماہ تک رہا۔ اس کے بعد اس جزیرہ میں آئے تو یہاں ہمیں ایک جانور نظر آیا جس کے تمام جسم پر بال ہی بال تھے اس نے کہا میں جساسہ (جاسوس خبر رساں) ہوں۔ چلو اس شخص کی طرف چلو جو اس گرجے میں ہے۔ اس لئے ہم جلدی جلدی تیرے پاس آگئے۔ اس نے کہا مجھے یہ بتاؤ کہ بیسان (شام میں ایک بستی کا نام ہے) کی کھجوروں میں پھل آتا ہے یا نہیں۔ ہم نے کہا ہاں آتا ہے۔ اس نے کہا وہ وقت قریب ہے جب اس میں پھل نہ آئیں گے۔ پھر اس نے پوچھا اچھا بحیرہ طبریہ کے متعلق بتاؤ کہ اس میں پانی ہے یا نہیں۔ ہم نے کہا اس میں بہت پانی ہے اس نے کہا وہ زمانہ قریب ہے جبکہ اس میں پانی نہ رہے گا۔ پھر اس نے پوچھا زغر (شام میں ایک بستی) کا چشمہ کے متعلق بتاؤ اس میں پانی ہے یا نہیں اور اس بستی والے اپنے کھیتوں کو اس کا پانی دیتے ہیں یا نہیں۔ ہم نے کہا اس میں بہت پانی ہے اور بستی والے اس کے پانی سے کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں۔ پھر اس نے کہا کہ اچھا ''نبی الامین'' کا کچھ حال سناؤ ہم نے کہا وہ مکہ سے ہجرت کر کے

مدینہ تشریف لے آئے ہیں اس نے پوچھا کیا عرب کے لوگوں نے ان کے ساتھ جنگ کی ہے۔ ہم نے کہا ہاں۔ اس نے پوچھا اچھا پھر کیا نتیجہ رہا۔ ہم نے بتایا کہ وہ اپنے گردونواح پر تو غالب ہو چکے ہیں اور لوگ ان کی اطاعت کر چکے ہیں اس نے کہا سن لو ان کے حق میں یہی بہتر تھا کہ ان کی اطاعت کر لیں اور اب میں تم کو اپنے متعلق بتاتا ہوں۔ میں مسیح دجال ہوں اور وہ وقت قریب ہے جب مجھ کو یہاں سے نکلنے کی اجازت مل جائے گی میں باہر نکل کر تمام زمین پر گھوم جاؤں گا اور چالیس دن کے اندر اندر کوئی بستی ایسی نہ رہ جائے گی جس میں داخل نہ ہوں۔ بجز مکہ اور مدینہ طیبہ کے کہ ان دونوں مقامات میں میرا داخلہ ممنوع ہے۔ جب میں ان دونوں میں سے کسی بستی میں داخل ہونے کا ارادہ کروں گا اس وقت ایک فرشتہ ہاتھ میں ننگی تلوار لئے سامنے سے آ کر مجھ کو داخل ہونے سے روک دے گا اور ان مقامات (مقدسہ) کے جتنے راستے ہیں ان سب پر فرشتے ہوں گے کہ وہ ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔

رسول کریم ﷺ نے اپنی لکڑی کو منبر پر مار کر فرمایا کہ وہ طیبہ یہی مدینہ ہے یہ جملہ تین بار فرمایا۔ دیکھو کہ یہی بات میں نے تم سے بیان نہ کی تھی۔ لوگوں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے بیان فرمائی تھی اس کے بعد فرمایا وہ بحر شام یا بحر یمن (راوی کو شک ہے) بلکہ مشرق کی جانب ہے اور اسی طرف ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔

(رواہ مسلم و ابو دائود مختصراً کذافی ترجمان السنۃ ج 4 صفحہ 411)

ایک دیہاتی کی بات سن کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عبداللہ بن سید عن الصنابحی نقل کرتے ہیں کہ ہم (رئیس السیاسۃ) حضرت معاویہؓ بن ابی سفیانؓ کے پاس تھے اس مجلس میں لوگوں نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح ہونے کا تذکرہ کیا، تو حضرت معاویہؓ نے فرمایا تم خاموش ہو جاؤ میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ ہم ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول

اللہ! جو اللہ نے آپ ﷺ کو عطا فرمایا ہے یا ابن الذبیحین اے دو ذبح شدہ کے بیٹے اس سے کچھ گن کر مجھے بھی عنایت فرمائیں۔

یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے لوگوں نے کہا اے امیر المومنین دو ذبح ہونے والوں سے کون مراد ہے۔ آپ نے فرمایا حضرت عبدالمطلب نے آب زمزم کا کنواں تلاش کرنا چاہا تو یہ قسم کی کھائی تھی کہ اگر مل گیا تو ایک بیٹا ذبح کروں گا۔ جب کنواں ظاہر ہو گیا تو قرعہ ڈالا گیا تو حضور ﷺ کے والد کا نام نکلا، بالآخر ان کے بدلہ سو اونٹ قربان کئے گئے اور وہ دوسرے ذبح ہونے والے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔

(رواہ ابن جریر کذافی تفسیر ابن کثیر ج 4صفحہ 24)

حضور ﷺ کا اُمت کو دیکھ کر مسکرانا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب مرض الوفاۃ میں تھے جب سوموار کا دن ہوا تو آپ ﷺ نے اپنے حجرے مبارک کا پردہ اُٹھایا اور حضرت ابو بکرؓ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کی طرف دیکھا تو یوں معلوم ہو رہا تھا گویا کہ وہ چاندی کا ورق ہے اور آپ مسکرا رہے تھے اور قریب تھا کہ ہم فتنہ میں پڑ جاتے یعنی نماز توڑ دیتے آپ ﷺ کو تندرست دیکھنے کی خوشی میں۔ پھر آپ ﷺ نے پردہ گرادیا' پھر آپ ﷺ اسی روز دنیائے فانی سے تشریف لے گئے۔

(کذافی ریاض النضرۃ فی مناقب العشر ج 1صفحہ 238)

حضرت سواد بن قارب ؓ کے اسلام لانے پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ مسجد میں لوگوں کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ایک شخص گزرا، آپ سے کہا گیا کہ آپ اس شخص کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی خبر غیبی طور پر دی ہے اس کا نام سواد بن قارب ہے وہ اپنی قوم کا سردار ہے میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ لیکن اگر وہ زندہ ہے تو وہ

یہی شخص ہے، پھر حضرت عمرؓ نے اس کو بلوا کر پوچھا کیا تو سواد بن قارب ہے۔ اس نے کہا ہاں، حضرت عمرؓ نے اس سے کہا کہ تو اپنے اسلام لانے کا واقعہ بیان کر اس نے کہا اے امیر المومنین میں ایک رات نیند اور بیداری کے درمیان تھا کہ میرے پاس میری جنی آئی اور پاؤں کی حرکت سے مجھے اُٹھایا اور کہا اے سواد بن قارب اُٹھ اور سوچ اور عقل کر اگر تجھے عقل ہے۔ لوئی بن غالب میں ایک نبی آیا ہے جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔

پھر اس نے یہ شعر کہے:

عجبت للجن وتجساها

وشدها العيس باحلاسها

تهوى الى مكة تبغى الهدى

ماخير الجن كانجاسه

فارحل الى الصفوة من هاشم

واسم بغيتك الى راسه

پھر وہ دوسری رات آئی اور یہی بات کہی پھر وہ تیسری رات آئی اور یہی بات کہی اور وہ اشعار بھی پڑھے، تو میرے دل میں اسلام کی محبت داخل ہو گئی۔

میں نے صبح اپنا سامان سفر تیار کیا اور مکہ کی طرف چل دیا راستہ میں مجھے خبر ملی کہ وہ نبی ﷺ تو مدینے ہجرت کر گئے ہیں تو میں وہیں سے مدینہ پہنچا۔

وہاں پہنچ کر میں نے پوچھا حضور ﷺ کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا مسجد میں، میں مسجد پہنچا تو آپ نے فرمایا قریب ہو جا۔ آپ بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ میں آپ کے سامنے پہنچ گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ قصہ بیان کر، میں نے وہ قصہ سنایا اور مسلمان ہو گیا۔ حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ میرے اس واقعہ سے خوش ہو گئے اور ان کی خوشی کے آثار ان کے چہروں پر دکھائی دیتے تھے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ اُٹھے اور ان سے چمٹ گئے اور فرمایا

میں چاہتا تھا کہ میں یہ قصہ خود تجھ سے سنوں۔ کیا اب بھی اس قسم کے خواب آتے ہیں انہوں نے فرمایا جب سے قرآن پڑھنا شروع کیا ہے تو اس قسم کے خواب نہیں آتے۔

(اخرجه محب الله طبری فی الریاض النضرة فی مناقب العشرة ج 1 صفحه 326)

حضرت ابوبکرؓ کے کثرتِ اعمال دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ابی امامہؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کس نے روزہ کی حالت میں صبح کی؟ لوگ خاموش ہو گئے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا۔ میں نے یا رسول اللہؐ پھر آپ نے پوچھا آج کس نے مسکین کو صدقہ دیا؟ لوگ خاموش رہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میں نے یا رسول اللہؐ پھر آپ نے دریافت کیا آج جنازہ کے ساتھ کون گیا؟ (اور کس نے جنازہ پڑھا) لوگ خاموش رہے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میں نے یا رسول اللہؐ، پھر آپ نے پوچھا آج مریض کی عیادت کس نے کی؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میں نے یا رسول اللہؐ، (یہ سن کر) حضور ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے حق دے کر مجھے مبعوث کیا آج یہ خصوصیات جس آدمی میں جمع ہو گئیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(اخرجه الملا فی سیرته کذافی الریاض النضرة فی مناقب العشرة صفحه 174)

صحابہؓ کا بارش سے چھپنا اور حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ لوگوں نے حضور ﷺ سے قحط اور بارش نہ ہونے کی شکایت کی تو آپ نے کہا عیدگاہ میں منبر رکھا جائے، چنانچہ منبر رکھ دیا گیا، اور سارے لوگ نکلے، آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا تم نے قحط و بارش کے نہ ہونے کی شکایت کی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم دُعا مانگو میں قبول کروں گا، پھر فرمایا

الحمد لله رب العالمين○ الرحمن الرحيم○ مالك يوم الدين○ لا اله الا الله يفعل ما يريد، اللهم انت الله لا اله الا انت الغنی و نحن الفقراء○

ہم پر بارش نازل کر اور اس بارش کو ہمارے لئے فائدہ مند بنا دے۔ پھر آپ اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دکھائی دینے لگی، پھر لوگوں کی طرف پھرے اور اپنی چادر کو اُلٹا کیا اور منبر سے اتر کر دو رکعت نماز استقاء فرمائی، اللہ تعالیٰ نے فوراً بادل ظاہر فرما دیئے جن سے بجلی چمکی اور گرج سنائی دی، پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارش برسی (اور اس قدر برسی) کہ ابھی آپ ﷺ اپنی مسجد تک واپس نہ آئے تھے کہ نالے بہہ پڑے، حضور ﷺ نے جب لوگوں کو دیکھا کہ وہ جلدی کر رہے ہیں اپنی پناہ گاہوں کی طرف بارش سے بچنے کے لئے تو مسکرا دیئے اور مسکرائے کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ (رواه ابوداؤد کذافی آثار السنن صفحه 325)

ایک دیہاتی کی بات سن کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ جنت کا تذکرہ فرما رہے تھے۔ آپ کے پاس ایک دیہاتی بیٹھا ہوا تھا، آپ نے فرمایا ایک شخص جنت میں کہے گا اے رب میں کاشت کاری کرنا چاہتا ہوں، اس سے کہا جائے گا کیا اس جنت میں تیرے لئے ہر وہ چیز نہیں جو تو چاہتا ہے وہ عرض کرے گا ضرور تمام چیزیں موجود ہیں، لیکن میں زراعت کو پسند کرتا ہوں بس فوراً بیج ڈالا جائے گا اور ایک لحہ میں کھیتی پک جائے گی اور صاف ہو کر (گندم) کے ڈھیر لگ جائیں گے پہاڑوں کی طرح۔ اللہ تعالیٰ کہیں گے لے اے ابن آدم تو سیر نہیں ہوتا، یہ سن کر ایک دیہاتی نے کہا یہ چاہت تو صرف قریش یا انصار کریں گے کیونکہ وہ زراعت پیشہ ہیں، ہم تو زراعت پیشہ نہیں ہیں (اور نہ ہم اس کی چاہت کریں گے) یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے۔

(رواه البخاری کذافی التذکره للقرطبی صفحه 533)

ایک یہودی کی بات سن کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ابی سعد خدریؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام زمین ایک روٹی بن جائے گی اور اللہ تعالیٰ اس کو ایک ہاتھ میں لے لے گا جیسا کہ تم اپنی روٹی سفر میں ساتھ لیتے ہو اس سے اہل جنت کی مہمانی ہوگی ایک یہودی آیا اس نے کہا اے ابو القاسم اللہ تعالیٰ تجھ پر برکت نازل فرمائے میں آپ کو بتاؤں کہ قیامت کے دن جنتوں کی مہمانی کس چیز سے ہوگی آپ نے فرمایا بتا اس نے کہا قیامت کے دن ساری زمین ایک روٹی بن جائے گی جیسے کہ آپ پہلے فرما چکے تھے، لیکن اس کی بات سن کر اس کی طرف دیکھ کر مسکرائے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر اس نے کہا جنت والوں کا سالن بتاؤں؟ آپ نے فرمایا، بتا، اس نے کہا بیل اور مچھلی کے جگر کے کباب ہوں گے جس کو ستر ہزار آدمی مل کر کھائیں گے۔

(رواہ البخاری و مسلم کذافی التذکرۃ للقرطبی صفحہ 401)

اہل معرفت کا اعزاز دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو جمع کرے گا تو عرش کے نیچے سے آواز آئے گی کہاں ہیں اللہ کی معرفت والے، کہاں ہیں نیکی میں جلدی کرنے والے، کچھ لوگ کھڑے ہوں گے اور چلتے چلتے اللہ تعالیٰ کے سامنے پہنچ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ باوجود جاننے کے دریافت کریں گے، تم کون ہو؟ وہ عرض کریں گے ہم آپ کی معرفت حاصل کرنے والے ہیں اور تو نے ہی ہم کو اس کا اہل بنایا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم سچ کہتے ہو پھر ان سے کہا جائے گا جاؤ جنت میں میری رحمت سے داخل ہو جاؤ۔

یہ (اعزاز و اکرام) دیکھ کر حضور ﷺ مسکرا دیئے پھر فرمایا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تم کو قیامت کے ہولناک منظر سے بچا لیا۔ (اخرجہ القرطبی فی التذکرہ صفحہ 435)

حضور ﷺ کا اپنی والدہ کے ایمان کی وجہ سے مسکرانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ حج کیا آپ حجون کی گھاٹی کے پاس سے گزرے تو رو رہے تھے، پریشان تھے، حضرت عائشہؓ کہتی ہیں آپ کے رونے سے میں بھی رونے لگی۔ پھر آپ سواری سے اترے اور فرمایا اے عائشہؓ مجھے پکڑ لے، میں نے پکڑ کر اونٹ کے ساتھ بٹھا دیا۔ (یعنی اونٹ کو تکیہ بنا دیا) کافی دیر تک آپ مجھ سے دور بیٹھے رہے، پھر واپس تشریف لائے تو آپ خوش تھے، مسکرا رہے تھے، میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں جب آپ اترے تھے تو رو رہے تھے اور میں بھی آپ کی وجہ سے رونے لگی، اب آپ مسکراتے ہوئے آئے ہیں یہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا میں اپنی والدہ آمنہؓ کی قبر کے پاس سے گزرا تھا، میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کو زندہ کرنے کا سوال کیا پس اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ فرما دیا پھر وہ مجھ پر ایمان لائی' پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو لوٹا دیا۔ (اخرجہ القرطبی فی التذکرہ صفحہ 16)

فائدہ: اس روایت کو علماء نے موضوع کہا ہے کیونکہ اس کے مقابل مسلم کی صحیح روایت موجود ہے، اور اس کی سند میں مجہول راوی بھی ہیں۔

حضور ﷺ کا حضرت عمرؓ کو دیکھ کر مسکرانا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے حضرت عمرؓ کی طرف دیکھا اور مسکرائے پھر فرمایا اے ابن خطاب! تجھے معلوم ہے کہ میں تیری طرف دیکھ کر کیوں مسکرایا؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عرفہ کی رات تیری طرف شفقت اور رحمت سے دیکھا ہے اور تجھے اسلام کی چابی بنا دیا ہے۔

(اخرجہ الملاء فی سیرتہ کذافی الریاض النضر فی مناقب العشرۃ صفحہ 308)

کھانے میں برکت دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عبدالرحمٰن اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم نے حضور ﷺ سے اونٹ ذبح کرنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دینے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عمرؓ حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ ایسا نہ فرمائیں ورنہ سواریاں کم ہو جائیں گی واپسی بھی مشکل ہوگی۔ آپ نے فرمایا پھر تیری کیا رائے ہے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا آپ لوگوں سے بقیہ زادِراہ جمع فرما کر برکت کی دُعا فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کی برکت سے ہمیں کھلائیں گے۔

چنانچہ حضور ﷺ نے چادر بچھوائی اور اعلان کروایا ہر شخص جو اس کے پاس تھا لے کر حاضر خدمت ہوا، آپ ﷺ نے دُعا فرمائی پھر لوگوں سے کہا کھاؤ اور توشہ بھر لو، لوگوں نے اپنے اپنے توشہ دان بھر لئے، پھر ایک پانی کا برتن لایا گیا حضور ﷺ نے اس میں اپنا ہاتھ مبارک رکھا، میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے آپ کی انگلیوں سے پانی نکلتا ہوا خود دیکھا، پھر لوگوں کو پانی پینے کا حکم دیا، لوگوں نے پانی پیا اور اپنے اپنے مشکیزے بھر لئے یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ ہنس پڑے، یعنی مسکرا دیئے یہاں تک کہ آپ کے دانت مبارک نظر آنے لگے۔ پھر فرمایا **اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ رسولہ**

(اخرجه طبری فی الریاض النضرة فی مناقب العشرة ج 1صفحه 333)

قیامت کے دن دو شخصوں کے مکالمہ پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک دن بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ مسکرا رہے تھے، کسی نے کہا یا رسول اللہؐ! آپ کیوں ہنسے ہیں؟ آپ نے فرمایا میری امت کے دو آدمی اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب و کتاب کے لئے کھڑے تھے، ایک نے کہا یا رب! اس نے مجھ پر ظلم کیا ہے آپ اس سے بدلہ لے کر دیں۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنے بھائی کا حق دو، وہ عرض کرے گا کہ میری نیکیاں تو ختم ہو گئیں، حق لینے والا کہے گا، اے رب میرے گناہوں کا بوجھ اس پر ڈال دے۔ یہ بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پھر فرمایا یہ محتاجی کا دن ہوگا' پھر اللہ تعالیٰ حق لینے والے سے کہے گا اوپر دیکھ اور جنت دیکھ، وہ اوپر عجیب وغریب نعمتیں دیکھے گا، اور پوچھے گا یہ کس کے لئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو اس کی قیمت ادا کرے، وہ عرض کرے گا اس کی قیمت کون ادا کر سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو بھی ادا کر سکتا ہے، وہ عرض کرے گا کس چیز سے؟

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنے بھائی کو درگزر کرنے سے، وہ عرض کرے گا اے رب! میں نے اس کو معاف کیا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ اور اس کو جنت میں داخل کر دے۔

پھر آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈرو اور آپس میں اصلاح کرو' یعنی صلح کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مسلمانوں کے درمیان صلح کروائیں گے۔

(رواہ ابن ابی الدنیا فی کتاب حسن الظن و کذافی التذکرة للقرطبی صفحه 319)

حضور ﷺ کا اپنی قوم کے صدقات آنے پر مسکرانا

عکراش بن ذویت کہتے ہیں کہ میری قوم بنی مرہ نے مجھے زکوٰۃ کا مال دے کر حضور ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا، میں مدینہ طیبہ حاضر ہوا، آپ مہاجرین و انصار کے درمیان تشریف فرما تھے، میں اونٹ لے کر حاضر ہوا۔

آپ نے پوچھا کون لایا ہے؟ میں نے کہا عکراش بن ذویت۔ آپ نے فرمایا نسب بیان کر، میں نے مرہ بن عبید تک نسب بیان کیا یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا یہ میری قوم کے اونٹ ہیں یہ میری قوم کی زکوٰۃ ہے پھر فرمایا ان کو بیت المال کا نشان لگا کر ان کے ساتھ ملا دو، پھر میرا ہاتھ پکڑا اور ام سلمہؓ کے گھر تشریف لائے، اور پوچھا کیا کھانا

ہے؟ تو ایک پیالہ لایا گیا اس میں ثرید تھا اور گوشت کے ٹکڑے تھے۔

میں نے کھانا شروع کیا میرا ہاتھ پیالہ کی ہر جانب چکر لگاتا تھا آپ ﷺ نے ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے عکراش ایک جگہ سے کھاؤ کیونکہ سارا کھانا ایک قسم کا ہے، پھر ایک پلیٹ میں کچی پکی خشک وتر کھجوریں لائی گئیں، تو آپ ﷺ کا ہاتھ اس میں ہر طرف چکر لگاتا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا اے عکراش جہاں سے چاہے کھا کیونکہ یہ کھانا ایک قسم کا نہیں ہے۔

(رواہ ابو یعلیٰ کذافی تفسیر ابن کثیر ج 4صفحہ 346)

سورۃ الم نشرح کے نزول پر آپ ﷺ کا مسکرانا

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور ﷺ بڑے خوش خوش نکلے اور ہنس رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ ہرگز ایک عسر دو یسروں پر غالب نہیں آسکتی۔

کیونکہ قرآن میں ہے ان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا

(رواہ ابن جریر و کذافی تفسیر ابن کثیر ج4صفحہ 642)

ایک شخص کا اللہ تعالیٰ سے گواہ طلب کرنے پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے پاس ہنس رہے تھے اور آپ ﷺ خود بھی ہنس رہے تھے، حضور ﷺ نے دریافت کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں کیوں ہنس رہا ہوں؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی جانتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایک بندہ کے اپنے رب سے مخاطب ہونے پر، وہ کہہ رہا ہے اے رب کیا تو نے مجھے ظلم کرنے کی قوت نہیں دی؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بے شک، وہ عرض کرے گا، پھر میں اپنے خلاف اپنے علاوہ کسی کی گواہی قبول نہ کروں گا۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آج تو خود ہی اپنا حساب کرنے کے لئے کافی ہے اور کراماً کاتبین تیرے گواہ ہیں پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے

گا کہ بولو تو اس کے اعضاء بدن اس کے خلاف گواہی دیں گے۔ الخ

(رواہ مسلم و کذافی التذکرہ للقنر طبی صفحہ 327)

سورۂ کوثر کے نازل ہونے پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ ہمارے ساتھ تشریف فرما تھے اچانک آپ پر غنودگی سی طاری ہوئی، پھر آپ نے مسکراتے ہوئے سر مبارک اُٹھایا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں مسکرائے؟ آپ نے فرمایا ابھی ابھی مجھ پر سورۃ الکوثر نازل ہوئی ہے، پھر آپ ﷺ نے سورۃ کی تلاوت فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

انا اعطیناك الکوثرo فصل لربك وانحرo وان شانئك هوالابترo

پھر فرمایا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ نہر ہے جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ حوض کی طرح ہے قیامت کے دن میری اُمت اس پر آئے گی۔ ان کے پینے کے برتن ستاروں کی تعداد کے بقدر ہوں گے۔

(رواہ مسلم و کذافی التذکرہ للقر طبی صفحہ 349)

بشارت کی وجہ سے حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت ابی طلحہؓ انصاری کہتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ تشریف لائے اور آپ خوش معلوم ہو رہے تھے اور خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک پر دکھائی دیتے تھے۔ میں نے عرض کیا حضرت آج تو بہت خوش معلوم ہو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے رب کی طرف سے ابھی وحی آئی ہے کہ جو شخص آپ کی اُمت میں سے آپ پر درود پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھے گا اور دس گناہ معاف کرے گا اور دس درجے بلند

کرے گا۔ (رواہ احمد والطبرانی کذافی تفسیر ابن کثیر ج 3صفحہ 616)

حضرت عائشہؓ کی پسند دیکھ کر آپ ﷺ کا مسکرانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنی بیویوں کے بارے میں حکم دیا کہ (ان سے کہو جو سامانِ دنیا چاہتی ہیں وہ آپ سے علیحدہ ہو جائیں یعنی ان کو طلاق دے دو اور جو بقناعت رہنا چاہیں وہ رہیں حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے کہا کہ تمہیں ایک معاملہ کا اختیار دیتا ہوں لیکن تو اس کے فیصلہ میں جلدی نہ کرنا جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کر لے۔ میں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔

يايها النبى قل لا زواجك ان كنتن تردن الحيوة الدنيا و زينتها فتعالين امتعكن واسرحكن سراحا جميلاo وان كنتن تردن الله و رسوله والدار الاخرة فان الله اعد للمحسنات منكن اجراً عظيماًo

میں نے فوراً کہا میں اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو پسند کرتی ہوں اس میں ابو بکرؓ اور ام رومان سے مشورہ کی کیا ضرورت ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور مجھے اپنی گود میں لے لیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج3 صفحہ 581)

حضور ﷺ کا ایک شخص سے خوش طبعی کرنا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا یا رسول اللہؐ مجھے سواری کی ضرورت ہے مجھے اونٹ پر سوار کروا دیجئے۔ حضور ﷺ نے (بطور مزاح) اس سے فرمایا میں تو تجھے اونٹ کے بچہ پر سوار کروں گا اس شخص نے پریشان ہو کر کہا یا رسول اللہؐ میں اونٹ کا بچہ لے کر کیا کروں گا؟
حضور ﷺ نے فرمایا بڑے اونٹ کو بھی تو اونٹنی نے جنا ہے۔ یعنی یہ بھی اونٹ

کا بچہ ہی ہے۔ (رواہ الترمذی فی الشمائل صفحہ 17)

حضور ﷺ کا ایک عورت سے خوش طبعی کرنا

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک بوڑھی عورت جس کا نام حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب تھا تشریف لائیں (جو آپ ﷺ کی اور میرے والد کی پھوپھی تھیں) اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرما دے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: اے فلانے کی ماں! جنت میں بوڑھیاں داخل نہیں ہوں گی۔

وہ سن کر روتی ہوئی چلی گئی، حضور ﷺ نے کسی سے کہا جاؤ اس کو خبر دو کہ تو بڑھاپے کی حالت میں جنت میں داخل نہیں ہو گی۔ (بلکہ جوان ہو کر داخل ہو گی) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ان کو جوان باکرہ بنایا ہے۔

حضرت عمرؓ کی بات سن کر حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت عبداللہ بن ثابتؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ حاضر ہوئے اور عرض کیا میرا گزر بنو قریظہ سے ہوا اس میں میرا دوست ہے اس نے مجھے توراۃ کا ایک مجموعہ دیا ہے، کیا اس کو میں آپ ﷺ پر پیش کروں (یعنی پڑھ کر سناؤں) یہ سنتے ہی حضور ﷺ کا چہرہ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا۔ (یہ دیکھ کر) حضرت عبداللہ بن ثابتؓ نے کہا اے عمر کیا تو حضور ﷺ کے چہرے کو نہیں دیکھتا؟ (جب حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کے چہرہ کو بدلہ ہوا پایا) تو فوراً کہا ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور دین کے اسلام ہونے پر اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔

یہ سن کر حضور ﷺ خوش ہو گئے یعنی آپ کا غصہ دور ہو گیا اور پھر فرمایا قسم ہے اس

ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم میں موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے پھر بھی اگر تم ان کی اتباع کرتے تو تم گمراہ ہو جاتے، ایک روایت میں ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ کار نہ ہوتا۔

(رواہ احمد و کذافی تفسیر ابن کثیر ج 2صفحہ 569)

حضرت عباسؓ کی حرص دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت حمید بن ہلالؓ کہتے ہیں کہ علاء بن حضرمیؓ نے بحرین والوں سے جزیہ وصول کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اتنا کثیر تعداد میں مال نہ پہلے کبھی آپ ﷺ کی زندگی میں آیا اور نہ بعد میں، یہ اسی ہزار تھا۔ اس کو صف پر پھیلا دیا گیا اور اعلان کروایا گیا کہ جس کو مال چاہئے لے جائے گن کر دینے کا رواج نہیں تھا۔ حضرت عباسؓ آئے اور اپنی چادر میں بہت سا مال جمع کر لیا جب اس کو اُٹھانے لگے تو نہ اُٹھتا تھا۔ حضور ﷺ قریب کھڑے ہوئے تھے ان کی طرف دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ میرے سر پر رکھ دیجئے۔ یہ دیکھ کر حضور ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا اس سے کم کرو جتنا خود اُٹھا سکتے ہو اتنا لے جاؤ۔ (تفسیر ابن کثیر ج 2صفحہ 399)

میدان بدر میں جبرئیل علیہ السلام کے اترنے پر
حضور ﷺ کا مسکرانا

صحیح احادیث میں یہ بات نقل کی گئی ہے کہ بدر کے دن حضور ﷺ کے لئے ایک سائبان نما کمرہ بنایا گیا تھا۔ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ دونوں وہاں دُعا مانگ رہے تھے۔

(حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں) کہ حضور ﷺ کو اونگھ آ گئی پھر آپ ﷺ مسکراتے ہوئے اُٹھے اور پھر اپنے کمرہ سے یہ آیت تلاوت فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے:

سیھزم الجمع ویولون الدبر o

ترجمہ: تمہارا لشکر ہارے گا پیٹھ پھیر کر بھاگے گا۔ (تفسیر ابن کثیر ج2 صفحہ 356)

حضور ﷺ کا ہدیہ کو دیکھ کر ہنسنا

حضرت تمیم داریؓ حضور ﷺ کے لئے ہمیشہ ایک مشکیزہ شراب کا ہدیہ لایا کرتے تھے۔ (اگرچہ حضور ﷺ ہمیشہ سے شراب نہیں پیا کرتے تھے لیکن کیونکہ حرمت نازل نہیں ہوئی تھی، اس لئے قبول کر کے کسی دوسرے کو ہدیہ کر دیا کرتے تھے)

جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو وہ پھر ہدیہ لائے (غالباً ان کو حرمت کا علم نہ ہوا ہو گا) جب حضور ﷺ نے اس کو دیکھا تو ہنس پڑے اور فرمایا یہ تو اب حرام ہو گئی ہے۔

حضرت تمیم داریؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے نفع حاصل کریں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت کرے جب ان پر گائے اور بکری کی چربی حرام کر دی گئی تو انہوں نے اس کو پگھلا کر بیچا۔ اللہ کی قسم! جس طرح شراب حرام ہے اس طرح اس کی قیمت سے نفع اُٹھانا بھی حرام ہے۔

(رواہ احمد و ابو یعلی کذافی تفسیر ابن کثیر ج 2صفحہ 116)

انصار کی جاں نثاری پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اپنی قوم سے کہا چلو لڑیں تو انہوں نے کہا ہم یہاں ہیں تو اور تیرا رب جا کر لڑو۔ جب ملک فتح ہو جائے تو ہم اس ملک میں داخل ہو جائیں گے۔ لیکن جب حضور ﷺ نے بدر کے موقع پر مشرکین سے مقابلہ کے لئے مشورہ کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے اچھا مشورہ دیا دوسرے مہاجرین نے بھی اچھا مشورہ دیا لیکن آپ ﷺ بار بار فرماتے تھے اے مسلمانو! مجھے مشورہ دو اور اس بات سے آپ کا ارادہ یہ تھا کہ انصار بھی بولیں کیونکہ اس جگہ اکثریت انہی کی تھی۔

اس پر حضرت سعد بن معاذؓ نے عرض کیا حضور، آپ ہم سے پوچھنا چاہتے ہیں؟ قسم ہے اس ذات کی (جس کے قبضہ میں ہماری جان ہے) اور جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے اگر آپ دریا میں کودنے کا حکم دیں گے تو ہم دریا میں کود جائیں گے۔ اگر آپ پہاڑ سے کودنے کا حکم دیں گے تو ہم پہاڑ کودنے کو تیار ہیں۔ ہم قوم موسیٰ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ ہم یہاں بیٹھے ہیں تو اور تیرا رب لڑو، بلکہ ہم تو آپ کے دائیں بھی لڑیں گے، بائیں بھی لڑیں گے، آگے بھی لڑیں گے پیچھے بھی لڑیں گے۔ یہ سن کر حضور ﷺ خوش ہو گئے اور آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک چمک اُٹھا۔ (تفسیر ابن کثیر ج 2صفحہ 50)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی بات سن کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں کہ جنگ خیبر میں مجھے ایک چربی کی بھری ہوئی تھیلی ملی، میں نے اس کو بغل میں لے کر کہا آج اس جیسی چیز میرے علاوہ کسی کو نہیں ملی ہو گی۔ (میری اس بات کو حضور ﷺ سن رہے تھے لیکن مجھے خبر نہ تھی) جب میں ادھر متوجہ ہوا تو حضور ﷺ مسکرا دیئے۔(تفسیر ابن کثیر ج 2صفحہ 26)

قبیلہ ہمدان کے اسلام لانے پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

ہمدان یمن کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ حضور ﷺ نے اول خالد بن ولیدؓ کو دعوت کی غرض سے ان کی طرف بھیجا۔ وہ چھ ماہ ٹھہرے رہے مگر کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو خط دے کر روانہ فرمایا اور یہ فرمایا کہ خالدؓ کو واپس بھیج دینا، حضرت علیؓ نے جا کر سب کو جمع کیا اور آپ ﷺ کا خط پڑھ کر سنایا اور اسلام کی دعوت دی، وہ سارا قبیلہ ایک ہی دن میں مسلمان ہوگیا۔

حضرت علیؓ نے تحریر کے ذریعہ سے آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی۔ آپ نے اطلاع ملتے ہی سجدہ شکر ادا کیا اور جوش مسرت سے کئی بار یہ فرمایا، السلام علی همدان،

السلام علی همدان، السلام علی همدان، قبیلہ ہمدان پر سلامتی ہو، قبیلہ ہمدان پر سلامتی ہو، قبیلہ ہمدان پر سلامتی۔(رواہ البیهقی کذافی سیرغة المصطفیٰ ج 3صفحہ 113)

حضرت عکرمہؓ کا مسلمان کو قتل کرنا اور حضور ﷺ کا مسکرانا

ایک روایت میں ہے کہ عکرمہ سے قبل از اسلام فتح مکہ کے دن ایک مسلمان ان کے ہاتھ سے شہید ہو گیا تھا۔ جب حضور ﷺ کو اس کی اطلاع ملی تو مسکرائے اور فرمایا قاتل اور مقتول دونوں ہی جنت میں ہیں۔ یعنی اس طرف اشارہ تھا کہ عنقریب مسلمان ہوں گے۔ (مدارج النبوت ج 2صفحہ 393 کذافی المصطفیٰ ج 3صفحہ 45)

ام سلمہؓ کہتی ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے خواب میں ابو جہل کے لئے جنت میں ایک خوشہ دیکھا جب عکرمہ مسلمان ہوئے تو آپ ﷺ نے ام سلمہؓ سے کہا کہ اس کی تعبیر یہ ہے۔

(اصابہ لا بن حجر کذافی سیرة المصطفیٰ ج 3صفحہ 45)

حضرت عکرمہؓ مسلمان ہونے کے بعد جب تلاوت کے لئے بیٹھتے اور قرآن کھولتے تو روتے روتے غشی کی کیفیت ہوتی اور بار بار یہ کہتے هذا کلام ربی۔ هذا کلام ربی یہ میرے پرودگار کا کلام ہے۔

(احیاء علوم الدین للغزالی ج 1صفحہ 253 کذافی سیرة المصطفیٰ ج 3صفحہ 45)

کعب بن زہیرؓ کے اسلام کے لانے پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

کعب بن زہیرؓ مشہور شاعر تھے۔ حضور ﷺ کی ہجو میں اشعار کہا کرتے تھے۔ یہ ان میں سے ہیں جن کا خون آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دن مباح قرار دے دیا تھا۔ یہ اس دن مکہ سے بھاگ گئے تھے۔ بعد میں مدینہ طیبہ حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے اور آپ ﷺ کی تعریف میں قصیدہ کہا جو بابت سعادہ کے نام سے مشہور ہے۔

حضور ﷺ ان سے بہت زیادہ خوش ہوئے اور اپنی چادر مبارک اسے عنایت فرمائی۔ (سیرۃ المصطفیٰ ج3صفحہ 47)

عتبہ اور معتب کے اسلام لانے پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے مجھ سے کہا' تمہارے دونوں بھتیجے عتبہ اور معتب پسران لہب کہاں ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ روپوش ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ان کو میرے پاس لاؤ، میں سوار ہو کر مقام عرفہ گیا وہاں سے دونوں کو اپنے ساتھ لایا، آپ ﷺ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا، دونوں نے اسلام قبول کیا اور آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور دونوں کا ہاتھ پکڑا باب کعبہ کے قریب دیر تک دُعائیں مانگتے رہے' پھر واپس آئے تو چہرۂ انور پر مسرت (اور خوشی) کے آثار ظاہر تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ مسرور رکھے کیا بات ہے، آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے رب سے اپنے چچا کے دونوں بیٹے مانگے تھے اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کر دیئے اور میرے لئے ان کو ہبہ کر دیا۔

(الخائص الکبریٰ ج1صفحہ 264 کذافی سیرۃ المصطفیٰ ج 3)

حضرت عمیر بن عدی کا ایک یہودیہ کو قتل کرنا اور حضور ﷺ کا خوش ہونا

عصماء ایک یہودی عورت جو حضور ﷺ کی مذمت میں اشعار کہا کرتی تھی اور طرح طرح سے آپ کو ایذا پہنچاتی تھی لوگوں کو آپ سے اور اسلام سے متنفر کرتی اور مسجد میں ایام ماہواری کے خون آلود کپڑے لا کر ڈالا کرتی تھی۔ ابھی آپ میدان بدر میں تھے کہ اس نے پھر توہین آمیز اشعار کہے۔

حضرت عمیرؓ بن عدی کو سنتے ہی جوش آ گیا اور یہ منت مانی اگر اللہ تعالیٰ کے فضل

سے رسول اللہ بدر سے صحیح وسالم واپس آ گئے تو اس کو میں ضرور قتل کروں گا۔

رسول اللہ جب بدر سے کامیاب وکامران تشریف لائے تو عمیرؓ رات کے وقت تلوار لے کر روانہ ہوئے اور اس کے گھر میں داخل ہوئے چونکہ یہ نابینا تھے' اس لئے عصماء کو ہاتھ سے ٹٹولا اور بچے اس سے دور کئے، اور تلوار کو سینہ پر رکھ کر اس زور سے دبایا کہ پشت سے پار ہو گئی۔

نذر پوری کر کے واپس آئے اور صبح کی نماز کے بعد آپؐ کو اطلاع دی اور عرض کیا یا رسول اللہ اس بارے میں مجھ سے کوئی مواخذہ تو نہ ہو گا؟

آپ نے فرمایا نہیں بلکہ آپ عمیرؓ بن عدی کے اس فعل سے بے حد مسرور ہوئے یعنی خوش ہوئے اور صحابہؓ سے فرمایا اگر ایسے شخص کو دیکھنا چاہتے ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غائبانہ مدد کی ہو تو عمیر بن عدیؓ کو دیکھ لو۔

(سیرۃ المصطفیٰ للکاندھلویؒ ج 2صفحہ 166)

حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیکھ کر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت خالد بن ولیدؓ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ عمرہ کر کے واپس ہوئے تو میرے بھائی کا خط میرے پاس آیا۔ اس نے میری رغبت اسلام کی طرف اور زیادہ کر دی۔ اس سے میرے اس خواب کی تائید بھی ہوئی کہ میں ایک ویران تنگ جگہ سے نکل کر سرسبز اور کشادہ شہروں میں چلا گیا ہوں۔

میں نے سامان سفر تیار کیا اور یہ چاہا کوئی میرا رفیق سفر بن جائے میں صفوان بن امیہ کے پاس گیا اور میں نے کہا تم دیکھتے نہیں کہ محمد ﷺ نے تمام عرب وعجم پر غلبہ پا لیا اگر اس کے پاس جائیں اور اس کی اتباع کر لیں تو یہ ہمارے لئے بہتر ہو گا۔

لیکن صفوان نے نہایت سخت جواب دیا کہ اگر میرے علاوہ روئے زمین پر تمام لوگ محمد ﷺ کی اتباع کر لیں میں پھر بھی ان کی اتباع نہ کروں گا۔

پھر میں عکرمہ بن جہل کے پاس گیا اس سے بھی وہی بات کہی جو صفوان سے کہی تھی۔ اس نے بھی وہی جواب دیا، میں نے سوچا کہ ان کے باپ اور بھائی بدر میں مارے گئے ہیں' اس لئے ان کو غصہ ہے۔

پھر میں عثمان بن طلحہ سے ملا اور اس کو بھی وہی کہا جو ان دونوں سے کہا تھا اس نے میری بات کو قبول کر لیا، اور کہا میں بھی مدینہ چلتا ہوں مقام یاجج (ایک جگہ کا نام ہے) میں ملاقات کریں گے جو پہلے پہنچ جائے وہ دوسرے کا انتظار کرے۔

ہم چلے اور مقام یاجج میں جمع ہو گئے اور جب وہاں سے چل کر ہم مقام ھدہ میں پہنچے تو عمرو بن عاص سے ملاقات ہوئی ہم نے ایک دوسرے کو مرحبا کہا اور ہم نے پوچھا کہاں جا رہے ہے؟ تو اس نے کہا اسلام لانے اور محمد ﷺ کا اتباع کرنے۔ ہم نے کہا ہم بھی اس ارادہ سے نکلے ہیں۔

خالد بن ولید کہتے ہیں ہم تینوں مدینہ میں داخل ہوئے اور اپنی سواریوں کو مقام ھدہ میں بٹھایا، کسی نے ہمارے آنے کی خبر حضور ﷺ کو پہنچائی۔ آپ ہماری آمد کی خبر سن کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا مکہ نے اپنے جگر گوشوں کو پھینک دیا۔

خالدؓ کہتے ہیں کہ میں نے عمدہ کپڑے پہنے اور آپ کی خدمت میں حاضری کے لئے چلا، راستہ میں مجھے میرا بھائی ولید ملا اور کہا کہ جلدی چلو رسول اللہؐ کو تمہاری آمد کی خبر ہو چکی ہے۔ وہ آپ کی آمد سے مسرور ہیں اور تمہارے منتظر ہیں، ہم تیزی کے ساتھ چلے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ مجھے دیکھ کر مسکرائے۔ میں نے کہا السلام علیک یا رسول اللہؐ! آپ نے نہایت خندہ پیشانی سے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے عرض کیا اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ آپ نے فرمایا قریب ہو جاؤ اور یہ فرمایا تمام تعریفیں اس ذات پاک کی ہیں جس نے تجھے اسلام کی توفیق دی میں دیکھتا تھا کہ تجھ میں عقل ہے اور اُمید کرتا تھا کہ وہ عقل تجھ کو خیر اور بھلائی کی طرف رہنمائی کرے گی۔

(سیرۃ المصطفیٰ ج 2صفحہ 435)

فضالہ بن عمیرؓ کی بات پر حضور ﷺ کا مسکرانا

فتح مکہ کے دن جب حضور ﷺ طواف کر رہے تھے تو فضالہ نے آپ کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کا ارادہ کیا۔

جب آپ ﷺ اس کے قریب ہوئے تو پوچھا کیا تو فضالہ ہے؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہؐ، آپ ﷺ نے فرمایا تو اپنے دل میں کیا کہہ رہا تھا، اس نے کہا کچھ نہیں بلکہ میں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا تھا۔

یہ سن کر حضور ﷺ ہنس پڑے، یعنی مسکرائے اور اس سے کہا استغفار کر اور پھر میرے سینہ پر ہاتھ رکھا جس سے میرا دل مطمئن ہو گیا۔

فضالہ کہتے ہیں کہ ابھی آپ ﷺ نے میرے سینہ سے ہاتھ نہیں اُٹھایا تھا کہ آپ ﷺ ساری مخلوق سے مجھے زیادہ محبوب ہو گئے۔

(رواہ ابن هشام فی سیرۃ النبیؐ ج 4صفحہ 37)

ابوالہیثم کی بات پر حضور ﷺ کا مسکرانا

انصار جب بیعت ثانیہ کے لئے تشریف لائے تو حضور ﷺ نے ان کو اللہ کی طرف دعوت دی اور قرآن پڑھ کر سنایا اور اسلام کی رغبت دلائی اور آپ نے فرمایا کیا تم اس بات پر بیعت کرتے ہو کہ تم میری اس طرح حفاظت کرو گے جیسے تم اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو؟

حضرت برا بن معرور نے کہا، ہاں! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے ہم آپ کی اسی طرح حفاظت کریں گے جس طرح ہم اپنی عورتوں اور بچوں کی کرتے ہیں۔ ہم اہل حرب ہیں اور اسلحہ والے ہیں اور یہ بات ہمیں اپنے اکابر سے ملی ہیں۔

ابوالہیثم بن التیہان نے کہا یا رسول اللہ! بے شک ہم میں یہود سے دوستی ہے ان

سے دوستی توڑ دیں گے کیا یہ بات آپ کو پسند ہے؟ کہ اگر ہم ایسا کریں پھر اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو غلبہ دے دے، پھر آپ اپنی قوم کی طرف لوٹ آئیں اور ہمیں وہاں چھوڑ کر آئیں۔ یہ سن کر حضور ﷺ مسکرائے اور فرمایا میرا خون تمہارا خون ہے، میری عزت تمہاری عزت ہے، میں تم سے ہوں تم مجھ سے ہو، میں اس سے لڑوں گا جس سے تم لڑو گے اور میں اس کو امن دوں گا جس کو تم امن دو گے۔ (رواہ ابن ہشام فی سیرۃ النبی ج 2صفحہ 50)

حضرت مغیرہؓ کی غیرت پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حدیبیہ کے موقع پر اہل مکہ نے عروہ بن مسعود الثقفی کو حالات کا جائزہ لینے کے لیے روانہ کیا، یہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا قریش نے قسم اُٹھالی ہے کہ آپ کو فاتحانہ داخل نہ ہونے دیں گے۔ انہوں نے تیاری مکمل کر لی ہے۔ کل جب مقابلہ ہوگا یہ آپ کے ساتھ جو مختلف قبائل کے لوگ ہیں کہ بھاگ جائیں گے اور آپ اکیلے رہ جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ نے کہا جو آپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے لات (بت کا نام ہے) کی شرم گاہ چاٹ، کیا ہم بھاگ جائیں گے؟ اس نے کہا اے محمد ﷺ یہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ ابی قحافہ کے بیٹے ہیں۔

اس نے کہا اگر تیرا مجھ پر احسان نہ ہوتا تو میں ضرور تجھے اس کا جواب دیتا۔
وہ پھر بات کرتے ہوئے اپنا ہاتھ آپ کی داڑھی مبارک کی طرف لے جاتا۔
حضرت مغیرہ بن شعبہؓ جو مسلح ہو کر آپ ﷺ کے پاس کھڑے ہوئے تھے انہوں نے کہا اپنا نجس اور پلید ہاتھ حضور ﷺ کی داڑھی مبارک کو نہ لگا ایسا نہ ہو کہ میں تیرا ہاتھ توڑ دوں۔
حضرت مغیرہؓ کی یہ غیرت دیکھ کر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔ عروہ نے کہا یہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تیرے بھائی کا بیٹا مغیرہ بن شعبہ ہے۔

حضرت اشعث بن قیس کی بات پر حضور ﷺ کا مسکرانا

ابن شہاب نے کہا اشعث بن قیس وفد بنی کندہ میں حاضر خدمت ہوئے یہ اسی سوار تھے۔ جب یہ حضور ﷺ کے پاس آئے تو بالوں کو تیل لگایا اور کنگھی کی، اور سرمہ لگایا اور صاف وشفاف جبہ پہنا جس کے کناروں پر ریشم لگا ہوا تھا جب یہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اسلام نہیں لائے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں (بلکہ) لائے ہیں۔ آپ ﷺ نے وہ ریشم اتار کر پھینک دیا۔
پھر اشعث بن قیس نے کہا یا رسول اللہ ہم بنو آکل المرار ہیں اور آپ ﷺ ابن آکل المرار ہیں، یہ سن کر حضور ﷺ مسکرائے پھر فرمایا یہ نسبت تم حضرت عباسؓ اور ربیعہؓ سے بیان کرو کیونکہ یہ دونوں تاجر تھے جب دور دراز علاقے میں نکل جاتے اگر ان سے کوئی پوچھتا تم کون ہو تو یہ فرماتے ہم بنو آکل المرار ہیں۔ (یہ نسبت ہے)

(رواہ ابن ہشام فی سیرۃ النبی 4صفحہ 254)

حضرت عائشہؓ کی بات پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ بقیع سے لوٹے تو میرے سر میں درد تھا۔ میں کہہ رہی تھی ہائے میرا سر۔
آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہؓ! ہائے میرا سر (یعنی بطورِ مزاح فرمایا) پھر آپ ﷺ نے فرمایا حضرت عائشہؓ سے کہا کوئی بات نہیں اگر تو اس دردِ سر میں مرگئی تو میں تجھ کو کفن دوں گا اور تیری نمازہ جنازہ پڑھ کر تجھے دفن کردوں گا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے کہا آپ ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ میرے بعد آپ میرے گھر میں اور بیوی لاؤ گے؟ یہ سن کر حضورؐ مسکرا دیئے۔ (رواہ ابن ہشام فی سیرۃ النبی ج4 صفحہ 321)

حضرت جعفرؓ کے آنے پر حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت جعفرؓ ابی طالب حبشہ سے اس دن واپس آئے جس دن خیبر کی فتح ہوئی، تو حضور ﷺ نے ان کو پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے سے ملالیا، اور آپ ﷺ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ مجھے جعفرؓ کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی ہے یا خیبر کی فتح سے۔

(رواہ ابن ہشام فی سیرۃ النبی ج 3صفحہ 414)

حضرت زیدؓ کی تصدیق نازل ہونے پر حضور ﷺ کا مسکرانا

5ہجری میں بنو المصطلق کی مشہور جنگ ہوئی' اس میں ایک مہاجر اور ایک

انصاری کی باہم لڑائی ہوگئی۔ معمولی بات تھی مگر بڑھ گئی ہر ایک نے اپنی اپنی قوم سے دوسرے کے خلاف مدد چاہی اور دونوں طرف جماعتیں پیدا ہوگئیں اور قریب تھا کہ آپس میں لڑائی کا معرکہ گرم ہو جائے کہ درمیان میں بعض لوگوں نے بڑھ کر صلح کرادی۔ عبداللہ بن ابی منافقوں کا سردار نہایت مشہور منافق اور مسلمانوں کا سخت مخالف تھا مگر چونکہ اسلام ظاہر کرتا تھا، اس لئے اس کے ساتھ خلاف برتاؤ نہ کیا جاتا تھا اور یہ اس وقت منافقوں کے ساتھ عام برتاؤ کیا جاتا تھا' اس کو جب اس قصے کی خبر ہوئی تو اس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ لفظ کہے اور اپنے دوستوں سے خطاب کر کے کہا یہ سب کچھ تمہارا اپنا ہی کیا ہوا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو اپنے شہر میں ٹھکانا دیا' اپنے مالوں کو ان کے درمیان آدھوں آدھ بانٹ دیا' اگر تم ان لوگوں کی مدد کرنا چھوڑ دو تو اب بھی سب چلے جائیں اور یہ بھی کہا کہ اللہ کی قسم ہم لوگ اگر مدینہ پہنچ گئے تو ہم عزت والے مل کر ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں گے۔
حضرت زید بن ارقمؓ نوعمر بچے تھے۔ وہاں موجود تھے یہ سن کر تاب نہ لا سکے کہنے لگے کہ اللہ کی قسم! تو ذلیل ہے تو اپنی قوم میں بھی ترچھی نگاہوں سے دیکھا جاتا ہے۔ تیرا کوئی حمایتی نہیں ہے اور محمد ﷺ عزت والے ہیں۔ رحمٰن کی طرف سے بھی عزت دیئے گئے ہیں اور اپنی قوم میں بھی عزت والے ہیں۔ عبداللہ بن ابی نے کہا کہ اچھا خاموش رہ میں تو ویسے ہی مذاق میں کہہ رہا تھا مگر حضرت زیدؓ نے جا کر حضور اقدس ﷺ سے نقل کر دیا۔ حضرت عمرؓ نے درخواست بھی کی کہ اس کافر کی گردن اُڑا دی جائے مگر حضور ﷺ نے اجازت مرحمت نہ فرمائی۔ عبداللہ بن ابی کو جب اس کی خبر ہوئی کہ حضور ﷺ تک یہ قصہ پہنچ گیا ہے تو حاضر خدمت ہو کر جھوٹی قسمیں کھانے لگا کہ میں نے کوئی لفظ ایسا نہیں کہا زید نے جھوٹ نقل کر دیا۔ انصار کے بھی کچھ لوگ حاضر خدمت تھے۔ انہوں نے بھی سفارش کی کہ یا رسول اللہ! عبداللہ قوم کا سردار ہے بڑا آدمی شمار ہوتا ہے ایک بچہ کی بات اس کے مقابلہ میں قابل قبول نہیں، ممکن ہے کہ سننے میں کچھ غلطی ہوگئی یا سمجھے نہیں۔ حضور ﷺ نے اس کا عذر قبول فرمالیا۔
حضرت زیدؓ کو جب اس کی خبر ہوئی کہ اس نے جھوٹی قسموں سے اپنے آپ کو سچا کر دیا اور

زیدؓ کو جھٹلا دیا تو شرم کی وجہ سے باہر نکلنا چھوڑ دیا۔
حضور ﷺ کی مجلس میں بھی ندامت کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے۔ بالآخر سورۂ منافقون نازل ہوئی جس سے حضرت زیدؓ کی سچائی اور عبداللہ بن ابی کی جھوٹی قسموں کا حال ظاہر ہوا۔ حضرت زیدؓ کی وقعت موافق مخالف سب کی نظروں میں بڑھ گئی اور عبداللہ بن ابی کا قصہ بھی سب پر ظاہر ہوگیا۔ جب مدینہ منورہ قریب آیا تو عبداللہ بن ابی کے بیٹے جن کا نام بھی عبداللہ تھا اور بڑے پکے مسلمانوں میں تھے مدینہ منورہ سے باہر تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور باپ سے کہنے لگے کہ اس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک اس کا اقرار نہ کرے کہ تو ذلیل ہے اور محمد ﷺ عزیز ہیں۔ اس کو بڑا تعجب ہوا کہ یہ صاحبزادہ ہمیشہ سے باپ کے ساتھ بہت احترام اور نیکی کا برتاؤ کرنے والے تھے مگر حضور ﷺ کے مقابلے میں تحمل نہ کر سکے آخر اس نے مجبور ہو کر اس کا اقرار کیا کہ واللہ! میں ذلیل ہوں اور محمد ﷺ عزیز ہیں اس کے بعد مدینہ میں داخل ہو سکے۔
ایک روایت میں ہے کہ جب سورۂ منافقون نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت زیدؓ کو بلوایا اور ان کا کان ملا اور مسکرائے اور فرمایا تیرا کان سچا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تیری تصدیق نازل کر دی۔ (تفسیر ابن کثیر ج 4 صفحہ 446)

حضور ﷺ کا ایک منافق سے مسکرانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے (جس کا نام عیینہ بن حصین تھا) اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ برے قبیلہ کا آدمی ہے' پھر اس کو آنے کی اجازت دے دی۔ تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ آپ ﷺ اس کے ساتھ ہنسنے لگے، جب وہ شخص چلا گیا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے آپ ﷺ نے اس کے بارے میں وہ کہا پھر اس کے ساتھ ہنستے رہے، آپ ﷺ نے فرمایا بدترین شخص وہ ہے کہ لوگ اس سے اس کے شر کی وجہ سے بچتے ہیں۔ (مؤطا امام مالک صفحہ 705)

حضرت زینبؓ کے نکاح پر حضور ﷺ کا مسکرانا

جب حضرت زیدؓ نے اپنی بیوی زینبؓ کو طلاق دے دی اور اس کی عدت گزر گئی تو ایک دن حضور ﷺ حضرت عائشہؓ سے گفتگو فرما رہے تھے کہ اچانک آپ ﷺ پر اونگھ سی طاری ہوگئی۔ (کیونکہ اکثر وحی کے وقت ایسا ہوتا تھا) پھر آپ ﷺ مسکراتے ہوئے متوجہ ہوئے اور فرمایا کوئی شخص حضرت زینبؓ کے پاس جائے اور اسے خوشخبری دے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اس کا نکاح کر دیا۔

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی **و اذا تقول للذی انعم الله علیه و انعمت علیه امسك علیك زوجك** (الایۃ) (طبقات ابن سعد ج8صفحه 72)

حضرت عائشہؓ کی سہیلیوں کی وجہ سے حضور ﷺ کا خوش ہونا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب حضور ﷺ سے میرا نکاح ہوا اس وقت میری عمر چھ برس کی تھی اور جب میری رخصتی ہوئی تو میری عمر نو برس کی تھی، میں مدینہ کی بچیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ ایک دن حضور ﷺ میرے پاس آئے میں کھیل رہی تھی جب وہ چلی گئیں تو آپ ﷺ ان کی وجہ سے خوش ہوئے، یعنی ان کا میرے ساتھ کھیلنا آپ ﷺ کو پسند آیا۔

(طبقات ابن سعد ج 8صفحه 40)

حضرت عائشہؓ کی ذہانت پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ ہمارے گھر میں آئے اور میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ کھیل رہی تھی اور ہمارے پاس ایک پروں والا گھوڑا تھا۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے عائشہؓ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا ہے۔ یہ سن کر حضور ﷺ ہنس پڑے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا یہ گھوڑا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا گھوڑے کے پر ہوتے ہیں؟ عرض کیا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا ہے۔ کیونکہ اس کے پر تھے۔

(طبقات ابن سعد ج8صفحه 42)

حضرت عائشہؓ کی بات پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ میرے پاس تشریف لائے میں نے کہا آج سارا دن کہاں رہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ام سلمہ کے پاس۔ میں نے کہا آپ ام سلمہ سے سیر نہیں ہوتے۔ یہ سن کر آپ ﷺ مسکرا دیئے۔

حضرت عائشہؓ کی تشبیہ پر حضور ﷺ کا مسکرانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز میں نے حضور ﷺ سے کہا آپ بتائیں کہ اگر آپ کو دو چیزیں ملیں ان میں سے ایک مستعمل ہو اور دوسری غیر مستعمل ہو تو آپ کونسی چیز کو پسند فرمائیں گے؟

آپ نے فرمایا: غیر مستعمل کو، تو میں نے کہا، پھر میں آپ کی دوسری بیویوں جیسی نہیں کیونکہ وہ پہلے خاوندوں سے ہو کر آئی ہیں اور میں صرف آپ کے پاس آئی ہوں۔ یہ سن کر حضور ﷺ مسکرا دیئے۔ (طبقات ابن سعد ج 8صفحه 55)

طالب دُعا

بندہ عبدالغنی طارق

فاضل جامعہ اشرفیہ

استاد جامعہ قادریہ

رحیم یار خان (پاکستان)

ایم اے اسلامیات بلوچستان یونیورسٹی

مراجع

(وہ کتب جن سے حوالہ نقل کیا گیا ہے بالواسطہ یا بلاواسطہ)

نمبر شمار	نام کتب
1	بخاری
2	مسلم
3	جامع ترمذی
4	طبقات ابن سعد
5	ابن عساکر
6	مسند بزار
7	معجم طبرانی کبیر
8	شمائل ترمذی
9	البدایۃ والنہایۃ
10	مسند احمد
11	ابوداؤد
12	سنن بیہقی
13	الزھد لابن مبارک
14	تفسیر ابن جریر
15	حلیۃ الاولیاء
16	مستدرک حاکم
17	مسند ابی یعلیٰ

نمبر شمار	نام کتب
18	کنزالاعمال
19	الترغیب والترہیب
20	صحیح ابن حبان
21	الشفاء لقاضی عیاضی
22	ترجمان السنہ
23	مجمع الزوائد
24	سنن سعید بن منصور
25	ابن نجار
26	ابن عدی
27	دار قطنی
28	الاسماء للبیہقی
29	مصنف ابن ابی شیبہ
30	مسند ابی منیع
31	اسد الغابۃ
32	فضائل اعمال
33	ماہنامہ الخیر
34	درۃ الناصحین
35	سیرۃ النبی لابن ہشام
36	سیر الصحابۃ
37	تفسیر در منثور
38	ریاض الصالحین

نمبر شمار	نام کتب
39	تفسیر ابن کثیر
40	المناہل السلسلة فی الاحادیث المسلسلة
41	عمدة القاری
42	الریاض النضرة فی مناقب العشرة
43	سیر الملاء
44	آثار السنن
45	التذکرة للقرطبی
46	طبری
47	حسن الظن لابن ابی الدنیا
48	سیرة مصطفی للشیخ الکاندھلوی
49	مدارج النبوة
50	احیاء علوم الدین
51	خصائص الکبریٰ
52	مؤطا امام مالک
53	سیرة النبی لابن ہشام
54	اصابة لابن حجر

تم الکتاب و ربنا محمود
ولہ المکارم والعلا والجود

وعلی النبی محمد صلواته
ماناح قمری واورق عود

رسول کریم ﷺ کے آنسو

تحقیق و تصنیف

حضرت مولانا عبدالغنی طارق صاحب

استاذ حدیث ومدیر جامعہ حمیرا للبنات

رحیم یار خان

طیب پبلشرز

33۔حق سٹریٹ اُردو بازار۔لاہور

042-37212714 - 37241778 - 0333-4394686

حضور ﷺ کا امت کے لئے آنسو بہانا

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

رب انهن اضللن كثير امن الناس (الآية)

ترجمہ: اے پرودگار! ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کردیا، پھر جو شخص میرے راستہ پر چلے گا، وہ تو میرا ہے اور جو شخص میرا کہنا نہ مانے تو آپ بہت معاف کرنے والے اور بہت رحم کرنے والے ہیں پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی:

ان تعذ بهم فانهم عبادك و ان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم۔

ترجمہ: اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں، حکمت والے ہیں۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے پھر فرمایا۔

اللهم امتى اللهم امتى اللهم امتى

اے اللہ میری امت، اے اللہ! میری امت، اے اللہ! میری امت، یہ کہتے ہوئے رونے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے جبرئیل! محمد ﷺ کی طرف جاؤ اور ان سے پوچھو کہ تمہیں کیا چیز رُلا رہی ہے (حالانکہ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں) تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور جو کچھ آپ ﷺ نے اُمت کے بارے میں فرمایا۔ جبرئیل علیہ السلام نے بارگاہ رب ذوالجلال میں عرض کردیا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبرئیل! محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو، بے شک میں تم کو تمہاری امت کے بارے میں راضی کردوں گا اور تم کو رنجیدہ نہ ہونے دوں گا۔ (اخرجہ ابن وھب کذا فی التفسیر ابن کثیر، ج 2 ص 540)

دوسرا واقعہ:

نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہ آیت تلاوت فرماتے رہے:

ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم

’’اے اللہ! اگر آپ ان کو سزا دیں، جب بھی آپ مختار ہیں کہ یہ آپ کے بندے ہیں اور آپ مالک، اور مالک کو حق ہے کہ بندوں کو جرائم پر سزا دے اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو بھی آپ مختار ہیں کہ آپ زبردست قدرت والے ہیں تو معافی پر بھی قدرت ہے اور حکمت والے ہیں تو معافی بھی حکمت کے موافق ہوگی۔ (فضائل اعمال، ص 29)

سید الانبیاء ﷺ کا امت کے لئے تمام رات آنسو بہانا انتہائی شفقت کی وجہ سے تھا، ورنہ آپ ﷺ تو اللہ کے محبوب تھے۔ اس طرح سید الفقہاء والمحدثین امام اعظم ابوحنیفہؒ کے متعلق منقول ہے کہ ایک شب تمام رات آیت **و امتاز اليوم ايها المجرمون** پڑھتے رہے اور روتے رہے مطلب آیت شریفہ کا یہ ہے کہ قیامت کے دن مجرموں کو حکم ہوگا کہ دنیا میں تو سب سے ملے جلے رہتے تھے مگر آج مجرم لوگ سب الگ ہو جائیں گے اور غیر مجرم علیحدہ، اس حکم کو سن کر جتنا بھی رویا جائے کم ہے کہ نہ معلوم اپنا شمار مجرموں میں ہوگا یا فرمانبرداروں میں۔ (فضائل اعمال، ص 29)

آپ ﷺ ہر وقت امت کے غم و فکر میں رہتے تھے، کسی موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا **اللھم اغفر لعائشة ما تقدم من ذنبها و ما اسرت و ما اعلنت**۔ یہ دعا سن کر حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تجھ کو میری دعا نے خوش کردیا؟ عرض کیا، حضرت آپ کی دُعا کیوں خوش نہ کرتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کی قسم! یہی دعا میری تمام امت کے لئے ہر نماز میں ہوتی ہے۔ (اخرجہ البزار کذا فی المجمع، ج 9 ص 244)

حضرت حمزہؓ کی شہادت پر حضور ﷺ کے آنسو

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جنگ احد میں جب لوگ جنگ میں

واپس ہوئے تو حضرت حمزہؓ کو نہ پایا۔ جابرؓ کہتے ہیں ایک شخص نے آپ ﷺ سے کہا کہ میں نے ان کو اس کے نیچے دیکھا ہے وہ کہہ رہے تھے، کہ میں اللہ کا اور اس کے رسول ﷺ کا شیر ہوں۔ اے اللہ! میں تیری برأت چاہتا ہوں، اس چیز سے جس کو یہ لوگ، یعنی ابوسفیان اور اس کے ساتھی لائے ہیں اور تیری طرف عذر خواہی کرتا ہوں، اس چیز سے جو ان لوگوں نے کیا یعنی مسلمانوں کی شکست کھانے سے۔ یہ سن کر حضور ﷺ ان کے پاس پہنچے، جب ان کی پیشانی کو دیکھا تو آپ رو دیئے اور جب آپ ﷺ نے دیکھا کہ وہ مثلہ کر دیئے گئے تو نہایت رنجیدہ ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کوئی کفن ہے؟ ایک انصاری کھڑے ہوئے اور ان پر کپڑا ڈال دیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہیدوں کے سردار حمزہؓ ہوں گے۔ حضرت حمزہؓ سے کفار کو سخت نفرت تھی۔ حارث تیمی کہتے ہیں کہ حضرت حمزہؓ یوم بدر کے دن شتر مرغ کے پر کا جھنڈا لئے ہوئے تھے۔ مشرکین کے ایک آدمی نے کہا، یہ کون ہے؟ کہا گیا، یہ حمزہ بن عبدالمطلب ہے۔ اس نے کہا کہ یہ وہی ہے، جس نے ہم لوگوں کے خلاف بڑے کارنامے کئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ امیہ بن خلف نے مجھ سے بدر کے دن پوچھا یہ کون ہے؟ جو اپنے سینہ پر شتر مرغ کا جھنڈا لگائے ہوئے ہے؟ میں نے کہا، یہ رسول اللہؐ کے چچا ہیں، یہ حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب ہیں۔ اس نے کہا کہ یہ وہی ہیں، جس نے ہم پر بڑے ستم ڈھائے ہیں۔ (رواہ الطبرانی والبزار والحاکم کذا فی حیاۃ الصحابہ، ج 2 ص 895)

حضور ﷺ کا نماز میں آنسو بہانا

پہلا واقعہ:

حضرت عبید بن عمیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے درخواست کی کہ آپ ﷺ کا کوئی عجیب واقعہ سنائیں تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک روز آپ ﷺ تشریف لائے اور میرے پاس لیٹ گئے۔ پھر فرمایا، چھوڑ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ یہ کہہ کر اُٹھے اور نماز کی نیت باندھ لی اور رونا شروع کر دیا یہاں تک کہ داڑھی تر ہوگئی۔ پھر سینہ تک

آنسو بہتے رہے پھر رکوع کیا، رکوع میں بھی روتے رہے۔ پھر سجدہ فرمایا، اسی طرح سجدہ میں روتے رہے، یہاں تک کہ زمین تر ہوگئی۔ یہاں تک کہ حضرت بلالؓ صبح کی نماز کے واسطے بلانے آگئے۔ میں نے عرض کیا، حضرت! آپ تو معصوم ہیں، پھر اتنا کیوں روئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں اور میں کیوں نہ روتا حالانکہ آج یہ آیات نازل ہوئی ہیں۔ **ان فی خلق السموات والارض (الآیتہ)**

(اخرجہ ابن حبان کذا فی الترغیب، ج 3 ص 32۔ کذا فی فضائل الاعمال، ص 62)

دوسرا واقعہ:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ رات گزارتے حضرت بلالؓ اذان کی اطلاع دیتے تو آپ ﷺ اُٹھتے اور غسل فرماتے۔ میں دیکھتی تھی کہ پانی آپ ﷺ کے رخساروں اور بالوں سے ٹپک رہا ہوتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لے جاتے اور نماز پڑھاتے اور میں آپ ﷺ کے رونے کی آواز سنتی تھی۔

(اخرجہ ابویعلیٰ کذا قال الہیثمی، ج 2 ص 89)

تیسرا واقعہ

حضرت مطرفؓ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ ﷺ کے سینے مبارک میں رونے کی وجہ سے گھڑ گھڑاہٹ ہے جیسا کہ چکی کی آواز ہوتی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جیسا ہانڈی کی آواز ہوتی ہے، آپ ﷺ بہت زیادہ روتے تھے۔ (اخرجہ ابوداؤد کذا فی الترغیب ج 1 ص 315)

چوتھا واقعہ:

حضور ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہوگیا۔ صحابہ کرام کو فکر ہوئی کہ آپ اس موقع پر کیا عمل کریں گے؟ سارے لوگ اپنے اپنے کام چھوڑ کر بھاگے تا کہ دیکھیں آپ کیا عمل کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے دو رکعت نماز کسوف پڑھائی، جو اتنی لمبی تھی کہ لوگ غش کھا

کرگرنے لگے۔ نماز میں حضور ﷺ روتے تھے اور فرماتے تھے۔ اے رب کیا آپ ﷺ نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں فرما رکھا کہ آپ ﷺ ان لوگوں کو میری موجودگی میں عذاب نہ فرمائیں گے اور ایسی حالت میں بھی عذاب نہ فرمائیں گے کہ وہ لوگ استغفار کرتے رہیں۔ پھر حضور ﷺ نے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ جب کبھی ایسا موقع ہو اور آفتاب یا چاند گرہن ہو جائے تو گھبرا کر نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔ (فضائل الاعمال للشیخ اللکاندھلوی، ص28)

پانچواں واقعہ:

حضور ﷺ ایک مرتبہ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہی آیت تلاوت فرماتے رہے:

ان تعذبھم فانھم عبادك و ان تغفر لھم فانك انت العزیز الحکیم۔

''اے اللہ! اگر تو ان کو سزا دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو زبردست ہے اور حکمت والا ہے''۔ (فضائل اعمال، ص29)

عذاب کے خوف سے حضور ﷺ کا رونا

غزوۂ بدر کے بعد حضور ﷺ نے قیدیوں کے بارے میں مشورہ کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا، یارسول اللہؐ یہ لوگ چچا کے بیٹے اور خاندان کے لوگ اور بھائی ہیں۔ ان سے فدیہ لے کر رہا کر دیا جائے۔ اس فدیہ سے کفار کے مقابلہ میں قوت پیدا ہوگی، ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے اور پھر یہ لوگ ہمارے معاون بن جائیں۔

حضرت عمرؓ نے عرض کیا فلاں شخص کو جو میرا رشتہ دار ہے، میرے حوالہ کر دیجئے تاکہ میں اس کو قتل کروں اور عقیل کو حضرت علیؓ کے حوالہ کر دیں اور فلاں کو حمزہؓ کے حوالہ کر دیں تاکہ ہر شخص اپنے رشتے دار کا سر اُڑا دے اور ہم اللہ تعالیٰ کو بتلا دیں گے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے کوئی نرمی اور الفت نہیں ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں حضور ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کی رائے اختیار کی میری رائے کی طرف توجہ نہ دی اور اہل مکہ سے فدیہ لے لیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ جب دوسرا دن ہوا تو میں حضرت ابوبکرؓ اور حضور ﷺ کی

خدمت میں حاضر ہوا۔ دونوں حضرات رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہؐ! آپ ﷺ کو اور ابوبکرؓ کو کس چیز نے رلایا، مجھے بھی بتائیں اگر مجھے رونا آیا تو میں بھی رونے میں شریک ہو جاؤں گا اور اگر مجھے رونا نہ آیا تو آپ کی وجہ سے بتکلف رونے لگوں گا۔ آپ نے فرمایا، اس چیز کی وجہ سے روتا ہوں، جو تمہارے ساتھیوں پر ان کے فدیہ لینے کی وجہ سے پیش کی گئی تھی، یعنی میرے اوپر تم لوگوں کی عذاب وہی پیش کی گئی تھی۔ جو اس درخت سے بھی زیادہ قریب تھی۔ ایک قریبی درخت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اور یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نزول کی ہیں:

مان کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض، تریدون عرض الدنیا واللہ یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم

ترجمہ: نبی کی شان کے لائق نہیں کہ ان کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیئے جائیں) جب تک زمین میں اچھی طرح (کفار) کی خونریزی نہ کرلیں۔ تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالیٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں) (رواہ مسلم واحمد وابوداؤد والترمذی وابن ابی شیبہ وابوعوانہ وابن جریر وابن مردیۃ و ابونعیم والبیہقی کذا فی الکنز، ج5 ص265۔ کذا فی حیاۃ الصحابہ، ج2 ص42)

حضور ﷺ کا حضرت ابوبکرؓ کی تکلیف پر آنسو بہانا

ابتدا اسلام میں جو شخص اسلام لاتا تو اس کی مخفی رکھتا، لیکن جب مسلمانوں کی تعداد انتالیس ہوگئی تو ابوبکرؓ کے کہنے پر آپ ﷺ نے کھلم کھلا تبلیغ کی اجازت دے دی۔ ایک روز آپ ﷺ سب حضرات کو لے کر مسجد حرام میں تشریف لائے، صدیق اکبرؓ نے خطبہ شروع کیا تو ہر طرف سے کفار و مشرکین مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور حضرت ابوبکرؓ کو اتنا مارا کہ چہرہ خون سے بھر گیا ناک کان لہولہان ہو گئے پہچانے نہ جاتے تھے یہاں تک کہ ابوبکرؓ بے ہوش ہو گئے آپ کے قبیلہ والوں کو خبر ہوئی تو آئے اور اُٹھا کر لے گئے، شام تک بے ہوشی رہی شام کو جب بولنے کی نوبت آئی تو فرمایا حضور ﷺ کا کیا حال ہے؟ اور فرمایا جب

تک میں حضور ﷺ سے نہ مل لوں کچھ نہ کھاؤں گا جب رات چھا گئی تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر دارارقم پہنچی حضرت ابوبکرؓ حضور ﷺ سے لپٹ گئے حضور ﷺ بھی لپٹ کر روئے اور مسلمان بھی رونے لگے۔ پھر ابوبکرؓ کی درخواست پر آپ ﷺ نے ان کی والدہ کو اسلام کی دعوت دی وہ فوراً مسلمان ہو گئیں اور اس روز حضرت حمزہؓ اسلام لائے اور اس سے تین دن بعد حضرت عمرؓ اسلام لائے۔

(فضائل اعمال ص180 کذافی البدایۃ ج3 ص30 کذافی حیاۃ الصحابۃ ج1 ص292)

چچا سے مایوسی پر آپ ﷺ کے آنسو

حضرت عقیلؓ کہتے ہیں کہ میرے والد ابوطالب کے پاس قریش جمع ہو کر آئے اور کہا اے ابوطالب تمہارا برادرزادہ ہمارے میدانوں میں اور ہماری مجلسوں میں آ کر ہمیں وہ باتیں سناتا ہے جن سے ہمیں بڑی تکلیف ہوتی ہے اگر تم سے ہو سکے تو اس کو ہمارے پاس آنے سے روک دو۔

حضرت عقیلؓ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے حضور ﷺ کو بلانے کا کہا تو میں بلا لایا۔ تو ابوطالب نے کہا اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم تم کو خود بھی معلوم ہے کہ میں تمہارا کتنا گرویدہ ہوں؟ تمہاری قوم نے میرے پاس آ کر دعویٰ کیا ہے کہ تم ان لوگوں کے پاس کعبہ میں اور ان کی مجلسوں میں جاتے ہو اور ان کو وہ باتیں سناتے ہو جن سے ان کو تکلیف پہنچی ہے اگر تم مناسب سمجھو تو ان کے پاس جانے سے رُک جاؤ۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ ابو طالب نے حضور ﷺ سے کہا کہ اے میرے بھتیجے تمہاری قوم نے میرے پاس آ کر ایسا ایسا کہا ہے' لہٰذا تم مجھ پر اور اپنے حال پر رحم کھاؤ اور مجھ پر اتنا بار نہ ڈالو جس کے برداشت کی نہ مجھ میں طاقت ہو اور نہ تم میں' لہٰذا قوم کو جو تمہاری باتیں بری لگتی ہیں ان سے رُک جاؤ۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر گمان کیا کہ آپ کے بارے میں ان کے چچا کی رائے بدل گئی ہے اور وہ آپ کو رسوا کرنے والے ہیں اور وہ

آپ کی مدد سے کمزور پڑ گئے ہیں اور وہ آپ کو قوم کے سپرد کر دیں گے۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا اے چچا جان اگر سورج میرے دائیں ہاتھ پر رکھ دیا جائے اور چاند میرے بائیں ہاتھ پر تب بھی میں اس کام کو نہ چھوڑوں گا جب تک اللہ تعالیٰ اس دین کو غلبہ نہ دے دے یا پھر اس کی طلب میں ہلاک ہو جاؤں گا، اس کے بعد حضور ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور آپ رو دیئے اور جب پیٹھ پھیر کر جانے لگے تو ابو طالب نے آپ کی یہ شدت اور دینی تاثر دیکھ کر فرمایا جاؤ تم اپنا کام کرتے رہو اور جو تمہیں پسند ہو کہتے رہو میرے ہوتے ہوئے تمہارا کوئی بال بیکا نہ کر سکے گا۔

(اخرجہ الطبرانی والبیہقی کذافی المجمع ج6 ص14 وکذافی البدایۃ ج3 ص42)

وسعتِ طعام پر حضور ﷺ کا آنسو بہانا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عین دوپہر کو حضرت ابوبکرؓ گھر سے نکل کر مسجد کی طرف چلے حضرت عمرؓ نے دیکھا تو فرمایا اس وقت نکلنے کی کیا ضرورت پیش آئی ابوبکرؓ نے فرمایا شدت بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلا ہوں تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں بھی شدت بھوک کی وجہ سے گھر سے نکلا ہوں دونوں حضرات میں ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک حضور ﷺ گھر سے نکلے اور ان حضرات کے پاس تشریف لے آئے اور فرمایا اس نامناسب وقت میں کیسے؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم' سوائے بھوک کے اور کسی چیز نے ہم کو نہیں نکالا، حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں بھی بھوک کی وجہ سے نکلا ہوں۔ فرمایا آؤ چلیں! یہ تینوں حضرت ابوایوب انصاریؓ کے گھر آئے اور ان کی بیوی نے کہا حضور اور ان کے ساتھیوں کو مرحبا ہو۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ ابوایوب کہاں ہیں؟ انہوں نے یہ بات سن لی اور اپنے باغ سے آئے اور کہا حضور ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو مرحبا ہو پھر عرض کیا حضرت اس وقت تو آپ تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے ٹھیک کہا۔ پھر حضرت ابوایوبؓ باغ میں گئے اور کھجوروں کا ایک خوشہ جس میں سب قسم کی سب کھجوریں تھیں لائے اور پیش کر

دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کیا کیا؟ سب کھجوریں لائے۔ حضرت ابوایوبؓ نے عرض کیا حضرت مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ آپ اس کی پکی، تر اور نیم پکی نوش فرمائیں۔ میں ابھی بکری ذبح کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر بکری ذبح کرنی ہو تو دودھ والی ذبح نہ کرنا۔ حضرت ابوایوبؓ نے سال کا بچہ ذبح کیا اور اپنی بیوی سے کہا تو روٹی پکا حضرت ابو ایوبؓ نے آدھا گوشت پکایا اور آدھا بھونا۔ جب کھانا تیار ہوگیا اور آپ ﷺ کے سامنے رکھا گیا تو آپ ﷺ نے تھوڑا سا گوشت روٹی پر رکھ کر فرمایا اے ابوایوبؓ یہ فاطمہ کو دے آؤ اس نے اس جیسا کھانا مدتوں سے نہیں کھایا حضرت ابوایوبؓ کھانا لے کر تشریف لے گئے جب حضور ﷺ اور ان کے ساتھی کھانا کھا چکے اور پیٹ بھر گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ روٹی اور گوشت اور کھجوریں خشک، تازہ، تر اور نیم پکی ہوئی (ان نعمتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے) کہتے ہوئے آپ ﷺ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یہ وہ نعمتیں ہیں جن کے متعلق تم سے قیامت کے دن سوال کیا جائے گا۔ (طبرانی و ابن حبان کذا فی حیاۃ الصحابۃ ج 2 ص 326)

حضرت سعدؓ کی وفات پر آپ ﷺ کے آنسو

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضرت سعد بن معاذؓ کی وفات ہوگئی تو نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے سبھی اصحاب روئے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ کو جب شدید رنج ہوتا تو آپ ﷺ اپنی ریش مبارک پکڑ لیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ جب حضور ﷺ حضرت سعد بن معاذؓ کی تجہیز و تکفین سے واپس آئے تو آپ ﷺ کے آنسو آپ ﷺ کے ریش مبارک پر ٹپک رہے تھے۔

(الطبرانی و ابن جریر کذا فی الکنز ج 7 ص 42 و کذا فی حیاۃ الصحابۃ ج 2 ص 419)

قبر کو دیکھ کر حضور ﷺ کا آنسو بہانا

قطبہ بن مسلم نے بیان کیا کہ حجاج بن یوسف نے ہم کو خطبہ دیا تو اس میں اس قبر

کا ذکر ہے کہ اور برابر یہ کہتا رہا کہ وہ تنہائی کا گھر ہے، غربت کا گھر ہے۔ یہاں تک کہ خود بھی رویا اور ان لوگوں کو بھی جو اس کے آس پاس تھے رُلایا۔ پھر کہا میں نے امیر المومنین عبدالملک بن مروانؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے مروانؒ سے سنا ہے مروان کہتے تھے حضرت عثمانؓ نے جو خطبہ ہم کو دیا اس میں فرمایا کہ حضور ﷺ نے (جب بھی) قبر کو دیکھا یا اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ رو دیئے۔ (اور آپ ﷺ کے آنسو بہنے لگے)۔

(رواہ ابن عساکر فی الکنز ج 8 ص 109 کذا فی حیاۃ الصحابۃ ج 3 ص 512)

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی تنگ دستی پر آپ ﷺ کا آنسو بہانا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک سردی کی صبح اپنے گھر سے نکلا میں بھوکا تھا مجھے کھانے کی تمنا تھی اور سردی سے میرے پاؤں نہیں جم رہے تھے میں نے ایک کٹی ہوئی کھال جو میرے پاس تھی لے لی اور دو ٹکڑے کر کے اپنی گردن اور سینہ پر لپیٹ لیا تاکہ اس سے گرمائی حاصل کروں اور اللہ کی قسم! میرے گھر میں کوئی چیز ایسی نہیں تھی کہ جس کو میں کھاتا اور اگر حضور ﷺ کے گھر میں ہوتی تو مجھے ضرور ملتی۔ میں مدینہ سے باہر نکلا اور ایک یہودی جو باغ میں تھا اس کی طرف جھانکا۔ اس یہودی نے کہا اے دیہاتی کیا ہے؟ کیا اس اجرت پر کام کرسکتا ہے کہ ایک ڈول پر ایک کھجور لے؟ میں نے کہا ہاں۔ میں نے باغ کا دروازہ کھلوایا۔ اس نے میرے لئے کھول دیا، چنانچہ میں ڈول کھینچتا رہا اور وہ مجھے کھجور دیتا رہا یہاں تک کہ میں نے اپنی مٹھی بھر لی تو میں نے لے کر کہا یہ کافی ہے' چنانچہ میں نے ان کو کھایا پھر پانی پیا اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے پاس مجمع میں بیٹھ گیا اتنے میں ہم لوگوں کے پاس حضرت مصعب بن عمیرؓ اپنی پیوند لگی ہوئی چادر میں آ گئے۔ جب حضور ﷺ نے انہیں دیکھا تو آپ ﷺ کو ان کی وہ نعمتیں اور دولت جس میں وہ پہلے تھے یاد آ گئیں اور ان کی یہ موجودہ حالت دیکھی تو آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور آپ ﷺ خوب روئے۔ پھر فرمایا تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں سے ہر شخص صبح کو ایک جوڑا بدلے گا اور شام کو دوسرا جوڑا بدلے گا اور اپنے گھروں پر اس

طرح پردہ ڈالتے رہو گے جس طرح کہ کعبہ پر غلاف پڑا رہتا ہے؟ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ اس دن ہم لوگ بڑی خیریت کے ساتھ ہوں گے، مشقت سے بچائے جائیں گے، عبادت کرنے کے لئے فارغ ہوں گے، حضور ﷺ نے فرمایا نہیں، نہیں! بلکہ آج تم اس زمانہ سے بہتر ہو۔ (رواہ الترمذی کمافی الکنز ج 3 ص 312 کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2 ص 328)

حضرت عثمانؓ مظعون کی وفات پر حضور ﷺ کا آنسو گرانا

حضرت ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ ایک دن مسجد میں داخل ہوئے ان پر ایک دھاری دار چادر تھی جو جگہ جگہ سے بوسیدہ ہوگئی تھی، جس پر انہوں نے پوستین کے ٹکڑوں کا پیوند لگا لیا تھا اس بات سے حضور ﷺ کو ان پر بڑا ترس آیا اور آپ ﷺ کی وجہ سے آپ کے اصحاب پر بھی رقت طاری ہوگئی۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت عثمانؓ بن مظعون کے پاس ان کی وفات کے بعد تشریف لے گئے' آپ ﷺ ان کی طرف اس طرح جھکے گویا کہ آپ ﷺ کی چشم مبارک پر رونے کا اثر دیکھا، دوبارہ پھر آپ ﷺ ان کی طرف جھکے گویا کہ آپ ان کو کوئی وصیت فرمارہے ہیں۔ پھر آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا۔ لوگوں نے آپ کی چشم مبارک پر رونے کا اثر دیکھا۔ دوبارہ پھر آپ ان کی طرف جھکے اور پھر سر اُٹھایا تو لوگوں نے دیکھا کہ آپ ﷺ رورہے ہیں۔ سہ بار پھر آپ ﷺ ان کی طرف مائل ہوئے اس کے بعد سر مبارک اُٹھایا تو آپ ﷺ کے لئے رونے کی آواز تھی، اب لوگوں نے سمجھ لیا کہ حضرت عثمانؓ کی وفات ہوگئی سب لوگوں نے رونا شروع کردیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے؟ یہ شیطانی اثر ہے تو سب نے استغفار پڑھی اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوسائب! میں تیرے پاس سے جارہا ہوں اور بے شک تو دنیا سے اس طرح رخصت ہوا کہ نہ تو نے دنیا سے کچھ لیا اور نہ دنیا نے تجھ سے کچھ لیا۔ (رواہ ابونعیم والطبرانی کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2 ص 330)

حضور ﷺ کا امت کے فراق میں آنسو بہانا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں اپنی وفات کی خبر ہمارے نبی

کریم ﷺ نے ہمارے حبیب نے ان پر میرا باپ قربان ہو اور میری جان فدا ہو، وفات سے چھ دن قبل دی جب فراق کے دن قریب آ گئے تو ہم اپنی صدیقہ کائنات کے گھر جمع ہوئے حضرت محمد ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور آپ ﷺ کی چشم مبارک آنسوؤں سے بھر گئیں اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے لئے مرحبا ہو تم لوگوں کو اللہ تعالیٰ زندہ رکھے، اللہ تمہاری حفاظت فرمائے، اللہ تعالیٰ تم کو پناہ دے، اللہ تمہاری مدد فرمائے، اللہ تعالیٰ تمہیں بلند دے، اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے، اللہ تعالیٰ تمہیں صحیح سالم رکھے، اللہ تعالیٰ تم کو قبول فرمائے، میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں، میں تمہیں اللہ کے حوالے کرتا ہوں، اور اسے تم پر خلیفہ کرتا ہوں، میں تمہارے لئے کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کے بندوں اور شہروں کے بارے میں زیادتی نہ کرنا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا اجل قریب آ گئی۔ اللہ کی طرف پلٹنا ہے، اور سدرۃ المنتہیٰ کی طرف اور جنت الماویٰ کی طرف، اور رفیق اعلیٰ کی طرف جانا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا آپ کو غسل کون دے گا آپ ﷺ نے فرمایا میرے اہل کے قریب آدمی، ہم نے کہ آپ ﷺ کو کفن کس چیز میں دیں، آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو میں انہیں کپڑوں میں یا یمنی چادروں میں، یا مصر کی سفید چادروں میں، ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا آپ ﷺ کا نماز جنازہ کون پڑھائے گا، یہ کہہ کر ہم رو دیئے اور حضور ﷺ بھی روئے آپ ﷺ نے فرمایا ٹھہرو اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے اور تمہیں تمہارے نبی کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے جب تم لوگ میرے غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھ کو میری چارپائی پر اس گھر میں میری قبر کے سرہانے رکھ دینا سب سے پہلے مجھ پر فرشتے جنازہ کی نماز پڑھیں گے' پھر تم لوگ جماعت در جماعت داخل ہو کر مجھ پر درود وسلام پڑھنا۔ کوئی رونے والی مجھے رونے سے تکلیف نہ دے۔

(رواہ البزار کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 2 ص 378)

ایک چور کے ہاتھ کٹنے پر حضور ﷺ کا آنسو بہانا

ابو مطرف کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کو دیکھا کہ ان کے پاس ایک آدمی لایا گیا اور لوگوں نے کہا کہ اس نے اونٹ چرایا ہے حضرت علیؓ نے اس آدمی سے کہا میرا خیال یہ ہے کہ تو نے نہیں چرایا' اس نے کہا بے شک میں نے چرایا ہے۔ آپ نے فرمایا شاید کہ تجھے اس اونٹ کے بارے میں شبہ ہو گیا ہو اس نے کہا نہیں میں نے تو چرایا ہی ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا اے قنبر! اسے لے جا اور اس کی انگلیاں باندھ دے اور آگ جلا دے اور ہاتھ کاٹنے والے کو بلا لا تا کہ اس کا ہاتھ کاٹے۔ پھر فرمایا میرے آنے کا انتظار کرنا، جب حضرت علیؓ واپس آئے اور اس سے پوچھا کیا تو نے چوری کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، تو اسے چھوڑ دیا لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے اسے کیوں چھوڑ دیا؟ حالانکہ وہ اقرار کر چکا ہے، حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ میں نے اس کو اس کے کہنے سے پکڑا تھا اور اس کو اس کہنے پر چھوڑ دیا۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس نے چوری کی تھی آپ ﷺ نے حکم دیا اس کا ہاتھ کاٹا جائے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ رو دیئے میں نے عرض کیا آپ ﷺ کیوں روتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں کیوں نہ روؤں کہ تم لوگوں کے درمیان میرے اُمتی کا ہاتھ کاٹا جا رہا ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ تو آپ ﷺ نے معاف کیوں نہ کر دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ بدترین بادشاہ ہے جو حدود و معاف کر دے تم آپس میں ہی حدود کی معافی کا کام کر لیا کرو۔ معاملہ مجھ تک نہ لایا کرو۔ (رواہ ابویعلیٰ کمافی الکنز ج3 ص117 کذافی حیاۃ الصحابہ ج2 ص497)

بیٹے کی وفات پر حضور ﷺ کے آنسو

حضرت مکحولؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ پر ٹیک لگائے ہوئے داخل ہوئے اور آپ کے بیٹے حضرت ابراہیمؓ جان دے رہے تھے۔ جب ان کی

وفات ہو گئی تو حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ تو آپ ﷺ سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے عرض کیا۔ اے رسول اللہ! یہی وہ چیز ہے جس سے آپ لوگوں کو منع فرماتے تھے؟ جب مسلمان آپ کو روتا ہوا دیکھیں گے تو روئیں گے۔ جب حضور ﷺ کے آنسو تھمے تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رحم ہے اور جو آدمی رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ میں نے لوگوں کو نوحہ کرنے سے منع کیا ہے اور اس بات سے منع کرتا ہوں کہ آدمی کے اندر جو صفات نہ ہوں انہیں یاد کر کے رویا جائے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اگر قیامت کے دن سب کے جمع ہونے کا وعدہ نہ کیا گیا تو ہم اس پر اس سے بھی زیادہ روتے اور رنج کرتے۔ بے شک ہم اس کی وفات پر رنجیدہ ہیں آنکھ آنسو بہا رہی ہے۔ دل پریشان ہے اور ہم وہ بات نہیں کہتے جس سے ہمارا رب ناراض ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیمؓ کو دیکھا وہ اپنا دم حضور ﷺ کے سامنے توڑ رہے تھے اور حضور ﷺ کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپ نے فرمایا آنکھ آنسو بہا رہی ہے دل رنجیدہ ہے لیکن ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا خدا راضی ہو۔

(رواہ ابن سعد ج1 ص90 کذافی حیاۃ الصحابہ ج2 ص690)

نواسے کی وفات پر حضور ﷺ کا آنسو بہانا

حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ کے پاس آپ ﷺ کی بیٹیوں میں سے ایک نے آپ کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا اور آپ کو اطلاع دی کہ اس کا بچہ مبتلائے موت ہے تو حضور ﷺ نے قاصد سے کہا جا کر ان کو خبر دے دے کہ اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ وہ لے لے اور جو کچھ وہ باقی چھوڑ دے اور ہر چیز کی اس کے پاس میعاد مقرر ہے۔ لہٰذا ان سے کہہ دو کہ صبر کرو اور ثواب کی اُمید رکھو۔ قاصد پھر دوبارہ حضور ﷺ کے پاس لوٹ کر آیا اور عرض کیا کہ صاحبزادی نے آپ کو قسم دی ہے کہ آپ ضرور تشریف لائیں۔ چنانچہ حضور ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کے ساتھ

حضرت زید بن ثابتؓ چلے اور کچھ حضرات بھی چلے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا وہ بچہ حضور ﷺ کے پاس لایا گیا اور اس کی جان مضطرب تھی گویا کہ وہ پرانی مشک ہے یہ دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ تو حضرت سعدؓ نے عرض کیا کہ رسول اللہؐ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ رحم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور بات اسی طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں رحم کھانے والوں پر رحم کرتا ہے۔ (رواہ الترمذی و ابوداؤد و ابن ماجہ ابوعوانہ و ابن حبان و احمد کما فی الکنز ج 8 ص 118 و کذا فی حیاۃ الصحابۃ ج 2 ص 690)

حضور ﷺ کا وعظ و نصیحت فرماتے ہوئے رونا

ایک روایت میں ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکرؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ سے حیا کرو۔ اللہ کی قسم جب میں نے حضور ﷺ سے بیعت کی ہے میں اپنی حاجت کے لئے بھی بغیر سر پر کپڑا ڈالے ہوئے اپنے رب کی حیا کی وجہ سے نہیں نکلا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ منبر پر کھڑے ہوئے اس کے بعد روئے اور فرمایا کہ ہم میں رسول کریم ﷺ جب پہلے سال منبر پر کھڑے ہوئے پھر روئے اور پھر فرمایا اللہ تعالیٰ سے معافی مانگو اور عافیت طلب کرو اس لئے کہ کوئی شخص ایمان کے بعد عافیت سے بہتر کوئی چیز نہیں دیا گیا اور سچ بولنے کو لازم پکڑو' اس لئے کہ سچ بھلائی سے ہے اور یہ دونوں باتیں جنت میں لے جانے والی ہیں اور تم جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ فجور سے ہے اور یہ دونوں چیزیں جہنم میں لے جانے والی ہیں۔ ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔ بغض نہ رکھو، قطع تعلق نہ کرو تم اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو۔ (رواہ ابن حبان والترمذی والنسائی واحمد والحاکم کما فی الکنز ج 1، ص 291 و کذا فی حیاۃ الصحابۃ ج 3 ص 482)

سورج گرہن میں حضور ﷺ کا رونا

حضور ﷺ کے زمانہ میں سورج گرہن ہو گیا صحابہ کرامؓ کو فکر ہوئی کہ اس موقع پر حضور ﷺ کیا عمل کرتے ہیں اس کی تحقیق کی جائے۔ جو حضرات اپنے اپنے کام میں مشغول

تھے چھوڑ کر دوڑے تا کہ دیکھیں کہ حضور ﷺ اس وقت کیا کریں گے۔ حضور ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی جو اتنی لمبی تھی کہ لوگ غش کھا کر گرنے لگے۔ نماز میں حضور ﷺ روتے تھے اور فرماتے تھے۔ اے رب! کیا آپ نے مجھ سے اس کا وعدہ نہیں فرما رکھا کہ آپ ان لوگوں کو میرے موجود ہوتے ہوتے عذاب نہ فرمائیں گے اور ایسی حالت میں بھی عذاب نہ فرمائیں گے کہ وہ لوگ استغفار کرتے رہیں۔ پھر حضور ﷺ نے لوگوں کو نصیحت فرمائی کہ جب کبھی ایسا موقع ہو اور آفتاب یا چاند گرہن ہو جائے تو گھبرا کر نماز کی طرف متوجہ ہو جایا کرو۔ میں جو آخرت کے حالات دیکھتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو ہنسنا کم کر دو اور رونے کی کثرت کر دو۔ جب کبھی ایسی حالت پیش آئے نماز پڑھو اور دُعا مانگو' صدقہ کرو۔

(فضائل اعمال الشیخ محمد زکریا الکاندھلویؒ ص 29)

جہنم کے خوف سے حضور ﷺ کا رونا

اُم المومنین حضرت حفصہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شب کو حضور ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اور آپ کا سر مبارک میرے بازو پر تھا میں آپ کی ریش مبارک کو ہاتھ سے صاف کر رہی تھی اور میرے بھائی حضرت عبداللہ قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف تھے جب آپ نے ان کی آواز سنی تو اُٹھ کر بیٹھ گئے میں اپنا سر آپ ﷺ کی بغل میں رکھ کر لیٹ گئی۔ جب انہوں نے یہ آیت تلاوت کی **کلا انھم عن ربھم یومئذ لمحجوبون** (ترجمہ) وہ لوگ قیامت کے دن اپنے رب کے دیدار سے محروم ہوں گے۔ تو آپ رونے لگے اور مجھ پر آپ کے آنسو گرے۔ میں اٹھی اور آپ کا سر مبارک پکڑ لیا۔ ایک گھڑی کے بعد میں نے پوچھا کیا آپ جنت کے لئے گریاں ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نے پوچھا کیا آپ دوزخ کے خوف سے رو رہے ہیں آپ نے فرمایا **انا مشتاق و بی اشتیاق انا مشتاق و بی اشتیاق** (میں مشتاق ہوں اور مجھ کو سخت اشتیاق ہے) اسی کو آپ بار بار فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسو زمین پر بہنے لگے۔ حدیث میں ہے کہ دنیا میں خوف خدا سے رونے والا قیامت کے دن جنت میں ہنستا ہوا جائے گا۔ آپ سے پوچھا گیا ولی کون

ہے؟ آپ نے فرمایا بیداری کی وجہ سے جن کے چہرہ زرد اور رونے کی وجہ سے آنکھیں ضعیف ہوں اور آپ ﷺ نے فرمایا خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کر کے (رونے) والا قیامت کے دن عرش کے سایہ ہوگا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام اس قدر روئے تھے کہ رخسار مبارک کا گوشت پوست سب آنسوؤں کے ساتھ بہہ گیا تھا۔ (رواہ جلیس الناصحین ص 76)

عذاب قبر کی وجہ سے حضور ﷺ کا رونا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک قبر کی طرف لبیک کہہ کر دوڑے اور قبر کے قریب پہنچ کر (قبلہ رخ ہو کر) سجدہ کیا اور رونے لگے۔ ایک پہر اس طرح گزرا پھر آپ ﷺ نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور خوش ہو کر قبر سے لپٹ گئے اور پھر مسجد کی طرف واپس آئے۔ میں نے سبب پوچھا آپ نے فرمایا اس کو عذاب ہوتا تھا۔ اس نے مجھ سے فریاد کی کہ میرے ہر طرف آگ ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے اس عذاب کا سبب دریافت کیا۔ ارشاد ہوا کہ یہ دنیا میں فحش کہتا تھا۔ پھر میں نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت پر عذاب قبر آسان کر دے۔ فوراً جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر آپ کی امت میں جو کوئی شب جمعہ میں دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور تین مرتبہ اذا زلزلت الارض پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھے گا۔ (جلیس الناصحین ص 192)

حضرت خدیجہؓ کے کفن طلب کرنے پر حضور ﷺ کا آنسو بہانا

مشارق الانوار میں ہے کہ عذاب قبر کی کئی صورتیں ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مردے کا منہ قبلہ کی طرف سے پھیر دیا جائے گا' ایک موقع پر حضرت خدیجہؓ نے حضرت فاطمہ کے ذریعے سے حضرت سرور دو عالم ﷺ سے پوچھوایا کہ میرے مرنے کے بعد آپ مجھ کو اپنے عمامہ یا چادر میں کفن دیں گے؟ آپ یہ سن کر رونے لگے اور ان کے پاس آ کر فرمایا

لو اردت جلدی لا عطینك (اگر تم میری کھال مانگو تو بھی میں دوں گا لیکن اس سے تم کیا فائدہ سمجھتی ہو، انہوں نے عرض کیا تا کہ اس کی برکت سے عذاب قبر مجھ پر نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے دے دی اور کوئی وصیت کرو۔ عرض کیا کہ مجھے قبر میں رکھنے کے بعد آپ ﷺ میرے حال کی کی تفتیش فرما لیں گے؟ ایسا نہ ہو کہ قبلہ کی طرف سے میرا منہ پھیر دیا جائے۔ آپ پھر رونے لگے اور ان کے انتقال کے بعد آپ قبر میں اترے تو دیکھا وہ سیدھی لیٹی ہیں۔ آپ پریشان ہو گئے اور ان کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دیا۔ وہ پھر سیدھی ہو گئیں۔ آپ پھر پریشان ہو گئے اور ان کا منہ قبلہ کی طرف پھیر دیا۔ وہ پھر سیدھی ہو گئیں۔ آپ پریشان ہوئے حکم ہوا اے میرے حبیب ﷺ میں نہیں چاہتا کہ تمہاری بیوی کا چہرہ گرد آلود ہو ان کو یوں ہی رہنے دو تا کہ وہ آرام سے سیدھی سویا کریں آپ خوش ہو گئے۔

(جلیس الناصحین 192)

حضرت حمزہؓ کی شہادت پر آپ ﷺ کے آنسو

اسماء بنت عمیس کہتی ہیں کہ جب حضرت جعفرؓ اور ان کے ساتھی شہید ہو گئے تو حضور ﷺ ہمارے پاس آئے میں آٹا گوندرہی تھی اور اپنے بچوں کو نہلایا اور ان کو تیل لگایا اور ان کو صاف ستھرا کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جعفرؓ کے بچوں کو لاؤ۔ میں لے کر آئی تو آپ ﷺ نے ان کو پیار کیا ان کو گلے لگایا تو حضور ﷺ کے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں کیا جعفرؓ کے بارے میں کوئی خبر آئی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ آج کے دن شہید ہو گئے ہیں۔ (اسد الغابۃ ج 1 ص 289)

حضور ﷺ کا امت کے ریا کی وجہ سے رونا

حضرت شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا مجھے اپنی امت پر بتوں کی پرستش کا خوف نہیں

ہے بلکہ یہ خوف ہے کہ وہ اعمال میں ریا کریں گے۔ (یعنی دکھلاوا) (درۃ الناصحین 294)

قبرستان والوں کے عذاب کی وجہ سے حضور ﷺ کا آنسو بہانا

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ ایک قبرستان سے گزرے تو حضور ﷺ وہاں ٹھہر گئے اور بہت روئے، پھر اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کیوں روئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ثوبان ان لوگوں کو عذاب قبر ہو رہا تھا میری دُعا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کے عذاب کو ہلکا کر دیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے ثوبان اگر یہ لوگ رجب میں ایک دن روزہ رکھتے اور ایک رات عبادت کرتے تو ان کو عذاب نہ ہوتا۔ حضرت ثوبان نے عرض کیا حضرت کیا صرف رجب کا ایک روزہ ایک رات کی عبادت قبر کے عذاب کو دور کر دیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے نبی برحق بنا کر بھیجا جو بھی مرد یا عورت رجب میں ایک دن روزہ رکھے اور ایک رات عبادت کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک سال کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے۔ ایسا سال جس میں ہمیشہ روزہ رکھا ہو اور ہمیشہ رات کو قیام کیا ہو۔

(درۃ الناصحین ج1 ص 112)

عورتوں کی سزا کا منظر دیکھ کر حضور ﷺ کا رونا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں اور فاطمہؓ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کو روتے ہوئے پایا۔ ہم نے عرض کیا آپ کیوں روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں نے معراج کی رات عورتوں کو سخت عذاب میں دیکھا تھا اب وہ منظر یاد آیا تو رونے لگا۔
حضرت علیؓ نے فرمایا حضرت آپ نے دیکھا فرمایا میں نے ایک عورت کو دیکھا وہ بالوں سے لٹکائی گئی تھی اور اس کا دماغ کھول رہا تھا۔

-2 اور ایک کو دیکھا جو لٹکی ہوئی تھی اپنی زبان سے اور اس کے ہاتھ پیچھے کی طرف نکلے ہوئے تھے۔

-3 دیکھا میں نے ایک عورت کو جو لٹکی ہوئی تھی اپنے پستانوں سے اور اس کے ہاتھ پیچھے بندھے ہوئے تھے اور اس کے حلق میں زقوم کے قطرے ٹپکائے جا رہے تھے۔

-4 ایک عورت کو دیکھا جو لٹکی ہوئی تھی اس کے ہاتھ اور پاؤں پیشانی کے قریب باندھے گئے تھے اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط کئے گئے تھے۔

-5 ایک عورت کو دیکھا جو اپنا جسم کھا رہی تھی اور اس کے نیچے آگ جلائی جا رہی تھی۔

-6 اور ایک عورت کو دیکھا کہ اس کے جسم کو آگ کی قینچی سے کاٹا جا رہا تھا۔

-7 ایک عورت سیاہ چہرہ والی تھی اور انتڑیوں کو کھاتی تھی۔

-8 ایک عورت گونگی، اندھی، بہری تھی آگ کے صندوق میں بند تھی اس کا مغز اس کے سر سے نکل رہا تھا اس کی بدبو برص اور جزام والے سے بدتر تھی۔

-9 ایک عورت کا سر خنزیر جیسا تھا اور اس کا جسم گدھے جیسا اس پر ہزار قسم کے عذاب مسلط تھے۔

-10 ایک عورت کتے کی شکل میں تھی بچھو اور سانپ اس کی شرم گاہ یا منہ سے داخل ہوتے تھے اور اس کے پاخانہ کے راستے سے نکلتے تھے اور فرشتے آگ کے گرزوں سے اس کو مارتے تھے۔

یہ سن کر حضرت فاطمہؓ کھڑی ہوئی اور عرض کیا اے میرے ابا میری آنکھوں کی ٹھنڈک ان عورتوں نے کیا عمل کئے تھے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ پہلی عورت مردوں سے اپنے سر کے بالوں کو چھپاتی نہ تھی۔ دوسری عورت زبان سے اپنے خاوند کو ستاتی تھی اور فرمایا جو عورت بھی اپنے خاوند پر زبان درازی کرے گی اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو قیامت کے دن ستر ہاتھ لمبی کر دے گا اور اس کو اس کی گردن کے پیچھے باندھ دے گا۔ تیسری عورت دوسروں کے بچوں کو بغیر اپنے خاوند کی اجازت کے دودھ پلاتی تھی۔ چوتھی عورت اپنے گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر باہر نکل جاتی تھی اور حیض و نفاس کا غسل نہیں کرتی تھی۔

پانچویں عورت دوسروں کے لئے آراستہ پیراستہ ہوتی تھی اور لوگوں کی غیبت کرتی تھی۔ چھٹی عورت اپنے حسن و جمال اور جسم کے حصوں کو دکھاتی پھرا کرتی تھی۔ ساتویں عورت باوجود طاقت کے نہ وضو کرتی نہ نماز پڑھتی اور نہ نہاتی۔ آٹھویں عورت جھوٹ بولا کرتی تھی اور چغل خوری کرتی تھی نویں عورت اپنے خاوند سے بغض رکھتی تھی۔

(درۃ الناصحین ج 1 ص 122)

حضرت معاذؓ بن جبل کے سوال پر حضور ﷺ کا آنسو بہانا

حضرت معاذؓ بن جبل فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آیت **یوم ینفخ فی الصور فتاتون افواجاء** کا کیا مطلب ہے؟ اس سوال کے کرنے پر حضور ﷺ اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے کپڑے تر ہو گئے۔ پھر فرمایا اے معاذؓ! تو نے ایک بہت بڑی چیز کا سوال کیا ہے؟ میری امت حشر کے میدان میں بارہ جماعتوں میں منقسم ہوگی۔

1- ایک جماعت قبروں سے اٹھے گی ان کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں ہوں گے جو اپنے پڑوسیوں کو ستاتے تھے۔

2- دوسری جماعت قبروں سے اُٹھے گی ان کی شکلیں خنزیر جیسی ہوں گی۔ یہ وہ جماعت ہو گی جو نماز میں سستی اور غفلت کیا کرتی تھی۔

3- تیسری جماعت اپنی قبروں سے اس طرح اُٹھے گی کہ پیٹ ان کے پہاڑوں کی طرح ہوں گے ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرتے تھے۔

4- چوتھی جماعت قبروں سے اُٹھے گی ان کے منہ سے خون جاری ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کے عہد و پیمان کے بدلے مال لیا کرتے تھے۔

5- پانچویں جماعت قبروں سے اُٹھے گی ان کے جسم پھولے ہوئے ہوں گے اور ان سے مردار کی بدبو سے سخت بدبو آئے گی۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو لوگوں کے ڈر کی وجہ سے چھپ کر گناہ کرتے تھے اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے تھے۔

6- چھٹی جماعت قبروں سے کٹے ہوئے گلے والی اُٹھے گی۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو جھوٹی گواہی دیتے تھے۔

7- ساتویں جماعت قبروں سے آٹھے گی ان کے منہ میں زبانیں نہ ہوں گی بلکہ خون اور پیپ جاری ہوگی یہ وہ لوگ ہوں گے جو جان بوجھ کر گواہی نہیں دیتے تھے۔

8- آٹھویں جماعت قبروں سے اوندھے منہ اُٹھائی جائے گی یہ وہ لوگ ہوں گے جو زناء کیا کرتے تھے اور بغیر توبہ کے مر گئے۔

9- نویں جماعت قبر سے سیاہ چہرہ اور کیری آنکھوں والی اُٹھے گی ان کے پیٹوں میں آگ بھری ہوئی ہوگی۔ یہ وہ لوگ ہونے جو یتیموں کا مال ظلماً کھا جاتے تھے۔

10- دسویں جماعت قبروں سے برص اور جزامی مرض والی اُٹھے گی۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو والدین کو ناراض کرتے ان کی نافرمانی کرتے ان کو ستاتے تھے۔

11- گیارہویں جماعت قبروں سے اندھی اُٹھائی جائے گی ان کے دانت بیل کے سینگ کی طرح ہوں گے ان کے ہونٹ ان کے سینہ پر لٹکتے ہوئے ہوں گے اور ان کی زبان ان کی رانوں پر لٹکے گی اور ان کے پیٹ سے پاخانہ نکلتا ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو شراب پیتے تھے۔

12- بارہویں جماعت قبروں سے اُٹھے گی ان کے چہرے پر چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہوئے اور پل صراط سے بجلی کی طرح پار ہو جائیں گے۔ یہ لوگ ہوں گے جو نمازوں کا اہتمام کرتے تھے عمل صالح کرتے، گناہوں سے پرہیز کرتے ان کا خاتمہ توبہ پر ہوا۔ ان کا بدلہ جنت ہے اور ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت اور رضامندی ہے۔ (درۃ الناصحین ج 2 ص 50)

انصاری کے بچہ کی وفات پر حضور ﷺ کے آنسو

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک قبیلہ میں تشریف فرما تھے میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ایک انصاری عورت نے آپ کو پیغام بھیجوایا کہ میرا لڑکا قریب المرگ ہے

آپ ﷺ تشریف لے آویں۔ آپ ﷺ اپنے ساتھیوں سمیت تشریف لے آئے اور ان کے لڑکے کو اپنی گود میں لٹایا وہ فوراً مر گیا آپ ﷺ کی آنکھ سے آنسو بہے۔ اس عورت نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے امانت لے لی اور اسی کے لئے ہے جو باقی ہے اور ہر امر کی مدت لکھی ہوتی ہے،۔ اس لئے صبر کروں اور ثواب حاصل کروں اور حضور ﷺ نے فرمایا انسان جنت میں بلند درجہ حاصل کرے گا وہ درجہ نماز سے حاصل ہوتا ہے اور نہ روزے سے نہ حج سے اور نہ عبادت ہے۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا پھر کس چیز سے حاصل ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی مصیبت آئے اس پر صبر کرنے پر۔ (جلیس الناصحین ص 117)

حضرت دحیہؓ کے واقعہ پر حضور ﷺ کا رونا

حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں کہ دحیہ کلبی عرب کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا حضور ﷺ کی خواہش تھی کہ وہ اسلام لے آئیں کیونکہ ان کے ماتحت سات صد گھرانے تھے۔ حضور ﷺ ان کے لئے دُعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ تو دحیہ کو اسلام نصیب فرما جب دحیہ نے اسلام لانے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی حضور ﷺ کو کہ میں نے دحیہ کا دل نور ایمان سے مزین کر دیا ہے وہ آپ ﷺ کے پاس آنے والا ہے۔ جب دحیہ مسجد میں داخل ہوئے تو حضور ﷺ نے اپنی کمر مبارک سے چادر مبارک اتار کر بچھائی اور اشارہ کیا دحیہ کو اس پر بیٹھنے کا جب دحیہ نے یہ تعظیم وتکریم ملاحظہ فرمائی تو (خوشی سے) رو پڑا اور چادر اُٹھا کر چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھی پھر دحیہ نے عرض کیا حضرت اسلام کی شرائط بیان فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینا اسلام کی شرط ہے دحیہ پھر رو پڑا۔ حضور ﷺ نے پوچھا اے دحیہ تیرا یہ رونا اسلام لانے کی خوشی کی وجہ سے ہے یا کسی دوسری وجہ سے ہے؟ دحیہ نے کہا میں نے بڑے بڑے گناہ کئے ہیں کیا وہ معاف ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہے تو میں اپنا تمام مال صدقہ کر دوں۔ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا گناہ ہے؟ دحیہ نے کہا میں اپنی قوم کا سردار تھا مجھے یہ پسند نہیں تھا کہ لوگ کہیں فلاں کا بیٹا دحیہ کا داماد ہے' اس لئے میں نے اپنی ستر بیٹیوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا یہ سن کر

حضور ﷺ حیران رہ گئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اے اللہ کے نبی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ دحیہ سے کہہ دو کہ جب میں نے تیرے اسلام کی وجہ سے تیری ساٹھ سال کا کفر معاف کر دیا پھر آپ کی ستر بیٹیوں کا قتل کیوں نہ معاف کروں گا۔ حضور ﷺ اور آپ کے ساتھی رو پڑے اور فرمایا حضور ﷺ نے اپنے رب تو نے دحیہ کو ایک مرتبہ کلمہ پڑھنے کی وجہ سے بخش دیا اور اس کا جرم کبیر معاف کر دیا۔ پھر کیسے تو بقیہ مومنین کو معاف نہیں کرے گا حالانکہ وہ تو اپنی تمام زندگی اس کلمہ کو پڑھتے رہیں گے۔

(درۃ الناصحین ج 2 ص 14)

سجدہ میں حضور ﷺ کا آنسو بہانا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام شب برات کو میرے پاس آئے اور فرمایا اے محمد! یہ ایسی رات ہے کہ اس میں آسمان کے دروازے اور رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ آپ اُٹھیں اور نماز پڑھیں اور اپنے ہاتھوں اور سر مبارک کو آسمان کی طرف اُٹھائیں (اور دُعا مانگیں) حضور ﷺ نے فرمایا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کیسی رات ہے؟ انہوں نے فرمایا اس میں رحمت کے تین سو دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اللہ سب کو بخش دے گا سوائے اس کے جو شرک کرتا ہو۔

-2 یا جادوگر ہو۔ -3 یا کاہن ہو۔ -4 یا کینہ رکھنے والا ہو۔

-5 یا ہمیشہ شراب کا عادی ہو۔ -6 یا زنا پر اصرار کرنے والا ہو۔

-7 یا سود خور ہو۔ -8 یا والدین کا نافرمان ہو۔ -9 یا چغل خور ہو۔

-10 یا قطع رحمی کرنے والا ہو ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ اس وقت تک معاف نہ کریں گے جب تک یہ پکی سچی توبہ نہ کرلیں اور ان گناہوں کو ترک نہ کر دیں۔

پھر حضور ﷺ نکلے اور نماز پڑھی اور سجدہ میں روتے رہے اور کہتے تھے اے اللہ! میں پناہ پکڑتا ہوں تیرے عذاب سے اور تیری ناراضگی سے اور میں نہیں تعریف

کرسکتا تیری جیسے تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ تیرے ہی لئے ساری تعریفیں ہیں یہاں تک کہ تو راضی ہوجائے۔ (درۃ الناصحین ج2 ص207)

قبر شریف میں حضور ﷺ کا اُمت کے لئے رونا

بعض روایات میں ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے ڈرتا ہے اور اس کی آنکھ سے آنسو بہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان آنسوؤں سے ایک درخت پیدا کرتے ہیں جس کو سعادت کا درخت کہا جاتا ہے۔ جب اس درخت پر خوف اور غم کی ہوا چلتی ہے کہ اس سے واہ محمد کی آواز نکلتی ہے اس آواز کو اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کو ان کی قبر شریف سنوا دیتے ہیں پھر حضور ﷺ قبر میں اپنی امت کے لئے روتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں ان آنسوؤں سے اللہ تعالیٰ ایک درخت پیدا کرتے ہیں جس کو شفاعت کا درخت کہا جاتا ہے۔ جب اس درخت پر نبوت اور رسالت کی ہوا چلتی ہے کہ اس سے آواز نکلی ہے واہ امتاہ اس آواز کو اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں میں پھیلا دیتا ہے جس کو تمام فرشتہ سن لیتے ہیں اور سجدہ میں گر جاتے ہیں اور روتے ہیں اور گریہ زاری کرتے ہیں اور کہتے ہیں واہ امت محمد واہ۔ اللہ تعالیٰ ان کے رونے کو اور ان کی پکار کو سنتے ہیں اور فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ تم کیوں روتے ہو؟ فرشتے کہتے ہیں اے رب تو خوب جانتا ہے ہمارے رونے کو ہمارا رونا اُمت محمد ﷺ کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے فرشتو تم گواہ رہو میں نے اُمت محمد ﷺ کے ہر اس شخص کو بخش دیا جو میرے خوف سے روتا ہے۔ (درۃ الناصحین ج2 ص246)

حشر کے میدان میں حضور ﷺ کا امت کے لئے آنسو بہانا

بعض روایت میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوح محفوظ سے کہے گا میری امانت یعنی قرآن کہاں ہے وہ عرض کرے گی یارب میں نے صحیح سالم اور مکمل طور پر اسرافیل علیہ السلام کے حوالہ کر دی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل سے پوچھیں گے کہاں ہے امانت وہ عرض کرے گا اے رب میں نے میکائیل کے سپرد کر دی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ میکائیل علیہ السلام سے پوچھیں گے وہ عرض کرے گا یارب میں نے حضرت جبرئیل کے حوالہ کر دی تھی۔

پھر اللہ تعالیٰ کہے گا اے جبرئیل کہاں ہے امانت؟ وہ عرض کریں گے اے رب میں نے تیرے محبوب حضرت محمد ﷺ کے حوالہ کر دی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میرے محبوب کو پیار و محبت سے بلا لاؤ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئیں گے اور عرض کریں گے اے محمد ﷺ تشریف لے چلیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے میرے محبوب کیا جبرئیل نے میری امانت تیرے سپرد کی تھی؟ آپ فرمائیں گے ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اے محبوب امانت کو کیا کیا؟ آپ ﷺ فرمائیں گے یارب میں نے اپنی امت کے سپرد کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بلاؤ محمد ﷺ کی امت کو میں ان سے پوچھوں۔ حضور ﷺ عرض کریں اے رب میری اُمت کمزور ہے وہ آپ کے سامنے جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ آپ مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ آدم علیہ السلام کے پاس جاؤں۔ اللہ تعالیٰ اجازت عطا فرمائیں گے۔ حضور ﷺ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور فرمائیں گے اے آدم آپ ابوالبشر ہیں میں ان کا نبی ہوں اگر امت کو کوئی تکلیف پہنچے گی تو ہم دونوں کو غم اور پریشانی ہوگی۔ اس لئے میرے امت کے آدھے گناہ، تو لے لے اور آدھے میں لے لوں تا کہ وہ حساب و کتاب سے بچ جائیں۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں تو اپنے آپ میں مشغول ہوں میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ پھر حضور ﷺ واپس آ کر عرش کے نیچے سجدہ کریں گے اور بہت روئیں گے اور گڑگڑائیں گے اور عرض کریں گے اے رب میں اپنے لئے فاطمہؓ اور حسنؓ کے لئے سوال نہیں کرتا بلکہ اپنی اُمت کے لئے سوال کرتا ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے فرمائیں گے اے محمد ﷺ اپنا سر اُٹھا اور مانگ ہم عطا کریں گے تو سفارش کر ہم سفارش قبول کریں گے اور تیری اُمت کو اتنا عطا کرونگا تو راضی ہو جائے اور اس سے بھی زیادہ دونگا ارشاد باری ہے عنقریب دے گا تیرا رب تجھ کو پس تو خوش ہو جائے گا۔

(درۃ الناصحین ج2 ص105)

شب برأت میں حضور ﷺ کا آنسو بہانا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کے ساتھ سوئی ہوئی تھی جب میری آنکھ کھلی تو میں نے حضور ﷺ کو نہ پایا۔ میں حیران ہوگئی اور میرا خیال یہ تھا کہ حضور ﷺ میری باری

میں شاید دوسری بیویوں کے پاس تشریف لے گئے۔ میں نے آپ ﷺ کو ان کے گھروں میں تلاش کیا لیکن نہ پایا۔ پھر میں حضرت فاطمہؓ کے گھر آئی اور دروازہ کھٹکھٹایا آواز آئی دروازہ پر کون؟ میں نے کہا عائشہؓ! میں اس وقت حضور ﷺ کی تلاش میں آئی ہوں۔ یہ سن کر حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور حضرت فاطمہؓ نکلے تو میں نے کہا حضور کو ہم کہاں تلاش کریں۔ انہوں نے کہا مسجد میں۔ ہم نے مسجد میں تلاش کیا لیکن نہ پایا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا حضور ﷺ بقیع کے قبرستان میں گئے ہوں گے۔ جب ہم قبرستان کے قریب آئے تو ایک قبر کے قریب سے روشنی دکھائی دی یہ دیکھ کر حضرت علیؓ نے فرمایا یہ روشنی حضور ﷺ کی روشنی ہے۔ جب ہم قریب آئے تو دیکھا حضور ﷺ سجدہ میں رو رہے ہیں اور آپ ﷺ کو کسی کے آنے کی خبر نہیں ہوئی اور تضرع فرمارہے ہیں اور سجدہ میں فرمارہے ہیں اے رب اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر ان کو معاف کردے تو تو حکمت والا زبردست ہے۔ جب حضرت فاطمہؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ ﷺ کے سر مبارک کے قریب جا کر چہرہ مبارک کو زمین سے اُٹھایا اور عرض کیا اے میرے ابا کیا کوئی دشمن آنے والا ہے؟ یا کوئی وحی نازل ہوئی ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا اے فاطمہؓ نہ دشمن آنے والا ہے اور نہ وحی نازل ہوئی ہے لیکن یہ رات شب برأت ہے اس لئے میں اللہ تعالیٰ سے مانگ رہا ہوں۔ پھر فرمایا اے عائشہؓ جب قیامت قائم ہوگی تو اس روز بھی سجدہ کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کروں گا اور سفارش کروں گا اگر تم میری رضامندی چاہتے ہو تو سب سجدہ کرو اور دُعا سے میری مدد کرو پس سب نے سجدہ کیا اور روئے صبح صادق تک۔ (درۃ الناصحین ج 2 ص 222)

امت سے جدائی پر حضور ﷺ کا رونا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کا تذکرہ کیا جس نے ہزار مہینے تک دشمن سے لڑائی کی اور ہزار مہینے تک رات کو قیام کیا اور اللہ کے راستہ میں بڑے بڑے مجاہدے کئے۔ یہ سن کر اصحاب رسول روئے اور

عرض کیا یا رسول اللہؐ اس کا تو بہت ثواب ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سورت کے ساتھ نازل کیا اور فرمایا میں نے تجھے اور تیری اُمت کو لیلۃ القدر کی عبادت عطا کی۔ لیلۃ القدر کی عبادت شمعونؒ کی عبادت سے افضل ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ لیلۃ القدر میں دو رکعت نماز اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہزار مہینے لڑنے سے افضل ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب حضور ﷺ کی وفات کا قریب آیا تو اُمت کے فراق میں روئے اور غمگین ہوئے اور فرمایا جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں گا تو میری امت پر سلام کون پہنچائے گا اس پر پریشان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ القدر اتار کر آپ کو تسلی دی تنزل الملئکۃ والروح (الآیۃ) کہ آپ ﷺ کے بعد فرشتے سلام پہنچائیں گے آپ ﷺ پریشان نہ ہوں۔ (درۃ الناصحین ج 2 ص 272)

کفار کے طعنہ پر حضور ﷺ کا مغموم ہونا

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ عاص بن وائل حضور ﷺ کو مسجد حرام کے دروازہ کے پاس ملا۔ بات چیت کی اور پھر کفار کی مجلس میں آیا لوگوں نے پوچھا تو نے کس سے بات چیت کی۔ اس نے کہا ابتر سے۔ لوگوں نے حضور ﷺ کے بیٹے ابراہیمؓ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کا نام ابتر رکھا تھا۔ یہ سن کر حضور ﷺ غمگین ہوئے اور پریشان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تسلی دینے اور کفار کا جواب دینے کے لئے سورۃ الکوثر اتاری اور فرمایا اگر آپ ﷺ کا بیٹا زندہ رہتا ہے تو دو حال سے خالی نہ ہوتا۔ یا تو وہ نبی ہوتا یا نبی نہ ہوتا۔ اگر وہ نبی نہ ہوتا تو آپ ﷺ کے لئے کوئی شرف وافتخار کی بات نہیں تھی اور اگر وہ نبی ہوتا تو آپ ﷺ خاتم النبیین نہ ہوتے۔ میں نے تیرا نام اپنے نام کے ساتھ رکھا ہے حکمت میں اذان میں، اقامت میں، نماز میں، تو ابتر کیسے ہوسکتا ہے تیرے دشمن ہی ابتر ہیں۔

(درۃ الناصحین ج 2 ص 284)

صحابہ کے رونے کی وجہ سے حضور ﷺ کا رونا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت **افمن هذا الحديث تعجبون و تضحكون ولا تبكون** (الآیۃ) ترجمہ: سوکیا (ایسے خوف کی باتیں سن کر بھی) تم لوگ اس کلام (الٰہی) سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور (عذاب کے خوف سے) روتے نہیں ہو۔ نازل ہوئی تو اصحابہ صفہ اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں سے رخسار تر ہو گئے اور آنسو رخساروں پر بہنے لگے۔ جب حضور ﷺ نے ان کو روتے دیکھا تو آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ رو دیئے۔ پھر ہم سب حضور ﷺ کے رونے کی وجہ سے روئے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جہنم میں داخل نہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رویا ہو اور گناہ پر اصرار کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(رواہ البیہقی کمافی الترغیب ج5 ص190 کذافی حیاۃ الصحابہ ج2 ص729)

قرآن سن کر حضور ﷺ کا رونا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کیا میں؟ آپ ﷺ کے سننے کے لئے قرآن پڑھوں؟ حالانکہ آپ ﷺ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں اپنے غیر سے قرآن سنو۔ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں نے سورۃ نساء کی تلاوت کی جب میں اس آیت پر پہنچا **فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد و جاء بك على هولاء شهيد** ترجمہ: اس وقت کیا حال ہوگا جب کہ ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ کو حاضر کریں گے اور آپ ﷺ کو بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے حاضر کریں گے۔ پر پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا بس کافی ہے میں نے جب آپ کی طرف التفات کی تو آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (رواہ البخاری کذافی البدایۃ ج2 ص52 وکذافی حیاۃ الصحابۃ ج2 ص729)

ثابت بن ربیع کی وفات پر حضور ﷺ کا رونا

ابو حبیب کہتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت ثابتؓ بن ربیع کے پاس ان کی مرض

الموت میں تشریف لے گئے۔ وہ موت کی کشمکش میں تھے۔ حضور ﷺ نے آواز دی۔ انہوں نے کہا کوئی جواب نہ دیا یہ کیفیت دیکھ کر حضور ﷺ رو دیئے اور فرمایا اگر یہ سنتا تو ضرور جواب دیتا۔ اس پر جو پسینہ ہے یہ موت کی سختی کی وجہ سے ہے۔ یہ سن کر عورتیں رونے لگیں حضرت اسامہؓ نے ان کو منع کیا حضور ﷺ نے فرمایا رونے دو۔ (کیونکہ یہ رونا بغیر چیخ وپکار کے تھا) (اسد الغابۃ ج1 ص222)

حضور ﷺ کا حضرت خدیجہؓ کی نشانی دیکھ کر آنسو بہانا

دو جہاں کے سردار حضور ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی حضرت زینبؓ نبوت سے دس برس پہلے جب کہ حضور ﷺ کی عمر شریف تیس برس کی تھی پیدا ہوئیں اور خالہ زاد بھائی ابو العاص بن ربیع سے نکاح ہوا۔ ہجرت کے وقت حضور ﷺ کے ساتھ نہ جا سکیں ان کے خاوند بدر کی لڑائی میں کفار کے ساتھ شریک ہوئے اور رقید ہوئے۔ اہل مکہ نے جب اپنے قیدیوں کی رہائی کے لئے ہدیہ ارسال کئے تو حضرت زینبؓ نے بھی اپنے خاوند کی رہائی کے لئے مال روانہ کیا جس میں وہ ہار بھی تھا۔ حضور ﷺ نے اس کو دیکھا تو حضرت خدیجہؓ کی یاد تازہ ہوگئی آبدیدہ ہو گئے آنسو بہنے لگے۔ صحابہ کے مشورہ سے یہ طے پایا کہ ابو العاص کو بلا ہدیہ کے اس شرط پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ واپس جا کر حضرت زینبؓ کو مدینہ طیبہ بھیج دیں۔

(فضائل اعمال ص143)

حضرت زیدؓ کی شہادت پر حضور ﷺ کے آنسو

حضرت اُسامہؓ بن زید فرماتے ہیں کہ جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جب دوسرا روز ہوا میں آپ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے فرمایا مجھے تمہیں دیکھ کر آج بھی وہی رنج ہوا جو تمہیں کل دیکھ کر ہوا تھا۔

(رواہ ابن ابی شیبہ وابن منیع کذافی حیاۃ الصحابۃ ج3 ص292)

حضرت زیدؓ کی بیٹی کے رونے سے حضور ﷺ کا رونا

حضرت خالد بن شمیرؒ فرماتے ہیں کہ جب حضرت زیدؓ بن حارثہ کو شہید کیا گیا تو حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لائے۔ حضرت زیدؓ کی بیٹی حضور ﷺ کو دیکھ کر بلبلا کر روئی۔ تو حضور ﷺ بھی روئے اور یہاں تک کہ آپ ﷺ کی آواز بھی نکل گئی۔ یہ دیکھ کر حضرت سعدؓ بن عبادہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ حبیب کے ساتھ شوق میں رونا ہے۔ (رواہ ابن سعد کذافی حیاۃ الصحابہ ج 3 ص 292)

حضرت علیؓ کے طویل سفر پر حضور ﷺ کے آنسو

حضرت ابو رافع کہتے ہیں کہ ہجرت کی رات حضور ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنا نائب بنایا اور یہ حکم دیا کہ لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ چلے آنا اور تم میرے بستر پر لیٹ جانا کیونکہ جب کفار تجھے بستر پر دیکھیں گے تو ہماری تلاش میں نہیں آئیں گے۔ مشرکین بستر پر حضرت علیؓ کو دیکھ کر یہ گمان کرتے رہے کہ حضور ﷺ ہیں جب صبح ہوئی تو آپ کے بستر حضرت علیؓ کو پایا اور یہ خیال کرتے رہے کہ اگر حضور ﷺ جاتے تو علیؓ بھی ضرور جاتے۔ اسی وجہ سے وہ آپ کی تلاش میں تاخیر کرتے رہے۔ حضرت علیؓ امانتوں سے فارغ ہو کر مدینہ کو روانہ ہوئے دن کو چھپے رہتے رات کو سفر کرتے یہاں تک کہ مدینہ منورہ پہنچ گئے جب حضور ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے حضرت علیؓ کو بلوایا۔ آپ سے کہا گیا وہ چلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو حضور ﷺ خود تشریف لائے اور جب حضرت علیؓ کے سفر اور تھکاوٹ اور پاؤں پر ورم اور خون بہنے کو دیکھا تو بطور شفقت رونے لگے اور لعاب مبارک نکال کر حضرت علیؓ کے دونوں پاؤں پر ملا اور شفا کی دُعا کی۔ پھر کبھی بھی حضرت علیؓ کے پاؤں ان کے شہادت تک خراب نہ ہوئے۔ (اسد الغابۃ ج 4 ص 19)

حضور ﷺ کا اُمت کے لئے رونا

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا قول

جو ابراہیم کے بارے میں ہے تلاوت کیا **انهن اضللن كثيرا من الناس فمن تبعني فانه مني (الآیتہ)** اور عیسیٰ علیہ السلام کا قول **ان تعذبهم فانهم عبادك و ان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيم** (ترجمہ) اے رب بے شک انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا پس جو تابع داری کرے میری وہ مجھ سے ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف کر دے تو تو زبردست حکمت والا ہے۔ پھر حضور ﷺ نے ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا اے اللہ میری اُمت اے اللہ میرے اُمت یہ کہہ کر آپ ﷺ رو دیے۔ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین علیہ السلام سے کہا جا محمد ﷺ سے پوچھ کہ ان کو کس چیز نے رُلایا حالانکہ تیرا رب خوب جانتا ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور پوچھ کر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کو بتلایا حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا اے جبرئیل جا محمد ﷺ سے کہہ دو کہ ہم آپ ﷺ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے اور آپ ﷺ کو رسوا نہ کریں گے۔ (رواہ مسلم کذافی ریاض الصالحین)

قبر سے اُٹھنے کے بعد حضور ﷺ کا امت کے لئے رونا

حضرت ابن عباسؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا تو صور کو بھی پیدا فرمایا اور صور کے گیارہ دائرے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صور حضرت اسرافیل کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ اس کو منہ میں رکھ کر عرش کی طرف کان لگائے حکم ربانی کے منتظر کھڑے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ صور کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ بیل کے سینگ کی طرح ایک بہت بڑا سینگ ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اس کا ہر دائرہ زمین و آسمان کے برابر چوڑا ہے۔ صور تین دفعہ پھونکا جائے گا ایک مرتبہ گھبراہٹ اور خوف کے لئے ایک مرتبہ موت بے ہوشی کے لئے ایک مرتبہ موت کے بعد اُٹھائے جانے کے لئے!

جب اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو حکم کرے گا پہلی مرتبہ صور پھونکنے کا اور وہ پھونکیں گے تو زمین و آسمان کی تمام چیزیں ڈر جائیں گی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی

اور حاملہ حمل گرادیں گی۔ اس خوف سے بچے، بوڑھے ہو جائیں گے۔ پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سب مر جائیں گے مگر چار مقرب فرشتے اور حملۃ العرش باقی رہ جائیں گے' پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا میری مخلوق میں سے کوئی باقی ہے؟ وہ عرض کرے گا بندہ ضعیف باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کیا تو نے میرا قول نہیں سنا کہ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے؟ پھر ملک الموت جنت اور جہنم کے درمیان آئیں گے تاکہ وہ اپنی روح قبض کرے اور جب وہ اپنی روح نکالیں گے تو اس قدر سخت چلائیں گے کہ اگر مخلوق زندہ ہوتی تو اس آواز سے سب مر جاتی۔ اس وقت کہیں گے اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ شدت موت کی اس قدر ہے تو میں مومنین کی ارواح کو نرمی اور سہولت سے نکالتا' پھر ملک الموت مر جائیں گے۔ چالیس سال تک زمین خراب اور ویران پڑی رہے گی۔

پھر اللہ تعالیٰ دنیا سے مخاطب ہوں گے۔ **ایتھا الدنیا الدنیۃ** اے کمینی دنیا **این الجبارۃ این الذین یا کلون رزقی و یعبدون غیری** تیرے بادشاہ کہاں ہیں کہاں ہیں تیرے چاہنے والے کہاں ہیں ظالم اور متکبر اور سرکش اور نافرمان وہ لوگ جو رزق میرا کھاتے تھے اور عبادت دوسروں کی کرتے تھے۔ پھر فرمائیں گے آج کس کی بادشاہت ہے؟ کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ خود ہی جواب دیں گے آج ملک خالص ایک اللہ کے لئے ہے جو قہار اور جبار ہے کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ریح عقیم جو قوم عاد پر بھیجی تھی خزانہ غیب سے سوئی کے سوراخ کے برابر کھولیں گے جو سب پہاڑوں اور ٹیلوں کو برابر کردیں گی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **لا تریٰ فیھا عوجا ولا امتا** کا یہی مطلب ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش اتارے گا جو مسلسل چالیس روز تک برستی رہے گی۔ پھر مخلوقات کے جسم اگیں گے جیسے گھاس اُگتی ہے پھر تمام مکمل ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ حملۃ العرش کو زندہ کرے گا پھر جبرئیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام اور اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرے گا' پھر اللہ تعالیٰ رضوان جنت کو حکم دے گا کہ ان کو براق اور تاج، عزت کے پوشاک دے۔ یہ لے کر فرشتے زمین و آسمان کے درمیان کھڑے ہوں گے۔ جبرئیل علیہ السلام زمین سے مخاطب ہوں گے اے زمین محمد ﷺ کی قبر کہاں ہے؟ زمین کہے گی قسم

اس ذات کی جس نے تجھے بھیجا ہے اللہ تعالیٰ نے میرے اوپر سخت ہوا چلائی تھی اس نے مجھے ریزہ ریزہ کر دیا اس لئے میں نہیں جانتی کہ محمد ﷺ کی قبر کہاں ہے۔ پھر ایک نور کا ستون حضور ﷺ کی قبر مبارک سے آسمان کی طرف بلند ہوگا۔ جس سے جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کی قبر مبارک پہچان لیں گے۔ پھر جبرئیل علیہ السلام قبر شریف کی طرف جائیں گے قبر شریف حرکت کرے گی اور پھٹنے لگے گی جس سے حضور ﷺ کھڑے ہوں گے اپنے سر سے مٹی جھاڑیں گے اور اپنے دائیں بائیں دیکھیں گے آپ کو کوئی چیز نظر نہیں آئے گی صرف چار مشہور فرشتے نظر آئیں گے۔ آپ ﷺ فرمائیں گے اے جبرئیل علیہ السلام یہ کون سا دن ہے؟ وہ عرض کریں گے یہ حسرت ندامت افسوس اور قیامت کا دن ہے اور آپ کی شفاعت کا دن ہے۔ پھر آپ ﷺ پوچھیں گے اے جبرئیل علیہ السلام میری امت کہاں ہے؟ شاید کہ تم اس کو جہنم کے کنارے چھوڑ کر مجھے اطلاع دینے آئے ہو۔ وہ عرض کریں گے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو اپنی نبی برحق بنا کر بھیجا ہے ابھی تک کسی کی قبر نہیں پھٹی۔ پھر آپ ﷺ تاج سر پر رکھ کر لباس پہن کر براق پر سوار ہو کر پوچھیں گے اے جبرئیل میرے اصحاب ؓ کہاں گئے' یعنی ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم یہ فوراً حکم خداوندی سے زندہ ہو جائیں گے۔ پھر حضور ﷺ روتے ہوئے سجدہ میں گر جائیں گے اور امتی امتی پکاریں گے۔ یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام پھونکنے کا حکم دیں گے وہ صور پھونکیں گے جس سے سب لوگ زندہ ہو جائیں گے ارشاد رب تعالیٰ ہے **ثم نفخ فیہ اخری فاذاھم قیام ینظرون** (درۃ الناصحین ج2 ص47)

ایک تہائی اُمت کے بخشے جانے پر حضور ﷺ کا رونا

حضرت ابونصیر بن سعید ؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کی تیرھویں رات ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اے محمد! اُٹھ یہ تہجد کا وقت ہے اپنی اُمت کے لئے مانگ' چنانچہ حضور ﷺ نے ویسا ہی کیا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام صبح صادق کے وقت خوشخبری لے کر آئے اور عرض کیا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے تیری اُمت کے لئے ایک ثلث' یعنی تہائی کو بخش دیا یہ سن کر حضور ﷺ رونے لگے اور فرمایا اے جبرئیل علیہ

السلام مجھے باقی دو تہائی کی خبر دے ان کا کیا ہوا۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا مجھے خبر نہیں۔ پھر جب دوسری رات ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اے محمد اُٹھ اور اُمت کے لئے مانگ حضور ﷺ نے ویسے ہی کیا پھر صبح جبرئیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت کے لئے دو تہائی کو بخش دیا۔ یہ سن کر حضور ﷺ رونے لگے اور فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام باقی ایک تہائی کی خبر دے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا مجھے اس کی کوئی خبر نہیں۔ پھر جب شب برأت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا اے محمد ﷺ خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ساری اُمت کو بخش دیا بشرطیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذات وصفات میں شرک نہ کرتے ہوں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اے محمد ﷺ اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھائیں اور دیکھیں کیا دکھائی دیتا ہے جب آپ نے نظر فرمائی تو تمام آسمانوں کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور تمام فرشتے پہلے آسمان سے لے کر عرش تک سجدہ میں اُمت محمد ﷺ کے لئے بخشش کی دُعائیں کر رہے تھے اور ہر دروازہ پر ایک فرشتہ اعلان کر رہا تھا پہلے دروازے پر ایک فرشتہ کہتا تھا خوشخبری ہو اس کے لئے جس نے اس رات میں رکوع کیا ہو۔ دوسرے پر خوشخبری ہو ان کے لئے جنہوں نے اس رات میں سجدہ کیا ہو۔ تیسرے پر خوشخبری ہو ان کے لئے جنہوں نے اس رات کو ذکر کیا ہو۔ چوتھے پر خوشخبری ہو ان کو جس نے اس رات میں اپنے رب سے دُعا مانگی ہو۔ پانچویں پر خوشخبری ہو ان کے لئے جو اس رات خوف خدا سے رویا ہو۔ چھٹے پر خوشخبری ہو ان کے لئے جس نے رات میں بھلائی اور خیر والا عمل ہو۔ ساتویں پر خوشخبری ہو جس نے اس رات میں تلاوت کلام اللہ کی ہو۔ پھر یہی فرشتہ اعلان کرتا ہے کوئی مانگنے والا جس کو عطا کریں؟ ہے کوئی دُعا کرنے والا کہ اس کی دُعا قبول کی جائے' ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔ (درۃ الناصحین ج 2 ص 227)

ایک بد بخت کی بات سن کر حضور ﷺ کا رنجیدہ ہونا

محمد بن عبداللہ ابن کثیر ابن رومان اور ابن ابی بکر سے روایت کرتے ہیں کہ عکاظ کے میلہ میں حضور ﷺ بنی کندہ کے خیموں کے پاس تشریف لے گئے عرب کے کسی قبیلہ نے

ایسا نرم برتاؤ نہ کیا تھا' جیسا انہوں نے کیا۔ حضور ﷺ نے ان کی ہمدردی اور خندہ پیشانی دیکھ کر ان کو دعوت دینا شروع کی اور فرمایا میں تم کو اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تم میری بھی اس طرح حفاظت کرو جس طرح تم اپنی حفاظت کرتے ہو۔ پس اگر میں غالب ہو گیا تو تمہیں پورا اختیار ہو گا میری طرف سے کوئی جبر نہ ہو گا قوم کی اکثریت نے جواب دیا کہ آپ کی بات تو بہت اچھی ہے لیکن ہم اس کی عبادت کریں گے جس کی ہمارے باپ دادا کرتے رہے۔ قوم میں سے ایک کم عمر جوان نے کہا اے قوم اس سے قبل کہ اور لوگ اس کی (یعنی حضور ﷺ) اتباع کر لیں تمہیں لوگ ایمان لانے میں پہل کر لو اللہ کی قسم سارے اہل کتاب یہ کہہ رہے ہیں کہ حرم سے ایک نبی ظاہر ہو گا اور اس کے ظہور کا وقت قریب آ گیا ہے۔ اس مجمع میں ایک کانا شخص تھا اس نے کہا میری بھی سنو۔ اس کے خاندان نے اس سے بائیکاٹ کر دیا ہے اور تم اس کی پشت پناہی کر کے تمام عرب سے لڑائی مول لینا چاہتے ہو ایسا نہ کرو یہ مناسب نہیں۔ یہ سن کر آپ ﷺ رنجیدہ و پریشان ہو کر واپس تشریف لے آئے۔ (اخرجہ ابو نعیم کذا فی حیاۃ الصحابۃ ج 1 ص 90)

کفار کی تکالیف سے حضور ﷺ کا رنجیدہ ہونا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مسجد حرام میں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو جہل، ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ، اور شیبہ اور عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف اور دو شخص اور یہ سات حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپ ﷺ نے لمبا سجدہ کیا ابو جہل نے کہا تم میں سے وہ کون ہے جو فلاں قبیلہ کے اونٹ کی اوجھ مع لید لے آئے جب محمد ﷺ سجدہ میں جائیں گے ہم ان کے کاندھے پر ڈال دیں گے ان میں بد بخت عقبہ بن ابی معیط اُٹھا اور لید بھری اوجڑی لا کر آپ ﷺ کے کندھوں پر ڈال دی اور آپ ﷺ سجدہ میں تھے حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں وہاں کھڑا تھا مجھے بولنے کی مجال نہ تھی۔ میں وہاں سے کھسک گیا۔ فاطمہؓ بنت رسول ﷺ نے جب یہ سنا تو آپ ﷺ کے پاس آئیں اور اوجھڑی آپ ﷺ کے کاندھے سے اتاری اور قریش کو برا بھلا کہا لیکن کسی نے کوئی جواب نہ

دیا۔ آپ ﷺ نے اطمینان سے نماز پوری کی اور تین مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمائے اے اللہ تو قریش کو گرفت میں لے لے اے اللہ عقبہ، عتبہ، ابو جہل کو۔ شیبہ کو پکڑ میں لے لے۔"

پھر آپ ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے سامنے سے ابو البختری سے آمنا سامنا ہو گیا اس نے آپ ﷺ کا رنجیدہ اداس چہرہ دیکھا تو کہا تمہیں کیا واقعہ پیش آیا اس کے اصرار پر آپ ﷺ نے اس کو بتلا دیا۔ اس نے کہا میرے ساتھ چل دونوں مسجد میں داخل ہوئے۔ ابو البختری نے کہا اے ابوالحکم کیا تو نے اوجھری ڈالنے کا کہا تھا اس نے کہا ہاں، ابو البختری نے کوڑا اُٹھایا اور ابو جہل کے سر پر مارا لوگوں کی آپس میں ہاتھا پائی ہوئی ابو جہل چلایا تم لوگوں کا ناس ہو جائے یہ تو پہلے ہی چاہتا ہے کہ ہمارے درمیان پھوٹ ڈلوا دے تا کہ اس کے ساتھی آرام سے رہیں۔ (رواہ البزار والطبرانی کذافی حیاۃ الصحابۃ ج 1 ص 284)

کفار کے طعن و تشنیع پر حضور ﷺ کا رنجیدہ و پریشان ہونا

حضرت عروہ بن زبیر نے عبداللہ بن عمرؓ سے پوچھا کہ قریش رسول کریم ﷺ کے ساتھ جس طرح عداوت برتتے تھے تم نے ان میں سے کون سی تکلیف سب میں بڑی دیکھی؟ جو انہوں نے عداوت کے سلسلہ میں آپ ﷺ کو پہنچائی۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں قریش کے ساتھ موجود تھا اور ان کے تمام بڑے بڑے لوگ حطیم میں جمع تھے۔ آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے تو اس آدمی (ﷺ) کی جانب سے بہت کچھ صبر برداشت کیا ایسا صبر کبھی برداشت کرنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ اس نے ہماری عقلوں کو حماقت کی طرف منسوب کیا۔ ہمارے باپ دادوں کو برا بھلا کہا ہم لوگوں کے دین پر عیب لگایا۔ ہماری جماعت منتشر کر دی۔ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہا ہم لوگوں نے بہت کچھ صبر کیا اور بڑی سے بڑی بات سہی اور اسی طرح کی اور کئی باتیں کہیں ان لوگوں میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ سامنے سے رسول کریم ﷺ تشریف لاتے ہوئے دکھائی دیئے۔

آپ ﷺ برابر چلتے رہے یہاں تک کہ رکن کے سامنے آ گئے اور بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے جب ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ ﷺ کی طرف بعض باتوں کا جو

آپ ﷺ فرماتے تھے تذکرہ کرتے ہوئے طعنے دیتے ہوئے اشارہ کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ جس کا اثر چہرۂ مبارک پر میں نے دیکھا۔ پھر بھی آپ ﷺ چلے گئے۔ دوسرے پھیرے میں جب ان پر گزرے، پھر انہوں نے وہی طعن و تشنیع کی باتیں کیں ان باتوں کا اثر بھی میں نے چہرہ مبارک پر محسوس کیا لیکن آپ ﷺ چلے گئے جب تیسری مرتبہ آپ ان پر گزرے اور ان لوگوں نے وہی طعن و تشنیع کی تو آپ نے فرمایا کہ اے جماعت قریش تم سنو گے قسم اس ذات کی کہ محمد ﷺ کی جان اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ بے شک میں تو تم لوگوں کے ذبح کرنے کے لئے آیا ہوں اس کلمہ کی ہیبت ساری قوم پر چھا گئی اور کوئی ان میں سے ایسا نہ رہا کہ جو اس طرح خاموش نہ ہو کہ جیسے اس کے سر پر پرندہ ہو۔ (کہ بولنے سے اُڑ جائے گا) اور ان کی ہیبت کا یہ عالم ہوا کہ ان کا بڑے سے بڑا بہادر آپ کی طرف متوجہ ہوا تا کہ آپ کو مطمئن اور نرم کرے اور اب میٹھی اور چکنی چپڑی باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اے ابوالقاسم! تشریف لے جائیں۔ جائیے بھلائی اور برکت کے ساتھ اللہ کی قسم آپ پہلے تو ایسی سخت باتیں نہ کرتے تھے۔ چنانچہ ﷺ واپس تشریف لے آئے۔ (رواہ احمد والبیہقی کذافی حیاۃ الصحابۃ جن 1 ص 282)

عبدالمطلب کے جنازہ پر حضور ﷺ کے آنسو

حضور ﷺ کی والدہ ماجدہ کے انتقال کے بعد عبدالمطلب نے حضور ﷺ کو اپنے دامن تربیت میں لیا اور ہمیشہ اپنے ساتھ آپ کو رکھتے تھے۔

عبدالمطلب نے بیاسی برس کی عمر میں وفات پائی اور حجون میں مدفون ہوئے۔

جس وقت عبدالمطلب کا جنازہ اُٹھا تو حضور ﷺ بھی ساتھ تھے اور فرط محبت سے روتے جاتے عبدالمطلب نے مرنے کے وقت اپنے بیٹے ابو طالب کو حضور ﷺ کی تربیت سپرد کی۔

ابو طالب نے اس فرض کو جس خوبی سے ادا کیا اس کی تفصیل کتب سیرت میں درج ہے (سیرۃ النبی شبلی نعمانیؒ) ام ایمنؓ کہتی ہیں کہ جس وقت عبدالمطلب کا جنازہ اُٹھا تو آپ کو دیکھا کہ جنازے کے پیچھے روتے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو

عبدالمطلب کا مرنا یاد ہے۔ آپ نے فرمایا میری اس وقت آٹھ سال کی تھی۔

(طبقات ابن سعد ج 1 ص 74 دلائل ابی نعیم ج 1 ص 51 کذافی سیرۃ المصطفیٰ ج 1 ص 87)

ابو طالب کی موت پر حضور ﷺ کا رونا

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے جب رسول کریم ﷺ کو ابو طالب کے انتقال کی خبر دی تو حضور ﷺ رونے لگے اور پھر فرمایا جا اسے غسل دے اور کفن دے اور دفن کردے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرے اس پر رحم کرے۔

حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے یہ تمام کام کئے اور حضور ﷺ کئی دن تک ابو طالب کے لئے استغفار کرتے رہے اور پھر گھر سے نہ نکلے۔ یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ ما کان للنبی والذین امنو ان یستغفرو للمشرکین ترجمہ: نبی علیہ السلام اور ان کے ساتھ جو ایمان والے ہیں ان کو مشرکین کے لئے استغفار نہ کرنا چاہیے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ جب ابو طالب کا انتقال ہو گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تجھے بخش دے تجھ پر رحم کرے جب تک بارہ گاہ الٰہی سے ممانعت نہ ہوگی میں تیرے لئے دُعا مغفرت کرتا رہوں گا۔ اس ارشاد سے تمام مسلمانوں نے اپنے فوت شدہ عزیز واقارب کے لئے دُعا شروع کردی۔ اس پر یہ آیت ما کان للنبی (الآیۃ) نازل ہوئی۔ (طبقات ابن سعد ج 1 ص 173)

بیئر معونہ کے حادثہ پر حضور ﷺ کا غمگین اور پریشان ہونا

بیئر معونہ ایک مشہور لڑائی ہے جس میں ستر صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت پوری کی پوری شہید ہوئی جن کو قراء کہتے ہیں' اس لئے کہ سب حضرات قرآن مجید کے حفاظ تھے اور سوائے چند مہاجرین کے اکثر انصار تھے حضور ﷺ کو ان کے ساتھ بڑی محبت تھی اور وہ دن کو حضور ﷺ کی بیبیوں کے گھروں کی ضروریات لکڑی پانی وغیرہ پہنچایا کرتے تھے۔ اس

مقبول جماعت کو نجد کا رہنے والا قوم بنی عامر کو ایک شخص جس کا نام عامر بن مالک اور کنیت ابو براء تھی اپنے ساتھ اپنی پناہ میں تبلیغ اور وعظ کے نام سے لے گیا تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد بھی فرمایا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ میرے اصحابہ کو مضر نہ پہنچے مگر اس شخص نے بہت زیادہ اطمینان دلایا۔ آپ ﷺ نے ان ستر صحابہ کو ہمراہ کردیا ایک والہ نامہ عامر بن طفیل کے نام جو بنی عامر کا رئیس تھا تحریر فرمایا جس میں اسلام کی دعوت تھی۔

یہ حضرات مدینہ سے رخصت ہو کر بیئر معونہ پہنچے تو ٹھہر گئے اور دو ساتھی ایک حضرت عمر بن امیہ دوسرے حضرت حرامؓ اپنے ساتھ دو حضرات کو ساتھیوں میں سے لے کر عامر بن طفیل کے پاس حضور ﷺ کا والہ نامہ دینے کے لئے تشریف لے گئے۔ قریب پہنچ کر حضرت حرامؓ نے اپنے دونوں ساتھیوں سے فرمایا کہ تم یہیں ٹھہر جاؤ میں آگے جاتا ہوں۔ اگر میرے ساتھ کوئی دغا نہ کی گئی تو تم بھی چلے آنا۔ ورنہ یہیں سے واپس ہو جانا کہ تین کے مارے جانے سے ایک کا مارا جانا بہتر ہے۔ عامر بن طفیل اس عامر بن مالک کا بھتیجا تھا جو ان صحابہؓ کو اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس کو اسلام سے اور مسلمانوں سے خاص عداوت تھی۔

حضرت حرامؓ نے والہ نامہ دیا تو اس نے غصہ میں پڑھا بھی نہیں بلکہ حضرت حرامؓ کے ایک ایسا نیزہ مارا جو پار نکل گیا۔ حضرت حرامؓ فزت و ربك الكعبة (رب کعبہ کی قسم میں تو کامیاب ہو گیا) کہہ کر جان بحق ہوئے۔ اس نے نہ اس کی پروا کی کہ قاصد کو مارنا کسی قوم کے نزدیک بھی جائز نہیں اور نہ اس کا لحاظ کیا کہ میرا چچا ان حضرات کو اپنی پناہ میں لایا ہے ان کو شہید کرنے کے بعد اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور اس پر آمادہ کیا کہ ان مسلمانوں میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑو لیکن ان لوگوں نے ابو براء کی پناہ کی وجہ سے تردد کیا تو اس نے آس پاس کے اور لوگوں کو جمع کیا اور بہت بڑی جماعت کے ساتھ ان ستر صحابہؓ کا مقابلہ کیا یہ حضرات آخر کہاں تک مقابلہ کرتے اور چاروں طرف سے کفار میں گھرے ہوئے تھے۔ بجز ایک کعب بن زیدؓ کے جن میں کچھ زندگی کی رمق باقی تھی اور کفار کے ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ گئے تھے باقی سب شہید ہو گئے۔ حضرت منذرؓ اور عمرؓ جو اونٹ چرانے لگے ہوئے تھے انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا تو مردار خود جانور اڑ رہے تھے دونوں حضرات یہ کہہ

کرلوٹے کہ ضرور کوئی حادثہ پیش آیا۔ یہاں آکر دیکھا تو اپنے ساتھیوں کوشہید پایا اور سواروں کوخون کی بھری ہوئی تلواریں لئے ہوئے ان کے گرد چکر لگاتے دیکھا۔ یہ حالت دیکھ کر حضرات ٹھٹکے اور باہم مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے۔ عمر بنؓ اُمیہ نے کہا کہ چلو واپس چل کر حضور ﷺ کو اطلاع دیں مگر حضرت منذرؓ نے جواب دیا خبر تو ہو ہی جائے گی میرا تو دل نہیں مانتا کہ شہادت کو چھوڑ دوں اور اس جگہ سے چلا جاؤں جہاں ہمارے دوست پڑے سو رہے ہیں۔ آگے بڑھو اور ساتھیوں سے جاملو۔ چنانچہ دونوں آگے بڑھے اور میدان میں کود گئے۔ حضرت منذرؓ شہید ہوئے اور حضرت عمر بن امیہ گرفتار ہوئے۔ جس قدر رنج اور صدمہ حضور ﷺ کو اس واقعہ پر ہوا کبھی نہ ہوا۔ (ابن سعد ج 1 ص 253)

جنگ بدر کے موقع پر حضور ﷺ کا رونا

میدان بدر اسلام کا پہلا معرکہ ہے جس میں حق کو اللہ تعالی نے غالب کیا اور باطل مغلوب اور ذلیل ہوا۔ اس غزوہ میں صحابہ کرامؓ کی تعداد 313 تھی اور اسلحہ نہ ہونے کے برابر تھا اور کفار کی تعداد ہزار کے قریب تھی۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بدر کے دن حضرت مقدادؓ کے علاوہ کوئی بھی گھوڑ سوار نہ تھا۔ فرماتے ہیں ہم میں سے ہر شخص کچھ نہ کچھ سویا لیکن حضور ﷺ اس رات نہ سوئے ایک درخت کے نیچے ساری رات نماز پڑھتے رہے اور روتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔

(رواہ ابن خزیمہ کذافی الترغیب ج 4 ص 232)

حضور ﷺ کا خطبہ دیتے ہوئے رونا

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا گزر ایک قوم پر ہوا وہ ہنس رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ہنستے ہو حالانکہ جنت اور دوزخ کا ذکر تمہارے سامنے ہے۔ حضرت زبیرؓ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے موت تک کسی کو ہنستے نہیں دیکھا، حضرت ابن عمرؓ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا دو بڑی اہم چیزوں کو نہ بھولنا۔

-1 جنت -2 جہنم

پھر آپ ﷺ رونے لگے یہاں تک کہ آنسو سے آپ ﷺ کی داڑھی مبارک تر ہوگئی۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم ان امور کو جان لو جن کو میں جانتا ہوں تو تم جنگلوں کو نکل جاؤ اور اپنے سروں پر مٹی ڈالو۔

(رواہ البزار ابویعلی کذافی الترغیب ج 4 ص 457)

حضور ﷺ کا جہنم کے حالات سن کر رونا

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک دن ایسے وقت میں تشریف لائے حالانکہ وہ اس وقت نہ آیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام آج آپ کا رنگ کیوں بدلا ہوا ہے؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا میں اس وقت آیا ہوں جب اللہ تعالی نے جہنم بھڑکانے کا حکم دے دیا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام جہنم اور اس کی آگ کی کیفیت بیان کرو۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے حکم دیا ہے آگ کو جلنے کا اس میں ہزار سال تک آگ جلائی گئی یہاں تک کہ وہ سفید ہوگئی پھر ہزار سال تک جلائی گئی۔ یہاں تک کہ وہ سرخ ہوگئی۔ پھر ایک ہزار سال تک جلائی گئی یہاں تک سیاہ ہوگئی کہ پس اب ساری جہنم سخت سیاہ ہے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا اگر جہنم سے سوئی کے سوراخ برابر کھول دیا جائے تو زمین و آسمان کی تمام مخلوق اس کی شدت حرارت کی وجہ سے مرجائے۔

اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو برحق بنایا اگر جہنم کے داروغوں میں سے کوئی ایک داروغہ دنیا میں ظاہر ہو جائے تو سارے اہل زمین اس کی بدشکلی اور بدبو کی وجہ سے مرجائیں۔

اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو رسول برحق بنایا اگر جہنم کی زنجیر کا ایک کڑہ (جس کو اللہ تعالی نے قرآن میں ذکر کیا ہے) اگر دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے

تو سب ریزہ ریزہ ہو جائیں اوران کو رکھنے کی کوئی جگہ نہ ملے یہاں تک کہ وہ گرتے گرتے زمین کی انتہا کو پہنچ جائیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل! بس کر میرے دل کو نہ پھاڑ ورنہ میں مرجاؤں گا۔ یہ کہہ کر حضور ﷺ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو جبرئیل علیہ السلام رورہے تھے۔آپ نے فرمایا اے جبرئیل تو روتا ہے حالانکہ تیرے رب کے پاس تیرا مقام بلند ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا میں کیوں نہ روؤں نہ معلوم اللہ کے علم میں میرا کوئی دوسرا درجہ ہو، یہ کہ اللہ تعالی مجھے مبتلا کر دے جس طرح شیطان کو مبتلا کیا تھا یا جس طرح ہاروت اور ماروت کو مبتلا کیا تھا۔

یہ سن کر حضور ﷺ رو پڑے اور جبرئیل علیہ السلام بھی رو پڑے دونوں روتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالی کی طرف سے ندا آئی اے جبرئیل اے محمد! ہم نے تم دونوں کو امن دیا اور نافرمانی سے محفوظ کیا ہے۔

(رواہ الطبرانی کذافی الترغیب ج4 ص460)

رسول کریم ﷺ کی

سیرت پر ایک جھلک

مؤلف

حضرت مولانا عبدالغنی طارق صاحب

استاذ حدیث ومدیر جامعہ حمیر اللبنات

رحیم یار خان

طیب پبلشرز

33۔حق سٹریٹ' اُردو بازار۔لاہور

042-37212714 - 37241778 - 0333-4394686

حضور ﷺ کا ایک مہینے کی مسافت سے رعب

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھے پانچ باتیں خاص طور پر عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پیشتر کسی نبی کو نہیں دی گئیں۔ ایک ماہ کی مسافت سے دشمن پر رعب و خوف ڈال کر میری مدد کی گئی ہے۔ تمام روئے زمین میرے لئے مسجد اور پانی نہ ہونے کی حالت میں پاک کرنے کا آلہ بنادی گئی ہے تو میری امت میں جس کو جہاں نماز کا وقت آجائے وہیں پڑھ لے۔ میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے۔ مجھ سے پیشتر کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا۔ شفاعت کبریٰ کا حق صرف مجھے بخشا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے جو نبی تھے وہ خاص اپنی ہی قوم کے لئے ہوتے تھے۔ میں تا قیامت تمام لوگوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ (رواہ الخمسۃ الا ابا داؤد)

گوہ جانور کا حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا

حضرت عمرؓ ایک طویل قصہ میں روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک دیہاتی کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے کہا جب تک یہ گوہ ایمان نہ لائے میں آپ پر ایمان نہیں لا سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے گوہ بتلا میں کون ہوں۔ گوہ نے نہایت فصیح عربی میں جواب دیا جسے سب حاضرین نے سمجھا اے رب العالمین کے رسول میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ کی فرمانبردار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بتلا تو کس کے نام کی تسبیح کرتی ہے وہ بولی جس کا عرش آسمان پر ہے اور جس کا حکم زمین پر نافذ ہے، جس نے سمندر میں راستے بنا دیئے جس کی رحمت کا مظہر جنت، جس کے عذاب کا مظہر دوزخ، آپ ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں اس نے جواب دیا آپ ﷺ جہان

کے پروردگار کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (اخرجہ الطبرانی)

حضرت زیدؓ کا وفات کے بعد

آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے کی گواہی

حضرت نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ زید بن خارجہ انصار کے سرداروں میں سے تھے۔ ایک دن ظہر و عصر کے درمیان مدینہ کے کسی راستے پر جا رہے تھے کہ یکا یک گرے اور فوراً وفات ہوگئی۔ انصار کو اس واقعہ کی خبر ہوئی اور آئے اور انہیں اُٹھا کر گھر لے گئے اور ایک کمبل اور دو چادروں سے ان کو ڈھانک دیا۔ گھر میں انصار کی عورتیں اور مردان پر رو رہے تھے۔ یہ گریہ وزاری ہوتا رہا حتی کہ مغرب و عشاء کا درمیان ہوا تو دفعتاً ایک غیبی آواز آئی، خاموش رہو، خاموش رہو۔ ادھر ادھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ آواز ان کپڑوں کے نیچے سے ہی آرہی ہے جس میں میت ہے۔ لوگوں نے ان کا منہ اور سینہ کھولا کیا دیکھتے ہیں کہ کوئی غیبی شخص ان کی زبان سے یہ کہہ رہا ہے محمد ﷺ نبی خاتم النبین ہیں۔ ان کے بعد اب کوئی نبی نہیں ہوگا۔ یہ تورات وانجیل میں موجود ہے۔ سچ ہے سچ ہے۔

حضور ﷺ کا پشت کی جانب سے دیکھنا

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم میرا قبلہ توجہ صرف سمجھتے ہو۔ اللہ کی قسم تمہارا رکوع کرنا اور تمہارا قلبی خوف بھی مجھ پر پوشیدہ نہیں رہتا۔ تمہیں اپنی پشت کی جانب سے بھی دیکھتا ہوں۔ (بخاری)

ایک سفر میں کھانے کی برکت کا ظاہر ہونا

حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر (غزوہ تبوک) میں آپ ﷺ کے ساتھ تھے لوگوں کا زادراہ ختم ہوگیا تھا۔ حتیٰ کہ نوبت اس کی آگئی تھی کہ اس میں سے کسی نے تو اپنی

اونٹنی ذبح کرنے کا بھی ارادہ کرلیا تھا۔ حضرت عمرؓ بولے یارسول اللہؐ کاش آ!پ لوگوں کا باقی ماندہ زادراہ منگا کرایک جگہ جمع کر لیتے پھراس میں دُعا برکت فرما دیتے (تو بہتر ہوتا) آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ راوی کہتا ہے جس کے پاس گیہوں تھے وہ گیہوں لے آیا اور جس کے پاس کھجوریں تھیں وہ کھجور لے آیا۔ مجاہدؒ کہتے ہیں جس کے پاس کھجور کی گٹھلیاں تھیں وہ اپنی گٹھلیاں ہی لے آیا۔ میں نے پوچھا بھلا گٹھلیاں ان کے کس کام آتی تھیں۔ انہوں نے کہا انہیں ہم چوس لیتے اور اس پر پانی پی لیا کرتے تھے۔ آپ نے ان میں دُعا برکت فرمائی پھراتنی برکت ہوئی کہ لوگوں نے اپنے اپنے توشہ دان بھرے۔ اس کے بعد فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کوئی نہیں مگر ایک اللہ۔ اور اس بات کی بھی میں اس کا پیغمبر ہوں۔ جو شخص کسی شک وتردد کے بغیر ان دو باتوں کی گواہی دیتا ہوا اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوں گا وہ ضرور جنت میں جائے گا۔ (رواہ مسلم)

حضور ﷺ کی ایک ضرب سے عالم کا منکشف ہونا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نماز کے لئے آیا اور اس نے کچھ نئے طرز پر قرآن کریم پڑھنا شروع کیا۔ پھر دوسرا شخص آیا اس نے اس سے بھی علیحدہ طرز سے قرأت کی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوگئے تو سب مل کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا (یارسول اللہ ﷺ) اس شخص نے قرآن شریف کچھ اس انداز میں پڑھا ہے جو مجھے نیا نیا معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے شخص نے اس سے بھی الگ طرز میں پڑھا ہے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے پھر اسی طرح پڑھ کر سنا دیا۔ آپ ﷺ نے دونوں کو تحسین فرمادی۔ یہ سن کر میرے قلب میں آپ کی ایسی تکذیب ہونے لگی کہ کبھی کفر کے زمانے میں بھی ایسی پیدا نہ ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے جب میرے شک وتردد کی اس کیفیت کو محسوس کیا جو اس وقت مجھ پر چھا گئی تھی اپنا دست مبارک میرے سینہ پر مارا۔ اس کے اثر سے میں پسینہ پسینہ ہوگیا اور میرے ایمان ویقین کا یہ عالم ہوگیا کہ مارے خوف کے گویا میں اللہ تعالیٰ کو انہی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا ابھی

میرے پاس بھی وحی آئی تھی کہ قرآن کو صرف ایک ہی طرح پڑھئے۔ میں نے (امی امت کے خیال سے) درخواست کی کہ میری امت کے لئے کچھ اور سہولت کر دی جائے۔ تیسری بار مجھے جواب ملا کہ آپ کو سات طریقے تک پڑھنے کی اجازت دے دی گئی اور اتنا ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کی ہر درخواست کے بدلہ آپ کو ایک ایک دُعا کا حق اور دیا جاتا ہے جو چاہیے مانگ لیجئے۔ آپ ﷺ نے دو بار تو یہی دُعا کی اے اللہ! میری امت کو بخش دے اور تیسری دُعا اس دن کے لئے اُٹھا رکھی ہے جس میں تمام مخلوق کو (شفاعت کے لئے) میری ہی تلاش ہوگی یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی۔ (مسلم)

غزوۂ تبوک میں نزول برکات

حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہؐ کے ساتھ تھے (زادراہ کے فقدان کی وجہ سے) ہمیں سخت بھوک کی نوبت آئی ہم نے عرض کیا یارسول اللہؐ دشمن سامنے موجود ہے وہ شکم سیر ہے اور ہم لوگ بھوکے۔ انصار نے کہا ہم اپنی اونٹیناں ذبح کر کے ان کا گوشت لوگوں کو نہ کھلا دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ کسی کے کجاوہ میں جو کچھ ہو۔ یا یہ فرمایا جس کے پاس جو کچھ بچا ہوا کھانا ہو وہ میرے پاس لے آئے اور (یہ کہہ کر) آپ ﷺ نے چمڑے کا ایک دسترخوان بچھا دیا۔ کوئی ایک مد لایا کوئی ایک صاع کوئی اس سے زیادہ کوئی اس سے کم۔ اس وقت تمام لشکر میں سے کھانے کی مقدار جمع ہو سکی وہ بیس صاع سے کچھ زیادہ ہوگی آپ ﷺ اس کے ایک طرف بیٹھ گئے اور اس میں برکت کے لئے دُعا فرمائی۔ اس کے بعد لوگوں کو آواز دی اور فرمایا لو بسم اللہ کہہ کر اب اس میں سے اطمینان کے ساتھ لیتے جاؤ اور لوٹ نہ مچاؤ لوگ اپنے اپنے توشہ دان اور گونوں اور برتنوں کو بھر بھر کے لے جانے لگے۔ یہاں تک کہ (کسی کو کچھ نہ ملا تو اس نے) اپنی آستین کا منہ باندھ کر اسی کو بھر لیا۔ یہ تمام لشکر اپنا راشن لے کر فارغ ہوگیا اور وہ کھانا تھا کہ جوں کا توں ہی رکھا ہوا تھا۔ اس عظیم الشان برکت کے ظہور کے بعد رسول اللہؐ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ کوئی اللہ نہیں مگر ایک اللہ اور اس بات کی بھی کہ میں اللہ کا رسول ہوں جو

بندہ سچے دل کے ساتھ یہ شہادت دے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آنچ سے بچائے گا۔

حضور ﷺ کا ایک مصیبت کی خبر دینا

حضرت حذیفہؓ روایت کرتے ہیں کہ (ایک غزوہ میں) ہم رسول اللہؐ کے ہمراہ تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے شمار کر کے کلمہ گو لوگوں کی تعداد بتاؤ یہ کہتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا رسول اللہؐ آپ کو ہمارے متعلق کچھ اندیشہ ہے حالانکہ اس وقت ہم چھ سو اور سات سو کے درمیان ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تم نہیں جانتے شاید (آئندہ) تم کسی آزمائش میں ڈالے جاؤ۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا اور نوبت یہاں تک آ گئی کہ ہم میں ایک شخص کو نماز بھی چھپ چھپ کر پڑھنی پڑی۔ (مسلم، بخاری)

کھجور کی ٹہنی کا حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا

حضرت ابن عباسؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا میں کیسے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں آپ نے فرمایا کہ اگر میں کھجور کے اس خوشہ کو بلاؤں اور وہ آ کر یہ گواہی دے دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں (تو مانے گا) آپ نے آواز دی فوراً وہ اترنے لگا اور اترتے اترتے آپ ﷺ سامنے آ پڑا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا واپس چلے جاؤ وہ چلا گیا۔ یہ دیکھ کر وہ دیہاتی مسلمان ہو گیا۔ (ترمذی)

کیکر کے درخت کا حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ کے ہمراہ ایک سفر میں تھے۔ ایک دیہاتی سامنے آتا ہوا نظر آیا جب وہ مجلس میں آ پہنچا تو آپ نے فرمایا گواہی دے گا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں وہ بولا آپ کی اس بات پر کوئی اور بھی گواہی دے گا۔ آپ نے فرمایا جی ہاں یہ کیکر کا درخت وہ درخت وادی کے کنارے پر کھڑا تھا آپ نے

اس کو پکارا وہ زمین کو پھاڑتا ہوا آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا آپ نے اس سے تین بار گواہی طلب کی اس نے تینوں بار یہ گواہی دی کہ جیسا آپ نے فرمایا بات اسی طرح ہے اس کے بعد وہ جہاں تھا وہیں واپس ہو گیا۔ (دارمی)

آپ ﷺ کی دُعا کا فوراً قبول ہونا

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کو دعوت اسلام دیتا اور وہ اس سے نفرت کرتی تھیں۔ ایک دن کا قصہ ہے کہ میں نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے آپ ﷺ کی شان میں مجھے ایسی بات سنائی جو مجھے بہت ناگوار گزری میں روتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! اب تو دُعا فرما دیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ابو ہریرہؓ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرما دے آپ ﷺ کی اس دُعا پر ان کے اسلام کی بشارت لئے ہوئے باہر نکلا جب اپنے گھر کے دروازہ کے قریب آیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دروازہ بند ہے میری والدہ نے میرے پیروں کی آہٹ سنی اور کہا ابو ہریرہؓ وہیں باہر رہنا۔ ادھر میں نے کچھ پانی گرنے کی آواز سنی، میں ٹھہرا رہا۔ انہوں نے غسل فرما کر اپنا کرتا پہنا اور جلدی میں سر پر اوڑھنی ڈالنی رہ گئی اور فوراً دروازہ کھول کر کلمہ شہادت پڑھا۔ **اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ** (یا تو میں ابھی بھی غم کے آنسو بہاتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا یا اب) خوشی کے آنسو بہاتا ہوا پھر آپ ﷺ کی خدمت میں واپس پہنچا آپ نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا اور ان کے حق میں کلمات خیر فرمائے۔ (مسلم)

حضرت علیؓ کا عجیب منظر دیکھنا

حضرت علیؓ فرماتے ہیں میں اور آپ چلے آپ نے (بیت اللہ کے اندر جا کر) مجھ سے فرمایا بیٹھ جاؤ اور آپ میرے کاندھوں پر چڑھ گئے۔ میں آپ کو لے کر کھڑا ہونے لگا تو آپ ﷺ نے محسوس کیا کہ مجھے اُٹھنے میں کچھ دشواری ہو رہی ہے یہ دیکھ کر آپ ﷺ اتر پڑے اور

میرے سامنے خود بیٹھ گئے اور فرمایا اچھا تو تم میرے کاندھوں پر چڑھ جاؤ میں آپ ﷺ کے کاندھوں پر چڑھ گیا۔ یہ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ مجھ کو لے کر کھڑے ہوئے تو مجھے اس وقت معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کو ہاتھ لگا سکتا ہوں۔ اتنا اونچا ہوا کہ بیت اللہ پر پہنچ گیا اس وقت بیت اللہ میں پیتل یا تانبے کے بت رکھے ہوئے تھے میں ان کو اپنے دائیں بائیں سامنے اور پیچھے اُٹھانے لگا یہاں تک کہ میں نے سب اُٹھا لئے۔ رسول کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا ان کو پھینک دو (میں نے پھینک دیے) اور وہ گر کر شیشے کی طرح چور چور ہو گئے' پھر میں اتر آیا اور آپ ﷺ جلدی جلدی گھروں کی دیواروں میں چھپتے ہوئے واپس آ گئے کہیں ایسا نہ ہو کہ کفار ہمیں دیکھ پائیں۔ (احمد)

اونٹ کا آپ ﷺ کو سجدہ کرنا

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ سرور کائنات ﷺ مہاجرین وانصار کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ اونٹ آیا اور اس نے آپ ﷺ کو سجدہ کیا یہ دیکھ کر آپ ﷺ کے صحابہ نے کہا یارسول اللہ جب آپ ﷺ کو جانور اور درخت بھی سجدہ کرتے ہیں تو ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔ آپ نے فرمایا اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو اگر میں کسی کو یہ اجازت دیتا کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور کو سجدہ کرے تو عورت کو اجازت دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ اگر اس کا شوہر اسے یہ حکم دے کہ وہ زرد پہاڑ کو سیاہ اور سیاہ کو زرد کی جگہ اُٹھا کر رکھ دے تو یہ اس کا فرض ہوگا کہ وہ اس کام کے لئے بھی تیار ہو جائے۔ (مسند امام احمد)

بیت المقدس کا حضور ﷺ کے سامنے پیش ہونا

حضرت جابر روایت کرتے ہی کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں اس وقت حجر میں کھڑا ہوا تھا اور مسلم شریف میں ہے کہ قریش نے مجھ سے (بیت المقدس کے متعلق) ایسے ایسے سوالات کرنے شروع کئے جن کا مجھے

اچھی طرح دھیان بھی نہ رہا تھا اس وقت مجھے ایسی سخت کوفت ہوئی کہ اس سے قبل کبھی نہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے اس وقت بیت المقدس میری آنکھوں کے سامنے کر دیا اور میں دیکھ دیکھ کر ان تمام باتوں کے جوابات ان کو دیتا رہا اور صحیح مسلم کی دوسری روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے اس طرح اُٹھا کر رکھ دیا کہ میں اس کو دیکھنے لگا اور جس بات کو وہ مجھ سے دریافت کرتے فوراً دیکھ کر ان کو بتا دیتا۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ سے خود سنا ہے کہ جب قریش نے میری تکذیب کرنی شروع کی۔ اس وقت میں حطیم میں کھڑا تھا کہ حق تعالیٰ نے میرے اور بیت المقدس کے درمیان سب پردے اُٹھا کر اس طرح سامنے کر دیا کہ میں اس کے ایک ایک نشان کی خبر دیکھ دیکھ کر ان کو دیتا رہا۔ (مشکوٰۃ ص530)

بحیرہ راہب کا حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوطالب ملک شام کے ارادہ سے نکلے رسول کریم ﷺ بھی اس سفر میں ان کے ساتھ تھے اور قریش کے کچھ اور بڑے لوگ بھی تھے جب یہ قافلہ بحیرا کے پاس پہنچا جو اس وقت نصرانیوں کا بڑا درویش تھا تو یہاں آ کر انہوں نے اپنے کجاوے کھول دیے اور اس سے قبل جب کبھی ان کا گزر اس طرف سے ہوتا تو یہ درویش کبھی ان کے پاس نہ آتا اور نہ ان کی طرف کوئی توجہ دیتا۔ اس مرتبہ خلاف معمول وہ نکل کر ان کے پاس آ گیا۔ لوگ بھی اپنے کجاوے کھولنے میں مشغول تھے یہ قافلہ کے درمیان گھس کر کچھ ٹٹولنے لگا یہاں تک کہ اس نے رسول کریم ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص ہیں جو تمام جہانوں کے سردار ہیں۔ یہ وہ ہیں جو سارے جہانوں کے پروردگار کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس پر قریش کے مشائخ نے پوچھا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا جب تم لوگ اس گھاٹی کے قریب پہنچے تو نہ کوئی درخت ایسا رہا اور نہ کوئی پتھر جو سرنگوں نہ ہو گیا اور جمادات و نباتات نبی کے علاوہ کسی اور کے لئے اس طرح سرنگوں نہیں ہوا

کرتے اور ان کو تو میں نے ایک اور خاص علامت سے بھی پہچانتا ہوں۔ یعنی مہر نبوت جو آپ ﷺ کے شانہ کی باریک ہڈی کے نیچے سیب کے سے انداز کی ہے۔ اس کے بعد وہ واپس آ گیا اور اس نے ان کے لئے کھانے کا انتظام کیا جب وہ کھانا لے کر آیا تو آپ اس وقت اونٹ چرانے نکل گئے تھے۔ اس نے کہا کسی کو آپ کے پاس بھیج دو۔ آپ تشریف لائے تو آپ کے اوپر ایک بادل سایہ کئے ہوئے تھا جب آپ لوگوں کے بالکل پاس تشریف لے آئے۔ تو سب لوگ آپ سے پہلے درخت کے سایہ میں جا چکے تھے۔ جب آپ آ کر بیٹھے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف جھک گیا۔ اس درویش نے کہا دیکھو ذرا درخت کے سایہ کو دیکھو کیسا آپ کی طرف جھک گیا۔ ابھی یہ درویش ان کے کھڑے یہ اصرار ہی کر رہے تھے کہ آپ کو وہ اپنے ہمراہ روم نہ لے جائیں کیونکہ وہ لوگ آپ کو دیکھ پائیں گے تو آپ کی خاص علامت کی وجہ سے آپ کو پہچان جائیں گے اور آپ کے قتل کے درپے ہو جائیں گے۔ اس نے جو رخ بدلا کیا دیکھتا ہے کہ سات آدمی روم سے آ رہے ہیں' درویش نے ان کا استقبال کیا اور پوچھا آپ لوگ کیوں آ رہے ہو؟ انہوں نے کہ اس لئے کہ وہ نبی امی اسی مہینہ میں اپنے وطن سے باہر نکلنے والا ہے کوئی راستہ ایسا نہیں رہا۔ جس پر لوگ نہ بھیجے گئے ہوں اور ہم کو اطلاع ملی ہے کہ وہ آپ کے اسی راستہ پر ہیں درویش نے کہا ذرا بتاؤ تو سہی جس بات کا اللہ تعالیٰ ارادہ فرما چکے ہوں کہ وہ پوری کر دے۔ پھر لوگوں میں وہ کون ہے جو اس کو ٹال سکتا ہو۔ یہ سن کر وہ لوگ اس کی بات مان گئے اور کچھ دن اس کے ہاں قیام پذیر رہے۔ اس کے بعد اس درویش نے کہا ارے عرب کے لوگو قسم کھا کر بتاؤ تم میں سے اس کا ولی کون ہے۔ ابوطالب بولے میں۔ اس پر وہ آپ ﷺ کی واپسی پر برابر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ ابوطالب نے آپ کو مکہ مکرمہ واپس کر دیا اور رخصت کے وقت درویش صاحب نے آپ کے ساتھ زاد راہ کے لئے کچھ زیتون اور چپاتیاں پیش کیں اور ابوبکرؓ نے بلالؓ کو آپ ﷺ کے ساتھ بھیج دیا۔

(ترمذی وغیرہ)

زہر والی بکری کے گوشت نے آپ ﷺ کو مطلع کیا

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے ایک بھونی ہوئی بکری زہر ملا کر آپ کے سامنے بطور ہدیہ پیش کی۔ آپ نے اس میں سے کچھ کھایا اور آپ کے بعض صحابہ نے بھی کھا لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کھانے سے ہاتھ اُٹھا لو اور اس یہودی عورت کے بلانے کے لئے آدمی بھیجا اور اس سے پوچھا تو نے اس بکری میں زہر ملایا ہے۔ اس نے کہا آپ ﷺ کو کس نے کہا ہے آپ نے دست کے اس ٹکڑے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا جو آپ کے ہاتھ میں تھا۔ یہ سن کر وہ بولی جی ہاں میں نے اپنے دل میں کہا تھا اگر یہ نبی ہوں گے تو ان کو یہ زہر کیا نقصان دے گا اور اگر نبی نہ ہوں گے تو ان سے ہماری جان چھوٹ جائے گی آپ نے اس یہودی عورت کو معاف فرما دیا اور اس کو کوئی سزا نہ دی اور آپ کے جن صحابہ نے وہ گوشت کھا لیا تھا ان کا انتقال ہو گیا اور آپ بھی اس زہر آلود بکری کے اثر سے اپنے شانوں کے درمیان سینگی لگوا لیا کرتے تھے۔ سینگی لگانے والا ربو ہند انصار کے قبلیہ بنو بیاضہ کا ایک آزاد کردہ غلام تھا۔ اس نے سینگ اور نشتر سے آپ کے سینگی لگائی تھی۔ (ابوداؤد، دارمی)

نبوت سے قبل پتھروں کا سلام کرنا

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا میں مکہ مکرمہ میں اس پتھر کو خوب پہچانتا ہوں جو میری بعثت سے قبل مجھ کو سلام کیا کرتا تھا میں اب بھی اس کو خوب پہچانتا ہوں۔ (مسلم)

حضور ﷺ کی قبر مبارک سے اذان کی آواز آنا

سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ جب حرہ کا واقعہ پیش آیا ہے۔ تو تین دن تک آپ ﷺ کی مسجد میں اذان نہیں دی گئی اور سعید بن میسب ان ایام میں بھی مسجد سے نہیں نکلے اور نماز کے اوقات صرف ایک گنگناہٹ کی آواز سے پہچانا کرتے جو وہ آپ ﷺ کی قبر مبارک سے سنا کرتے تھے۔

زمین کا حضور ﷺ کے فضلہ کو نگلنا

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں دیکھا کرتی ہوں کہ آپ ﷺ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں، پھر وہاں سے واپس آتے ہیں۔ اس کے بعد جو شخص آپ کے بعد جاتا ہے وہ آپ ﷺ کے فضلہ کا کوئی نشان تک نہیں پاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا عائشہ کیا تم نہیں جانتی اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے خارج شدہ فضلہ کو جذب کرے۔ (خصائص الکبریٰ)

حضور ﷺ کے جسم مبارک کی خوشبو سب سے اچھی تھی

حضرت معاذ بن جبلؓ بیان کرتے ہیں کہ میں آپ ﷺ کے ساتھ سفر کر رہا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ذرا میرے قریب آنا! میں قریب گیا تو میں نے آپ ﷺ کی سی خوشبو نہ تو مشک میں دیکھی اور نہ عنبر میں۔ (بزار)

حضور ﷺ جس راستہ سے گزرتے وہ راستہ معطر ہو جاتا

حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب بھی رسول کریم ﷺ کسی راستہ پر جاتے پھر آپ ﷺ کے بعد کوئی دوسرا شخص اسی راستہ پر جاتا تو وہ ضرور پہچان لیتا تھا کہ آپ ﷺ کا گزر اس طرف سے ہوا ہے کیونکہ آپ ﷺ کی خوشبو سے راستہ مہکا ہوا ہوتا تھا۔ (دارمی)

حضور ﷺ کا پسینہ انتہائی معطر تھا

حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور ایسا ہوا کہ دوپہر میں آپ نے ہمارے ہی گھر استراحت فرمائی۔ آپ ﷺ کو پسینہ آیا۔ تو میری ماں ایک شیشی لائی اور آپ ﷺ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں آپ ﷺ بیدار ہو گئے تو پوچھا اے ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو۔ انہوں نے عرض کیا یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے ہم اپنی عطروں میں

اس کو ملا لیتے ہیں اور یہ عطر ہمارے یہاں سب سے زیادہ خوشبودار ہو جاتا ہے۔ (مسلم شریف)
ایک روایت میں اتنا اور ہے کہ انہوں نے یہ بھی کہا ہمیں اُمید ہے کہ اس کی برکت ہمارے بچوں کو بھی لگ جائے آپ ﷺ نے فرمایا تم نے درست کہا۔

حضور ﷺ کے ہاتھ پھیرنے سے رخسار سے خوشبو کا آنا

حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں۔ میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی پھر آپ ﷺ اپنے گھر کی طرف چلے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہولیا سامنے سے کچھ بچے آ نکلے آپ ﷺ نے از راہ محبت ان سب کو ایک رخسار پر ہاتھ پھیرا۔ جب میرا نمبر آیا تو آپ ﷺ نے میرے دونوں رخساروں پر ہاتھ پھیرا۔ اس وقت میں نے آپ ﷺ کے دست مبارک کی خنکی محسوس کی اور اس کی خوشبو سونگھی۔ ایسا مہک رہا تھا جیسا ابھی عطر فروش کے ڈبہ سے نکلا ہے۔ (مسلم)

حضور ﷺ کی نقلیں اتارنے والے کا منہ ٹیڑھا ہو گیا

عبدالرحمٰن صدیق اکبرؓ کے فرزند ارجمند روایت کرتے ہیں کہ فلاں شخص رسول کریم ﷺ کی محفل میں آ کر بیٹھا کرتا اور جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو استہزا کے طور پر منہ بنایا کرتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا یونہی ہو جائے۔ (اللہ تعالیٰ نے اس کا منہ اسی طرح بنا دیا) اور جب تک جیا اسی طرح منہ بناتا رہا۔ (حاکم)

حضور ﷺ کا قارون اور موسیٰ کے قصہ کی اطلاع دینا

عبداللہ بن حارث سے روایت ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا اور ہمیشہ ان کے درپے آزار رہا کرتا تھا۔ اب نوبت یہاں تک پہنچی کہ اس نے ایک زانیہ عورت کو فہمائش کی کہ لوگ جب میرے پاس جمع ہوں تو کہنا کہ موسیٰ (علیہ السلام) نے مائل کرنا چاہا

میرے قلب کو۔ چنانچہ جب کل ہوئی اور لوگ جمع ہو گئے تو وہ آئی اور قارون سے چپکے سے اس نے کوئی بات کی۔ پھر لوگوں کو مخاطب کر کے بولی۔ اس قارون نے ہی مجھ کو موسیٰ علیہ السلام کے سر ایسی ایسی بات لگانے کے لئے کہا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان باتوں میں سے کوئی حرف مجھ سے نہیں فرمایا۔ یہ خبر موسیٰ کو بھی ہوگئی وہ اس وقت محراب میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ یہ سن کر سجدہ میں گر گئے اور فرمایا پروردگار قارون نے مجھ کو بڑی تکلیفیں دیں اور جو کچھ اس نے کہا وہ یہاں تک کہ اب اس کے تہمت لگانے کی نوبت بھی آ گئی۔ اسی وقت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی۔ میں نے زمین کو حکم دے دیا ہے تم اس سے جو کہو وہ تمہاری تابعداری کرے گی۔ قارون ایک بالا خانہ میں رہتا تھا۔ جس میں اس نے سونے کے بستر چڑھا رکھے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے۔ اس وقت قارون کے احباب بھی وہاں موجود تھے اور فرمایا تیری ایذاؤں کی نوبت اب یہاں تک آ گئی ہے کہ تو نے اس قسم کے کلمات کہے۔ اے زمین تو ان کو پکڑ لے۔ زمین نے فوراً گھٹنوں تک ان کو ہضم کر لیا اس پر وہ چیخ پڑے۔ موسیٰ اپنے پروردگار سے دُعا کرو کہ وہ ہم کو اس عذاب سے نجات بخش دے تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے آپ کے ساتھ ہو جائیں گے مگر موسیٰ علیہ السلام نے زمین کو پھر یہی فرمایا ان کو اور گھٹنوں تک پکڑے موسیٰ علیہ السلام زمین سے برابر یوں ہی فرماتے رہے حتیٰ کہ زمین اوپر سے مل گئی اور وہ اس کے اندر چیختے چلے گئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کے پاس وحی آئی۔ موسیٰ تم کتنے تیز مزاج ہو۔ خوب سن لو اگر مجھ کو وہ ایک بار بھی پکارتے تو میں ان کو نجات دے دیتا۔ (درمنثور: الصارم المسلول)

حضور ﷺ کا داؤد علیہ السلام کا مختصر مدت میں زبور پڑھنے کی خبر دینا

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ داؤد علیہ السلام کے لئے زبور کے ترانے اتنے ہلکے کر دیئے گئے تھے کہ وہ اپنی سواری تیار کرنے کا حکم دیتے اور

ادھر اس پر زین کسی جاتی۔ ادھر زین کسنے سے پہلے پہلے یہ زبور پڑھ پڑھ کر فارغ ہو جاتے۔ ان میں بڑی خاص بات یہ تھی کہ صرف اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔

حضور ﷺ کا سلیمان علیہ السلام کے فیصلہ کی خبر دینا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے بیان فرمایا کہ دو عورتیں تھیں ان کے ساتھ ان کے دو بچے تھے بھیڑیا آیا ان میں سے ایک کا بچہ لے گیا۔ اس پر اس کی ساتھ والی بولی کہ تیرے بچہ کو لے گیا ہے دوسری نے کہا نہیں تیرے کو لے گیا ہے۔ یہ دونوں اپنا معاملہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس لے کر آئیں انہوں نے (روئداد مقدمہ سن کر) بڑی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ اس کے بعد وہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی طرف چلیں اور ان دونوں نے پھر یہاں اپنا معاملہ بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا لاؤ چھری لاؤ میں اس لڑکے کو کاٹ کر آدھا آدھا تم دونوں کو دے دیتا ہوں یہ سن کر چھوٹی بول پڑی: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ دیکھئے ایسا نہ کیجئے چلئے یہ لڑکا اسی کا ہے اس کی یہ بات سن کر انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ لڑکا چھوٹی کو دے دیا جائے۔ (متفق علیہ)

حضور ﷺ کی والدہ کا آپ کی پیدائش کے وقت ایک نور دیکھنا

حضرت عرباض بن ساریہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور آدم علیہ السلام ابھی آب و گل ہی کی حالت میں تھے یعنی ان کا پتلہ بھی تیار نہ ہوا تھا اور لو میں تم کو اس کی ابتدا بتاتا ہوں۔ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا مصداق ہوں اور اپنی والدہ کے اس خواب کی تعبیر ہوں۔ جو انہوں نے دیکھا تھا (چنانچہ جب آپ ﷺ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کی والدہ نے ایک نور دیکھا کہ جس کی روشنی سے شام کے محلات جگمگا اُٹھے اور اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام کی والدہ بھی دیکھا کرتی تھی۔ (مسند احمد، طبرانی، مستدرک)

حضور ﷺ کی بعثت سے متعلق جنات اور یہود کی خبر دینا

حضرت عبداللہ بن عمر روایت کرتے ہیں کہ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے حضرت عمرؓ کو

یہ فرماتے سنا ہو کہ میرا گمان ہے کہ یہ واقعہ اس طرح ہوگا پھر وہ ٹھیک اسی طرح نہ نکلا ہو۔ ایک دن کا واقعہ کہ وہ تشریف فرما تھے سامنے سے ایک حسین شخص گزرا آپ نے اس کو دیکھتے ہی فرمایا: یا تو میرا خیال غلط ہے ورنہ یہ شخص یا تو اپنی اسی کفر کی حالت پر قائم ہے یا وہ پہلے کاہن ہوگا اچھا اس کو میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ وہ حاضر کردیا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اس سے وہی بات فرمائی۔ اس نے کہا آج سے پہلے میں نے اس سے زیادہ تعجب کی بات کوئی نہیں دیکھی تھی کہ ایک مسلمان آدمی سے ایسی بات کہی جائے حضرت عمرؓ نے فرمایا میں تجھ کو قسم دیتا ہوں اپنی اصلیت ضرور بتا اس نے کہا اچھا تو پھر یہ بات یہ ہے کہ میں جاہلیت کے زمانے میں کاہن تھا اس پر حضرت عمرؓ نے پوچھا جو جن تمہارے پاس خبریں لایا کرتا تھا ان میں سب سے زیادہ تعجب خیز خبر کون سی تھی۔ اس نے کہا کہ ایک دن میں بازار میں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا اور کچھ گھبرایا معلوم ہوتا تھا، اس نے کہا کیا تم نے جنات کی نا اُمیدی کا حال نہیں دیکھا وہ روندھے ذلیل ہو کر کس طرح مایوس پڑے ہیں اور انہی اونٹنیوں اور کجادوں میں جا گھسے ہیں (یعنی اب بستیوں میں آمد و رفت نہ ہو گی جنگل میں رہا کریں گے) یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا اس نے ٹھیک کہا۔ ایک دن ایسا اتفاق ہوا کہ میں ان کے بتوں کے پاس سو رہا تھا۔ ایک شخص ایک بچھڑا لے کر آیا اور اس نے بھینٹ چڑھایا میں نے ایک غیبی چیخ مارنے والے کی آواز سنی کہ ایسی شدید آواز اس سے پہلے کبھی نہیں سنی تھی۔ کوئی کہتا ہے او جلیح (نام) ایک کامیاب بات ظاہر ہوئی۔ ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ کے سوا اور کوئی خدا نہیں یہ سن کر اور لوگ تو کود کود کر بھاگ گئے مگر میں نے کہا کہ میں تو یہاں سے اس وقت تک نہ ٹلوں گا۔ جب تک اس کی صحیح صحیح حقیقت معلوم نہ کرلوں، پھر وہی آواز آئی۔ اے جلیح! ایک کامیاب بات ظاہر ہوئی۔ ایک فصیح شخص کہتا ہے۔ ایک اللہ کے سوا کوئی اور اللہ نہیں۔ اس کے بعد میں اُٹھ کھڑا ہوا۔ ابھی کچھ دن ہی گزرے ہوں گے یہ شہرت اُڑ گئی کہ آپ ﷺ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

(بخاری شریف)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ اپنے چند صحابہؓ کو لے کر عکاظ کے بازار کی طرف چلے یہ وہ زمانہ تھا جب کہ آسمان کی خبریں سننے کے لئے شیاطین

کے اوپر جانے کی بندش ہو چکی تھی اور ان پر آتش بازی ہونے لگی تھی اس پر شیاطین واپس آکر باہم یہ گفتگو کرنے لگے آخر یہ بات کیا ہے کہ اب ہم آسمانوں پر خبریں سننے کے لئے جا ہی نہیں سکتے اور ہمارے اوپر شہاب کی بھرمار کی جاتی ہے ہو نہ ہو ضرور کوئی بات ہوئی ہے، لہٰذا مشرق و مغرب کو چھان کر اس کی تحقیق کرو کہ بات کیا پیش آئی ہے۔ چنانچہ جنات اس واقعہ کی تحقیق کے لئے مشرق و مغرب میں پھیل پڑے۔ اتفاق سے جو جماعت تہامہ کی طرف چلی تھی وہ مقام نخلہ میں رسول اللہ کے پاس آ پہنچی اس وقت آپ ﷺ بازار عکاظ کو جاتے ہوئے اپنے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ جب انہوں نے قرآن پاک سنا تو اور غور کر کے ساتھ کان لگا کر اس کو سننے لگے تو بے ساختہ بول اُٹھے کہ وہ بات ضرور یہی ہے کہ جس کی وجہ سے ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان بندش ہوگئی ہے بس اسی وقت اپنی قوم کی طرف واپس ہوئے اور اپنی قوم سے کہا ہم نے ایک عجیب و غریب قرآن سنا ہے جو لوگوں کو بھلائی کی راہ دکھاتا ہے ہم تو اس پر ایمان لا چکے ہیں اور اب ہم اپنے پروردگار کا کسی کو ہرگز شریک نہیں ٹھہرا سکتے اس واقعہ کی تصدیق کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی قل اوحی الی الی آخرہ

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شیخ نے بیان کیا کہ جس کو ابن عیسٰی کہا جاتا ہے اس وقت ہم غزوہ رودس میں مشغول تھے اس نے کہا کہ میں اپنے خاندان کی گائے چرا رہا تھا میں نے اس کے اندر سے ایک آواز سنی اے ذریح کے خاندان والو ایک فصیح بات ایک خیرخواہ شخص کہتا ہے کہ اللہ کے سوا اور اللہ کوئی نہیں، اس کے بعد اس نے کہا ہم مکہ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ دعوائے نبوت کا اعلان کر چکے ہیں۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے متعلق جو سب سے پہلی خبر ہم کو ملی وہ اس صورت سے ملی کہ ایک عورت کے ایک جن تابع تھا ایک دن وہ ایک پرندہ کی شکل میں اس کے گھر کے ایک کھجور کے ٹھڈ پر آ کر بیٹھا۔ وہ کہتی ہے میں نے کہا ہمارا مہمان ہو جا تو ہم کو خبریں سنا اور ہم تجھ کو سنائیں اس نے کہا ایک نبی مکہ میں ظاہر ہوئے ہیں۔ جنہوں نے ہم پر زنا حرام کر دیا ہے اور کہیں جا کر رہنے سے ہم کو روک دیا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک یہودی تھا جو مکہ مکرمہ میں رہا کرتا تھا جس شب میں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی تھی اس نے لوگوں سے تحقیق کی کہ آج کی

شب میں کیا تمہارے گھروں میں کوئی بچہ ہوا ہے لوگوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں اس نے کہا اچھا جاؤ تحقیق کرو کیونکہ اس شب میں ضرور اس امت کا نبی پیدا ہو چکا ہے اس کے دوشانوں کے درمیان ایک علامت ہے اور راتوں سے اس نے منہ میں دودھ بھی نہیں لیا ہے کیونکہ ایک سرکش جن نے اپنا ہاتھ اس کے منہ میں رکھ چھوڑا ہے (یہ جھوٹ کہا) لوگ واپس ہوئے اور تحقیق شروع کی تو ان سے کہا گیا کہ ہاں عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر ایک فرزند پیدا ہوا ہے وہ یہودی ان کو ساتھ لے کر ان کی والدہ کے پاس گیا انہوں نے آپ کو دکھلایا۔ یہودی کا اس علامت کو دیکھنا تھا کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا اور بولا افسوس بنی اسرائیل میں سے نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔

اے قریش! یاد رکھو کہ یہ تم پر ایسا زبردست حملہ کریں گے جس کی خبر مشرق سے مغرب تک اُڑ جائے گی۔ حضرت کعب تورات سے ناقل ہیں کہ ہم آپ کی صفات تورات میں یہ لکھی ہوئی پاتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں اور میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ درشت زبان و طبیعت نہ بازاروں میں شور کرنے والے نہ برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے بلکہ بہت معاف کرنے والے اور آپ ﷺ کی پیدائش کی جگہ مکہ مکرمہ اور آپ ﷺ کی ہجرت کا مقام مدینہ طیبہ ہے اور آپ ﷺ کی نبوت اور آپ ﷺ کا دین ملک شام تک (جو انبیاء علیہم السلام کا مرکز ہے) اور آپ ﷺ کی اُمت اللہ تعالیٰ کی اتنی تعریف کرنے والی ہے کہ اس کا لقب حمادون ہے، یعنی راحت و تکلیف میں اللہ کی تعریف کرے گی ہر مقام پر اللہ کی حمد کرنے والی اور ہر اونچے مقام پر اللہ کی تکبیر پڑھنے والی آفتاب کی طرف ٹکٹکی لگا کر دیکھنے والی نماز کو اپنے وقتوں پر ادا کرنے والی نصف پنڈلیوں تک اپنی لنگی باندھنے والی اور اپنے ہاتھ اور پیر، یعنی جسم کے اطراف کا وضو کرنے والی ان کا مؤذن بلند مقام پر کھڑے ہو کر اذان کہنے والا ان کی صف نمازوں میں ایسی سیدھی جیسی جہاد میں شب کی تاریکی میں پست آواز سے اس طرح تلاوت قرآن کرنے والی جیسے شہد کی مکھیوں کی بھن بھن۔

حضور ﷺ کی تصاویر اہل کتاب کے پاس موجود تھیں

حضرت جبر بن مطعمؓ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو قریش کی ایذاء رسانی مجھ کو سخت ناپسند تھی جب مجھ کو یہ خطرہ گزرنے لگا کہ اب یہ آپ کو قتل کرنے والے ہیں تو میں (مکہ سے) باہر نکل گیا

یہاں تک کہ ایک گرجے میں جا پہنچا گرجے کے لوگ اس کے سردار کے پاس گئے اور اس کو میری اطلاع دی اس نے کہا تین دن تک اس کی مناسب مہمانی کرو اس کے بعد کہا ضرور اس کو کوئی خاص بات پیش آئی ہے جاؤ اس سے جا کر پوچھو کیا واقعہ پیش آیا ہے۔ (راوی کہتا ہے) وہ آئے اور اس سے آ کر پوچھا اس نے کہا، اللہ کی قسم اور تو کوئی بات نہیں صرف اتنی بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وطن یعنی شہر مکہ میں میرے چچازاد بھائی کا خیال ہے کہ وہ نبی ہے اس پر ان کی قوم نے ان کو ایذاء دینی شروع کی، یہ دیکھ کر میں وہاں سے چلا آیا ہوں۔ تا کہ میں اپنی آنکھوں سے ان واقعات کو نہ دیکھوں انہوں نے میری اس ساری داستان کی اطلاع اپنے رئیس کو جا کر دی اس نے کہا اس کو یہاں بلالاؤ میں اس کے پاس گیا اور اپنا سارا ماجرا اسے کہہ سنایا اس نے کہا کیا تم کو یہ ڈر ہے کہ وہ لوگ اس کو قتل کر ڈالیں گے میں نے کہاں جی ہاں۔ اس نے کہا اگر تم دیکھو گے تو کیا ان کی صورت پہچان لو گے؟ میں نے کہا میں ابھی ابھی تو ان کے پاس سے آ رہا ہوں۔ اس کے بعد اس نے چند تصویریں دکھائی جو غلاف میں ڈھکی ہوئی تھیں میں نے ان کو دیکھ کر کہا کہ یہ تصویر ان سب تصویروں میں ان کے بہت مشابہ معلوم ہوتی ہے پس وہی آپ کا قد و قامت وہی آپ کی جسامت وہی آپ کے شانوں کے درمیان کا فاصلہ ہے اس نے کہا تم کو یہ ڈر ہے کہ وہ ان کو قتل کر دیں گے میں نے کہا کہ میرا یقین ہے کہ وہ ان کو قتل کر کے فارغ بھی ہو چکے ہوں گے اس نے کہا بخدا وہ اس کو قتل نہیں کر سکتے بلکہ جو ان کے قتل کرنے کا ارادہ کرے گا وہی اس کو قتل کریں گے یقیناً وہ نبی ہیں اور ضرور اللہ تعالیٰ ان کو ظاہر کر کے رہے گا۔

حضرت ہشام بن العاصؓ اور نعیم بن عبداللہ اور ایک شخص اور تھے جن کا نام انہوں نے بیان کیا تھا۔ صدیق اکبرؓ کے زمانے میں شاہ روم کے پاس روانہ کیے گئے وہ کہتے ہیں کہ ہم جبلۃ بن الایہم کے پاس گئے اس وقت وہ مقام غوطہ میں تھا اور پورا قصہ ذکر کیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ بادشاہ کے پاس ان تینوں کو لے کر گئے تو اس کے پاس ایک سنہرا معطر صندوقچہ دیکھا اس میں چھوٹے چھوٹے سے خانے بنے ہوئے تھے اس میں ایک خانہ کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشم کا ٹکڑا نکالا اس میں ایک سفید رنگ کی تصویر تھی اس کے بعد آدم علیہ السلام کی صورت کا ذکر کیا، پھر دوسرا خانہ کھولا اور اس میں سے بھی ایک ریشم کا ٹکڑا نکالا اس میں نوح علیہ السلام کی تصویر تھی اس

کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی صورت نکالی اس کے بعد آپ ﷺ کی تصویر دیکھائی اور کہا کہ یہ سب سے آخری خانہ کی ہے لیکن اس کو نکالنے میں اس لئے جلدی کی ہے تا کہ میں تم سے ان کے متعلق پوچھوں اس کے بعد اور خانے کھولے اور بقیہ انبیاء علیہم السلام کی تصاویر دکھائیں اور فرمایا یہ ہمارے پاس آدم علیہ السلام کے زمانہ سے چلی آرہی ہیں ان کو دانیال علیہ السلام نے بنایا تھا۔

(رواہ موسیٰ بن عقبہ کذا فی ابن کثیر و کذا فی شرح المواہب)

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے روایت ہے کہ جب وہ مقوقس اور شاہ مصر اور اسکندریہ کے شاہ نصاری کے پاس گئے تو انہوں نے ان کو انبیاء علیہم السلام کی تصویریں دکھائیں اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی صورت بھی دکھائی جس کو دیکھ کر فوراً انہوں نے پہچان لیا۔ (الجواب الصحیح ص576ج3)

حضرت جبیرؓ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا اور مکہ مکرمہ میں آپ ﷺ کی شہرت ہوگئی تو اتفاق سے میں شام کے لئے نکلا جب بصریٰ پہنچا تو میرے پاس نصرانیوں کی ایک جماعت آئی اور مجھ سے کہا کیا تم حرم کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں، انہوں نے کہا کیا تم اس شخص کو جانتے ہوں جس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد وہ میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے گرجا میں لے گئے۔ جس میں کچھ تصویریں تھیں مجھ سے کہا غور سے دیکھو کہ ان میں کون سی تصویر اس نبی کے مشابہ ہے جو تم میں بھیجا گیا ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو ان میں آپ ﷺ کی تصویر نہ تھی، میں نے ان سے کہا کہ ان میں کوئی تصویر نہیں، پھر وہ مجھ کو ایک بڑے گرجا میں لے گئے اس میں بہت سی تصویریں تھیں میں وہاں دیکھتا رہا تا آنکہ آپ ﷺ کی سی تصویر نظر آئی اور صدیق اکبرؓ کی تصویر جو آپ ﷺ کے پاؤں کو پکڑے ہوئے تھے، میں نے کہا یہ تصویر ہے انہوں نے کہا بے شک یہ تمہارے نبی ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا یہ پاؤں میں گرے ہوئے کو پہچانتے ہو، میں نے کہا ہاں، انہوں نے کہا یہ شخص نبی کے بعد ان کا خلیفہ ہوگا۔

(رواہ البخاری فی تاریخ وابو نعیم فی الدلائل)

کنکریوں کا حضور ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنا

حضرت سوید بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ابوذر کو تنہا دیکھا تو فرصت کو

غنیمت سمجھ کر ان کے پاس جا بیٹھا اور ان کے سامنے حضرت عثمان کا تذکرہ آگیا انہوں نے فرمایا کہ ان کی شان میں بھلائی کے سوا میں ایک کلمہ بھی اپنی زبان سے نہیں نکال سکتا۔ کیونکہ ان کی ایک خاص بات میں حضور ﷺ کے سامنے دیکھ چکا ہوں، بات یہ تھی کہ میں اکثر ایسے موقعوں پر تلاش میں رہا کرتا تھا کہ کہیں آپ کو تنہا پالوں، تو کچھ باتیں آپ سے حاصل کرلوں، ایک دن ایسی تلاش میں گیا تو آپ باہر جا چکے تھے، میں بھی پیچھے ہولیا، آپ ایک جگہ تشریف فرما ہوئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گیا، آپ ﷺ نے پوچھا اے ابوذر کیسے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے یہ کہتے ہیں کہ اتنے میں ابوبکرؓ تشریف لئے آئے اور سلام کر کے آپ کے دائیں جانب بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے ان سے بھی یہی پوچھا، انہوں نے بھی یہ ہی جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے، پھر حضرت عثمان حاضر خدمت ہوئے اور ابوبکرؓ کے دائیں جانب بیٹھ گئے، پھر آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک میں سات یا نو کنکریاں لیں وہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں تسبیح پڑھنے لگیں۔ یہاں تک کہ ان کی آواز شہد کی مکھیوں کی آواز کی طرح میں نے صاف سن لی۔ پھر آپ ﷺ نے ان کو زمین پر رکھ دیا تو وہ خاموش ہوگئیں۔ پھر ابوبکرؓ نے لیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں، پھر حضرت عثمانؓ نے لیا تو تسبیح پڑھنے لگیں۔ (رواہ طبرانی و مجمع الزوائد، کذا فی البدایہ والنہایہ)

حضور اکرم ﷺ کی خصوصیات

حضرت عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ مختون اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔ (بیہقی)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شدید بیمار پڑا آپ ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میری چھاتیوں کے درمیان رکھا اور اتنی دیر رکھا کہ میں نے اپنے قلب میں آپ ﷺ کے دست مبارک کی خنکی محسوس کی اس کے بعد آپ نے فرمایا تم کو قلب کی شکایت ہے جاؤ حارث بن کلدہ کے پاس جا کر اپنا

علاج کراؤ وہ شخص طبیب ہے۔ مدینہ طیبہ کی عجوہ کھجور لے کر اس کو معہ گٹھلیوں کے کوٹ لے پھر اس کو بطریق "لدود" استعمال کرائے، یعنی منہ میں ڈالے (ابوداؤد) ایک مرتبہ رسول کریم ﷺ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اس وقت یہ مکہ مکرمہ میں تھے اور بہت بیمار تھے ان کا بیان ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میری پیشانی اور سینہ پر پھیرا تو آج تک مجھ کو یوں معلوم ہوتا ہے گویا آپ کے دست مبارک کی خنکی کا اثر میرے قلب و جگر میں ہے۔

(امام احمد)

حضرت یزید بن الاسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے اپنا دست مبارک میری طرف بڑھایا تو میں نے شوق کے ہاتھوں سے اس کو لیا تو وہ برف سے زیادہ خنک اور مشک کی خوشبو سے زیادہ مہک رہا تھا۔ (بیہقی)

حضرت مسعود بن شداد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کا دست مبارک جو پکڑا تو وہ ریشم سے زیادہ نرم اور برف سے زیادہ خنک تھا۔ (طبرانی)

حضور ﷺ کی وجہ سے ام معبد کے گھر پر برکتوں کا ظہور

نبی کریم ﷺ کے صحابی ہشام کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن اریقط رضی اللہ عنہ جو راستہ بتانے والے تھے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کر کے چلے راستے میں ان کا گزر ام معبد کے خیموں پر ہوا یہ سن رسیدہ اور مستعد عورت تھیں اپنے خیمے کے سامنے بیٹھی رہتیں اور مسافروں کی کھانے پینے سے خاطر کیا کرتی تھیں ان صاحبوں نے اس سے کچھ گوشت اور کھجور کے متعلق دریافت کیا تاکہ اس سے خرید لیں وہاں قحط پڑ رہا تھا' اس لئے ان کو کچھ نہ ملا۔ حضور ﷺ کی نظر ایک بکری پر پڑی جو خیمہ کے ایک کونے میں کھڑی تھی آپ ﷺ نے دریافت فرمایا ام معبد یہ بکری کیسی کھڑی ہے؟ انہوں نے عرض کی کمزوری کی وجہ سے ریوڑ کے ساتھ نہیں جا سکی۔ آپ نے فرمایا مجھ کو اجازت دو تو میں دودھ نکال کر دیکھوں؟ اس نے عرض کی "میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ کو دودھ معلوم ہو تو شوق سے نکال لیجئے آپ نے بکری کو

اپنے پاس بلوایا اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور بسم اللہ کہہ کر برکت کی دُعا فرمائی اس نے فوراً ٹانگیں پھیلا دیں اور جگالی کرنے لگی اور دودھ دینے لگی۔ آپ ﷺ نے ایک برتن منگایا جو ایک جماعت کو سیراب کر سکے اور اس میں خوب دھاروں کے ساتھ دودھ نکالا یہاں تک کہ برتن پر جھاگ اُٹھے پھر آپ ﷺ نے اس کو پلایا بعد میں آپ ﷺ نے نوش فرمایا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سب ہمراہی شکم سیر ہو کر زمین پر سو رہے۔ آپ نے کچھ دیر کے بعد پھر دودھ نکالا یہاں تک کہ برتن بھر گیا۔ وہ آپ ﷺ نے اسی کے پاس چھوڑ دیا۔ اس کے بعد اس کو بیعت فرمایا اور روانہ ہو گئے ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہوگی کہ اس کے شوہر ابو معبد آ گئے تاکہ جو دبلی لڑکھڑاتی ہوئی بکریاں جن کی ہڈیوں میں گودا بھی نہ رہا تھا ان کو بھی ہانک کر لے جائیں جب ابو معبد کی نظر دودھ پر پڑی تو ان کو بڑا تعجب ہوا انہوں نے پوچھا اے ام معبد یہ دودھ کہاں سے آیا؟ بکریوں میں تو کوئی بچہ والی نہ تھی اور گھر میں کوئی دوسری دودھ کی بکری بھی نہیں (پھر یہ دودھ کیسا) اس نے کہا بخدا اور تو کچھ نہیں صرف یہ بات ہوئی ہے کہ ایک مبارک شخص کا ہمارے پاس سے گزر ہوا پس یہ ان کے قدم کی برکت ہے۔ انہوں نے کہا اچھا ان کا کچھ نقشہ تو بیان کرو۔ انہوں نے کہا کھلا ہوا جمال۔ بڑے خوش رو جسم کی شناخت بڑی خوبصورت نہ بڑے پیٹ کا عیب نہ چھوٹا سا سر بڑی خوبصورت آنکھیں تیز سیاہ دراز مژگان، بڑی شیریں آواز، دراز گردن ریش مبارک گھنی، ابرو خمیدہ اور درمیان سے ملی ہوئی اور گھنی اگر خاموش رہیں تو باوقار اور گفتگو فرمائیں تو فصاحت میں سب سے بلند بس مجسم رونق ہی رونق اور جمال ہی جمال۔ کیا دور سے اور کیا قریب سے۔ گفتگو بڑی صاف اور شیریں، ایک ایک حرف نہ بیکار اور نہ زیادہ یوں معلوم ہوتا کہ ہار کے موتی ہیں جو یکے بعد دیگرے گر رہے ہیں، میانہ قد نہ بہت دراز کہ برا معلوم ہو اور نہ اتنا پست کہ اس پر نظر پڑے۔ بس متوسط، تینوں میں سے دیکھنے میں سب سے زیادہ حسین اور بلند، ان کے خدام حلقہ بستہ اگر آواز نکالیں تو ہمہ تن گوش اور حکم دیں تو اس کی تعمیل کو دوڑ پڑے، قابل غبطہ، نہ ان کا چڑھا ہوا منہ، نہ کسی کی برائی کرنا یہ سن کر ابو معبد بے ساختہ بول اُٹھے اللہ کی قسم! تم نے یہ اوصاف جن کے بیان کئے ہیں یہ وہی قریش والے ہیں، اللہ کی قسم! میرے دل میں آتا ہے کہ میں بھی ان کے ہمراہ

چلوں اور اگر کوئی صورت نکلی تو ضرور مجھ کو یہ کرنا ہے، ادھر مکہ مکرمہ کا حال سنیے کہ یہاں بلند آواز سے کوئی پڑھنے والا یہ اشعار پڑھتا تھا، مگر یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ وہ کون ہے"۔

1- اللہ بھلا کرے! ان دو رفیقوں کا جو ام معبد کے خیمے میں آ کر رونق افروز ہوئے۔

2- وہ ہدایت کے لئے تشریف لائے اور ام معبد کو ان کے طفیل میں ہدایت نصیب ہوگئی اور جو محمد ﷺ کا رفیق بنا وہ یقیناً کامیاب ہوا۔

3- قبیلہ قصی پر افسوس اور صد افسوس کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ہجرت کر جانے کی وجہ سے ان کی سرداری پر اور ان کے اچھے اچھے افعال سب پر پانی پھیر دیا۔

4- اس وقت رفاقت پر ابوبکرؓ کو اپنے دادا کی سعادت مبارک ہو اور یہ بات تو یہ ہے کہ جس کو اللہ سعادت نصیب فرمائے سعادت اسی کو نصیب ہوتی ہے۔

5- بنو کعب کو اپنے خاندان کی یہ عورت اور مسلمانوں کے انتظار میں اس کا یہ بیٹھنا مبارک۔

6- اپنی بہن سے جا کر بکری اور دودھ کے برتن کا حال تحقیق کر کے تو دیکھو بلکہ اگر خود ان کی بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی آپ کی رسالت کی گواہی دے گی۔

7- آپ نے ایک بے دودھ والی بکری اس سے منگوائی تو فوراً اس کے تھن دودھ سے لبریز ہوگئے اور وہ دودھ دینے لگی۔

8- آپ ﷺ نے اس بکری کو ام معبد کے گھر چھوڑ دیا تا کہ اب دودھ نکالنے والا ہمیشہ اس کا دودھ نکالتا رہے۔ حسان بن ثابتؓ کو جب اس ہاتف غیبی کے یہ اشعار پہنچے تو انہوں نے اس کے جواب میں ذیل کے اشعار کہے۔

9- وہ قوم بڑے نقصان میں پڑ گئی جن کا نبی ان کو چھوڑ گیا اور جن کی طرف وہ رخ کر کے چلا وہ بن گئی۔

10- ان لوگوں کی عقل ماری گئی جن کو چھوڑ کر آپ ﷺ رخصت ہوگئے اور نور درخشاں لے کر دوسری قوم میں جلوہ افروز ہوئے۔

11- گمراہی کے بعد ان کے پروردگار نے ان کو ہدایت نصیب فرمائی اور جو حق قبول کر لے وہی کامیاب رہتا ہے۔

12- کیا وہ گمراہ لوگ جو اپنے اندھے پن کی وجہ سے بے وقوفی کر بیٹھے ان کے برابر ہو سکتے ہیں جو ایک ہدایت یافتہ شخص سے ہدایت حاصل کر چکے۔

13- اور یثرب والوں کے پاس ہدایت کا قافلہ ایک ایسے شخص کے ساتھ آ کر اترا جو سب میں بڑھ کر سعید تھا۔

14- وہ ایک نبی ہیں جو اپنی آنکھوں سے وہ باتیں دیکھتے ہیں جو عام لوگ نہیں دیکھتے اور ہر مجمع میں اللہ کی کتاب تلاوت فرماتے ہیں۔

15- اور اگر آج وہ کوئی پیشگوئی فرماتے ہیں تو وہ فوراً ہی بالکل سچی ثابت ہو جاتی ہے۔

حضور ﷺ کی وجہ سے دودھ اور کھانے میں برکت

حضرت مقدادؓ روایت کرتے ہیں کہ میں اور میرے دو رفیق ایسے فقر و فاقہ کی حالت میں آئے کہ ہماری شنوائی اور بینائی دونوں جا چکی تھی۔ ہم نے رسول کریم ﷺ کے صحابہ کی خدمت میں اپنے آپ کو پیش کیا مگر کسی نے ہمارا بار اُٹھانا منظور نہ کیا بالآخر ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ہم کو لے کر اپنے گھر تشریف لائے دیکھا تو گھر میں تین بکریاں موجود تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان بکریوں کا دودھ نکال کر ہم سب کے درمیان تقسیم کر لیا کرو۔ ہمارا دستور یہ تھا کہ ہم ان بکریوں کا دودھ نکالتے اور ہم میں سے ہر شخص اپنا اپنا حصہ پی لیتا اور آپ ﷺ کے حصے کا دودھ آپ ﷺ کے لئے رکھ چھوڑتا۔ بعد میں جب کبھی آپ ﷺ تشریف لاتے تو بس اتنی ہلکی آواز سے سلام کرتے کہ آدمی سوتا ہو تو بیدار نہ ہو اور بیدار ہو تو وہ سن لے کہ اس کے بعد مسجد میں تشریف لے جاتے اور نماز پڑھتے اس کے بعد تشریف لا کر اپنا حصہ نوش فرماتے۔ ایک شب کا قصہ ہے کہ میں اپنا حصہ پی چکا تھا۔ شیطان نے مجھے بہکایا کہ آپ تو انصار کے ہاں تشریف لے جاتے ہیں وہ آپ کی خدمت میں کچھ نہ کچھ پیش کرتے ہیں اور آپ ان کے ہاں تناول بھی فرما لیتے

ہیں۔ بھلا اس گھونٹ بھر دودھ کی آپ ﷺ کو کیا ضرورت ہے یہ سوچ کر میں گیا اور جا کر آپ کے حصہ کا دودھ بھی پی گیا جب میں نے اس کو اپنے پیٹ میں ڈال لیا اور اب گنجائش نہ رہی تو شیطان نے مجھے اُلٹا شرمندہ کیا اور کہا کہ کم بخت تو نے یہ ناشائستہ حرکت کی آپ ﷺ کے حصہ کا دودھ بھی پی گیا۔ جب آپ ﷺ تشریف لائیں گے اور اپنا حصہ نہ پائیں گے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ تیرے حق میں بددُعا فرمائیں اور تیرے دین و دنیا دونوں برباد ہو کر رہ جائیں گے ایک چھوٹی سی چادر اوڑھے ہوئے تھا اگر پیر ڈھانکتا تو میرا سر کھل جاتا اور اگر سر ڈھانکتا تو پیر کھل جاتے اور اس فکر میں کسی طرح نیند نہ آتی تھی میرے دو رفیق جنھوں نے یہ حرکت نہ کی تھی وہ آرام سے سو گئے اس کے بعد آپ ﷺ تشریف لائے اور حسب عادت سلام کیا پھر مسجد میں تشریف لے گئے اور نماز پڑھی اس کے بعد اپنے حصہ کا دودھ پینے کے لئے آئے برتن کھولا تو وہاں کچھ نہ تھا آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا میں نے کہا اب آپ نے میرے اوپر بددُعا فرمائی اور میں برباد ہوا' مگر آپ نے یہ دعا فرمائی۔ ''خدایا جو مجھے کھلائے تو اس کو کھلا اور جو مجھ کو پلائے تو اس کو پلا (آپ کی یہ دُعا سن کر) میں نے اپنی چادر سنبھالی اور چھری ہاتھ میں لے کر بکریوں کی طرف بڑھا کہ ان میں جو فربہ ہو میں آپ کے لئے اس کو ذبح کر ڈالوں، کیا دیکھتا ہوں کہ سب کے تھنوں میں دودھ بھرا ہوا ہے یہ دیکھ کر میں ایک برتن کی طرف بڑھا جس کے متعلق آپ کے گھر والوں کو یہ خیال بھی نہ گزرا تھا کہ کبھی دودھ اتنا ہوگا کہ اس برتن میں دوہا جائے گا لیکن میں نے اس میں دودھ دوہا تو وہ بھر گیا یہاں تک کہ اس کے اوپر جھاگ آ گئی۔ میں اس کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے پوچھا کیا تم لوگوں نے اپنا حصہ پی لیا ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہؐ آپ نوش فرمالیجیے، آپ ﷺ نے کچھ پی کر مجھ کو عنایت فرمادیا میں نے عرض کی اور نوش فرمایئے آپ نے اور پی لیا اور مجھ کو عنایت فرمادیا، جب میں سمجھ گیا کہ آپ خوب شکم سیر ہو چکے ہیں اور آپ کی دُعا مجھ کو لگ چکی ہے تو میں ہنس پڑا اور ہنستے ہنستے زمین پر گرا پڑا۔ آپ نے فرمایا مقداد یہ کیا ناشائستہ حرکت۔ میں نے عرض کی یارسول اللہؐ میرا پورا واقعہ یہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ برکت صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک رحمت تھی تم نے پہلے اس کی مجھ کو خبر کیوں نہ کی ہم تمہارے دونوں رفیقوں کو بھی جگا

لیتے اور وہ بھی اس برکت الٰہی میں شریک ہو جاتے۔ میں نے کہا اس اللہ کی قسم! جس نے آپ ﷺ کو حق دے کر بھیجا ہے جب وہ برکت آپ کو پہنچ گئی اور آپ کے طفیل مجھ کو بھی نصیب ہو گئی تو پھر مجھ کو اس کی کوئی پروا نہیں رہی کہ کسی اور کو بھی پہنچی یا نہیں۔ (مسلم شریف) قیس بن نعمانؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ خفیہ طور پر مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کے لئے چلے تو راستے میں ان کا گزر ایک غلام پر ہوا جو بکریاں چرا رہا تھا انہوں نے اس سے دودھ طلب کیا اس نے کہا میرے پاس دودھ والی بکری تو کوئی نہیں۔ صرف ایک ایسی بکری ہے جو شروع جاڑوں میں گابھن ہوئی تھی اس کے بعد وہ توہ گئی تھی یعنی قبل از وقت اس کا بچہ گر گیا تھا! اس لئے دودھ اس کے بھی نہیں رہا۔ آپ نے فرمایا اچھا جاو ہی لے آ۔ رسول اللہؐ نے دودھ نکالنے کے لئے اس کی ایک ٹانگ دبالی اور اس کے تھنوں پر دست مبارک پھیرا اور دُعا فرمائی۔ پس فوراً اس کے دودھ اتر آیا صدیق اکبرؓ ایک ڈھال لے کر آئے آپ ﷺ نے دودھ نکال کر پہلے ابوبکرؓ کو پلایا اس کے بعد پھر دودھ دوہا اور اس چرواہے کو پلایا پھر دودھ دوہا اور خود نوش فرمایا چرواہے نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔ بخدا بتایئے آپ کون صاحب ہیں' میں نے آپ جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو جب تک میں نہ کہوں میری خبر پوشیدہ رکھنا اس نے کہا بہت اچھا آپ نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر محمد ﷺ ہوں۔ اس نے عرض کی اچھا وہی تو نہیں جس کو قریش ''صابی'' کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ تو یہی کہتے ہیں اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ کا دین حق ہے اور آپ ﷺ نے جو یہ کام کیا ہے یہ تو نبی کے سوا کوئی دوسرا کر ہی نہیں سکتا اور اب آپ کے ساتھ چلتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ابھی یہ تم کو مشکل ہوگا لیکن جب تم کو میرے ظہور کی خبر ملے اس وقت تم ہمارے پاس آجانا۔ (مستدرک)

حضرت خبابؓ کی دختر بیان کرتی ہیں کہ میرے والد خبابؓ ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ ایک غزوہ میں چلے گئے ان کے پیچھے ہماری ضروریات کا خیال خود رسول اللہؐ فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ بکری تھی اس کا دودھ بھی ایک پیالے میں نکال دیا کرتے تھے اور آپ ﷺ کی برکت سے وہ اتنا بھر جاتا تھا کہ چھلکنے لگتا تھا وہ کہتی ہیں جب خبابؓ نے واپس آکر دودھ خود نکالا تو

جتنا وہ پہلے نکلتا تھا پھر اتنا ہی رہ گیا وہ کہتی ہیں ہم نے خبابؓ سے کہا جب رسول اللہؐ دودھ نکالا کرتے تھے تو ہمارا برتن بھر جایا کرتا تھا پھر جب سے اس کا دودھ آپ نے نکالنا شروع کیا ہے تو وہ بہت گھٹ گیا ہے۔

ایک وحشی جانور کا حضور ﷺ کی تعظیم کرنا

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کے گھر میں ایک جنگلی جانور تھا جب آپ ﷺ باہر چلے جاتے تو ادھر ادھر دوڑتا اور کھلاڑیاں کرتا اور جہاں آپ ﷺ کی تشریف آوری کی آہٹ محسوس کرتا تو فوراً ایک گوشہ میں دبک کر بیٹھ جاتا اور ذرا آواز نہ نکالتا اس خیال سے کہ مبادا آپ کو تکلیف ہو۔ (مسند احمد)

حضور ﷺ کی دُعا سے سورج کا لوٹ آنا

حضرت اسماء سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے مقام صہباء میں ظہر کی نماز پڑھی اور نماز عصر سے فارغ ہو کر حضرت علیؓ کو بلایا (حضرت علیؓ نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی) جب وہ تشریف لائے تو آپ نے ان کی گود میں اپنا سر مبارک رکھا (اور آپ ﷺ کی آنکھ لگ گئی) حضرت علیؓ نے آپ کو بیدار کرنا پسند نہیں کیا کہ اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو خواب سے بیدار نہ کرنے کا دستور تھا یہاں تک کہ آفتاب قریب الغروب ہو گیا (اور عصر کی نماز کا وقت نکل گیا) جب آپ کی آنکھ کھلی تو آپ نے دیکھا کہ حضرت علیؓ کی نماز عصر کا وقت جاتا رہا۔ تو آپ ﷺ نے دُعا فرمائی خدایا تیرا بندہ علیؓ تیرے نبی کی خدمت میں حاضر میں تھا (اور اس کی نماز عصر جاتی رہی) تو تو آفتاب کو پھر مشرق کی طرف لوٹا دے اسماء بیان کرتی ہیں کہ آفتاب اتنا لوٹ آیا کہ اس کی دھوپ پہاڑوں پر اور زمین پر پھر پڑنے لگی اس کے بعد حضرت علیؓ اُٹھے اور وضو فرما کر عصر کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد آفتاب غروب ہوا یہ واقعہ صہباء کا ہے۔ (مشکل الآثار)

حضور ﷺ پر بادلوں کا سایہ کرنا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہؐ سے دریافت کیا کیا غزوۂ احد سے

بڑھ کر بھی کوئی اور سخت وقت آپ پر گزرا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا تھا تمہاری قوم کی طرف سے جو جو مصائب میں نے برداشت کئے وہ تو کئی ایک تھے لیکن ایک بڑا سخت وقت مجھ پر وہ گزرا ہے جب کہ میں نے ابن عبد یالیل کے سامنے اپنی نبوت کو پیش کیا تو اس نے میری مرضی کا جواب نہ دیا اور صاف انکار کر دیا میں سر جھکائے مغموم چلا آ رہا تھا مقام قرن الثعالب پر آ کر ذرا میری طبیعت سنبھلی تو میں نے اپنا سر اُٹھایا کیا دیکھتا ہوں ایک بادل کا ٹکڑا مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے اس کی طرف نظر کی دیکھا تو اس میں جبرئیل علیہ السلام موجود ہیں اور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوم کا جواب سن لیا اور آپ کی خدمت میں پہاڑوں پر موکل فرشتہ کو بھیجا ہے آپ کے ان کے متعلق جو چاہیں اس کو حکم دیں اس کے بعد ملک الجبال (پہاڑوں پر موکل فرشتہ) نے مجھ کو سلام کیا اور کہا اے محمد! یہ درست بات ہے اب فرمایئے کیا حکم فرماتے ہیں اگر حکم ہو تو میں ان دو پہاڑوں کے درمیان ان سب کو کچل ڈالوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں مجھ کو یہ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل میں کوئی بندہ ایسا پیدا کرے گا جو خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت کرے۔ (بخاری شریف)

حضور ﷺ کے زمانہ میں درندوں کا کلام کرنا

ابو سعید خدریؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیے نے کسی بکری پر حملہ کیا اور اس کو جا دبایا' چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا بھیڑیا دم دبا کر بیٹھ گیا اور یوں بولا: او چرواہے تجھ کو اللہ کا خوف نہیں آتا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو رزق عطا فرمایا تھا اور تو نے اس کو مجھ سے چھین لیا یہ سن کر چرواہا کہنے لگا کیسے تعجب کی بات ہے کہ ایک بھیڑیا دم دبا کر بیٹھا ہوا کس طرح انسانوں کی طرح باتیں کر رہا ہے۔ بھیڑیے نے جواب دیا میں تجھ کو اس سے بڑھ کر ایک اور عجیب بات سناتا ہوں اور وہ یہ کہ محمد یثرب میں لوگوں کو وہ خبریں بتا رہے ہیں جو گزر چکی ہیں چرواہا اپنی بکریاں ہانکتا ہوا مدینہ میں پہنچا اور ان کو ایک کنارہ میں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سارا ماجرہ عرض کیا آپ ﷺ نے نماز کے لئے حکم دیا' چنانچہ اعلان کر دیا گیا کہ نماز تیار ہے اس کے بعد آپ تشریف لائے اور اس گنوار سے فرمایا ان لوگوں کو بھی وہ بات سنا دو۔ اس نے جو

واقعہ دیکھا تھا من وعن سب بیان کیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا یہ سچ کہتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! قیامت اس وقت ہرگز نہیں آئے گی جب تک درندے انسانوں سے باتیں نہ کرنے لگیں اور جاندار تو در کنار آدمی کے چابک کا پھندنا اور اس کے جوتے کا تسمہ بھی اس سے باتیں کرے گا بلکہ خود انسان کی ران یہ بتائے گی کہ اس کے جانے کے بعد اس کی بی بی نے کیا کیا ہے۔ (مسند احمد)

حضور ﷺ کی دُعا سے چاند کا دو ٹکڑے ہونا

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے رسول کریم ﷺ سے اس بات کی فرمائش کی کہ آپ ان لوگوں کو کوئی معجزہ دکھائیں۔ تو آپ نے ان کو چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو جانے کا معجزہ دکھایا یہاں تک کہ انہوں نے کوہ حرا کو ان دونوں ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔ (متفق علیہ) ترمذی میں اضافہ اور ہے کہ اس کے بعد سورۂ قمر نازل ہوگئی، (گویا یہی معجزہ اس کا مصداق ہے)

حضرت ابن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے عہد مبارک میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا: آپ ﷺ نے فرمایا دیکھو گواہ رہنا۔ (بخاری)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں میں سے ایک پیغمبر نے جہاد کا ارادہ کیا تو انہوں نے اپنی فوج سے مخاطب ہو کر یوں فرمایا: میرے ساتھ وہ شخص نہ چلے جس نے نکاح کیا ہو اور ابھی بھی اس نے اپنی بی بی سے صحبت نہ کی ہو اور وہ شخص بھی نہ چلے جس نے مکان بنایا ہو اور ہنوز اس کی چھت نہ ڈالی ہو اور وہ شخص بھی نہ چلے جس نے بکریاں اور گابھن اونٹیاں خرید کی ہو اور وہ ان کے جننے کا منتظر ہو (اس لئے کہ ان لوگوں کا دل ان میں پڑا رہے گا وہ صحیح اور اطمینان سے جہاد نہ کر سکیں گے) یہ کہہ کر وہ پیغمبر جہاد کے چلے اور عصر کے وقت یا عصر کے قریب اس بستی کے پاس پہنچے (جہاں ان کو جہاد کرنا تھا) تو پیغمبر نے سورج سے کہا تجھ کو غروب ہونے کا حکم ہے اور مجھ کو جہاد کا حکم۔ اے اللہ! تھوڑی دیر کے لئے تو اس کو غروب ہونے سے روک دے۔ تا کہ ہفتہ کی رات نہ آجائے کیونکہ ہفتہ کو جنگ کرنا ان کی شریعت میں درست نہ

تھا اور یہ لڑائی جمعہ کے دن ہوئی تھی) چنانچہ سورج ٹھہر گیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح نصیب فرمائی، پھر لوگوں نے مال غنیمت ایک جگہ لا کر جمع کر دیا حسب دستور اس کے جلانے کے لئے آسمان سے آگ آئی لیکن اس نے نہ جلایا۔ اس پر اس پیغمبر نے فرمایا تم میں سے کسی شخص نے اس مال میں خیانت کی ہے، جب ہی تو مال غنیمت قبول نہ ہوا۔ لہٰذا تم میں سے ہر قبیلہ کا ایک آدمی مجھ سے آکر بیعت کرے، چنانچہ سب نے بیعت کی ایک شخص کا ہاتھ پیغمبر کے ہاتھ سے لگا تو ان کے ہاتھ سے چپک گیا، پیغمبر نے کہا کہ چوری تم میں سے کسی نے کی ہے، اس پر انہوں نے بیل کے سر کے برابر سونا لا کر رکھ دیا، اس کے بعد آگ آئی اور اس کو جلا کر رکھ دیا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مقام صہبا میں ظہر کی نماز پڑھی اور نماز عصر سے فارغ ہو کر حضرت علیؓ کو بلایا۔ (حضرت علیؓ نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی) جب وہ آئے تو آپ نے ان کی گود میں اپنا سر مبارک رکھا (اور آپ کی آنکھ لگ گئی) حضرت علیؓ نے آپ کو بیدار کرنا پسند نہیں کیا یہاں تک کہ آفتاب قریب الغروب ہو گیا (اور عصر کی نماز کا وقت جاتا رہا تو آپ نے دُعا فرمائی خدایا تیرا بندہ علیؓ تیرے نبی ﷺ کی خدمت میں تھا (اور اس کی عصر کی نماز جاتی رہی) تو تو آفتاب کو پھر مشرق کی جانب لوٹا دے۔ اسماءؓ بیان کرتی ہیں کہ آفتاب اتنا لوٹ آیا کہ اس کی دھوپ پہاڑوں اور زمین پر پھر پڑنے لگی۔ اس کے بعد حضرت علیؓ اُٹھے اور وضو کیا اور نماز ادا کی اس کے بعد آفتاب غروب ہوا یہ واقعہ مقام صہبا نکا ہے۔ (مشکل الآثار)

حضور اکرم ﷺ کی آواز مبارک کا صحابہ کا دور سے سن لینا

حضرت سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک بار جمعہ کے دن منبر پر بیٹھے اور لوگوں سے فرمایا تم سب بیٹھ جاؤ عبداللہ بن دورہ جو محلہ بنی غنم میں تھے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کی آواز سنی تو وہیں اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ (بیہقی)

عبدالرحمان بن معاذ تیمی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مقام منیٰ میں ہم کو خطبہ دیا تو ہمارے کان کھل گئے۔ دوسری روایت ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ہمارے کان کھول دیے یہاں تک کہ ہم اپنے اپنے گھروں میں رہتے تھے اور حضور ﷺ کے ارشادات کو سن لیا کرتے تھے۔ (ابن سعد)

حضور ﷺ کی جدائی سے کھجور کے تنے کا رونا

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک انصاری نے رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی اجازت ہو تو میں آپ کے لئے کوئی چیز (یعنی منبر) تیار کرادوں جس پر بیٹھ کر آپ خطبہ دیا کریں کیونکہ میرا ایک غلام ہے جو بڑھئی کا کام کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو تیار کرالو۔ جب جمعہ کا دن آیا رسول کریم ﷺ اس منبر پر بیٹھے جو آپ کے لئے تیار کیا گیا تھا تو کھجور کا درخت جس پر سہارا لے کر آپ پہلے خطبہ دیا کرتے تھے ایسا چیخ چیخ کر رونے لگا گویا غم کے مارے پھٹ جائے گا اس کے نالہ و بکا پر آپ منبر پر سے اترے اور آپ نے آکر اس کو گلے لگایا تو وہ اس طرح سسکنے لگا جیسا روتے ہوئے بچے کو بہلا کر خاموش کرتے ہیں اور وہ سسکیاں لینے لگتا ہے یہاں تک کہ بالکل خاموش ہو گیا۔ (بخاری و مسلم)

سائل کو نہ دینے پر گوشت کا پتھر بننا

حضرت عثمانؓ کے ایک مولیٰ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ام سلمہؓ کے گھر گوشت کا ایک ٹکڑا کہیں سے بطور ہدیہ آیا چونکہ آپ ﷺ کو گوشت مرغوب تھا اس لئے انہوں نے گھر کی خادمہ سے کہا کہ اس کو حفاظت سے رکھ چھوڑ شاید آپ ﷺ تشریف لائیں اور اس کو تناول فرمائیں۔ خادمہ نے گوشت کا وہ ٹکڑا اُٹھا کر ایک طاق میں رکھ دیا اتفاق سے ایک سائل آنکلا اور دروازہ پر آکر صدا دی کچھ صدقہ دو اللہ تم کو برکت عطا فرمائے۔ عرب کے دستور کے مطابق جواب ملا اللہ تم کو برکت عطا فرمائے۔ (جب کسی وجہ سے فقیر کو نہ دینا ہو تو یہ کہہ دیا جاتا ہے) یہ سن کر سائل واپس چلا گیا جب آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ام سلمہ! تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ ہو گا انہوں نے عرض کی جی ہاں اور خادمہ کو حکم دیا کہ فوراً جائے اور وہ گوشت لا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرے وہ گوشت لینے گئی کیا دیکھتی ہے کہ وہاں تو ایک پتھر کے ٹکڑے کے سوا اور کچھ نہ تھا جب یہ ماجرا آپ ﷺ سے بیان کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ گوشت پتھر کا ٹکڑا بن گیا کیونکہ تم نے اس کو سائل کو نہیں دیا تھا۔

حضور ﷺ کی برکت سے کھانے پینے کی اشیاء میں برکت

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کا انتقال اس حال میں ہوا کہ میرے یہاں الماری میں کوئی چیز نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے بس صرف تھوڑے جو رکھے ہوئے تھے۔ تو میں اسی سے کھاتی رہتی یہاں تک کہ رات گزر گئی، پس میں نے ایک دن انہیں ناپ لیا بس اسی دن وہ برکت ختم ہو گئی۔ (بخاری)

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ان کے والد شہید ہو گئے اور ان پر کچھ قرض تھا وہ چھ بیٹیاں چھوڑ گئے تو جب کھجور توڑنے کا زمانہ آیا تو میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ کو معلوم ہے کہ جنگ احد میں میرے والد شہید ہو گئے ان پر بہت قرض تھا میں یہ چاہتا تھا کہ (آپ میرے کھجوروں کے ڈھیروں کے پاس چلے چلیں اور) قرض خواہ لوگ وہاں آپ کو دیکھ لیں (تو مطالبہ میں کچھ نرمی کریں گے) تو حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کے ڈھیر الگ الگ لگا دو۔ جب قرض خواہوں نے ان ڈھیروں کو دیکھا (یا رسول اللہ ؐ کو دیکھا) تو اس وقت یک بارگی میرے خلاف وہ لوگ مشتعل ہو گئے جب حضور ﷺ نے یہ ماجرا دیکھا کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہیں تو حضور ﷺ اس میں سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین بار گھومے پھر اسی پر بیٹھ گئے پھر مجھ سے فرمایا جاؤ اپنے قرض خواہوں کو میرے پاس بلا لاؤ۔ اس کے بعد حضور ﷺ ان کو ناپ ناپ کر دیتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد پر جو قرض امانت تھی وہ سب ادا کر دی اور میں اس پر بھی راضی تھا کہ اللہ تعالیٰ بس میرے والد پر جو قرض ہے وہی ادا کرا دے خواہ میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی بچا کر نہ لے جا سکوں کچھ پروا نہیں۔ لیکن آپ ﷺ کی برکت سے اللہ نے وہ سب کے سب ڈھیر بچا دیے اور جس ڈھیر پر حضور ﷺ بیٹھے تھے اس کو تو میں نے یہ دیکھا کہ گویا اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہ ہونے پائی۔ (بخاری)

اور دوسری روایت میں ہے کہ ان کے والد پر (30) تیس وسق کھجوریں ایک یہودی کی قرض تھیں جو جابرؓ نے چاہا کہ اس قرض خواہ سے کچھ مہلت لے لے تب حضور ﷺ کے پاس جابرؓ یہ کہنے آئے کہ ذرا اس یہودی سے آپ کچھ مہلت دینے کی سفارش کر دیں تو حضور ﷺ اس یہودی

کے پاس گئے اور اس سے کہا جتنا تمہارا قرض ہے اس کے عوض تم ایک درخت کی کھجوریں لے لو۔ اس نے منظور نہیں کیا۔ اس پر آپ ﷺ ان کے کھجوروں کے باغ میں تشریف لے گئے اور کچھ ٹہلے اس کے بعد آپ ﷺ نے جابرؓ سے فرمایا کہ کھجوریں لے کر اس کا پورا قرض ادا کر دو۔ پھر رسول اللہ ﷺ واپس چلے گئے جب جابرؓ نے اس کو ناپ کر تیس وسق کھجوریں دے دیں اس کے بعد بھی اس کے پاس ستر وسق کھجوریں بچی رہیں۔ تو حضرت جابرؓ اس ماجرے کی خبر دینے آپ ﷺ کے پاس آئے تو دیکھا کہ آپ عصر کی نماز پڑھ رہے ہیں جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو حضرت جابرؓ نے آپ کو کھجوروں کے بچ جانے کی خبر دی آپ نے فرمایا کہ جاؤ اس کی اطلاع عمرؓ بن الخطاب کو بھی کر دو۔ حضرت جابرؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے حضرت عمرؓ بولے کہ جب حضور ﷺ نے باغ میں چہل قدمی فرمائی تھی میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ حق تعالیٰ اس میں ضرور بالضرور برکت دے کر ہی رہیں گے۔

-3 حضرت جابرؓ راوی ہیں کہ ام مالک کا دستور تھا ایک کپی میں حضور ﷺ کے پاس گھی مدینہ بھیجا کرتی تھیں، پھر جب ان کے لڑکے آتے اور کچھ سالن مانگتے اور ان کے یہاں سالن کے قسم کی کوئی اور چیز نہ ہوتی تو بی بی ام مالک اس کپی کی طرف بڑھتی جس میں حضور ﷺ کے پاس گھی بھیجا کرتی تھیں تو برابر ویسا گھی پاتیں۔ راوی کہتے ہیں کہ عرصے تک برابر وہ سالن مہیا کر دیا کرتی تھی۔ پس ایک دن انہوں نے اس کپی کو اچھی طرح پونچ پانچھ لیا اور اس کے بعد حضور ﷺ کے پاس آئیں (اور نچوڑنے کا ذکر کیا) تو حضور ﷺ نے فرمایا ارے کیا تم نے اس کو نچوڑ کر صاف کر دیا کہنے لگیں جی ہاں! فرمایا اگر تم اس کو ویسے رہنے دیتی تو برکت قائم و باقی رہتی۔
(مسلم شریف)

-4 حضرت جابرؓ ہی اس کے بعد بھی راوی ہیں کہ آدمی حضور ﷺ کے پاس آیا اور کھانے کو کچھ مانگا آپ ﷺ نے اس کو تھوڑے جو مرحمت فرمادیئے عرصے تک وہ آدمی اور اس کی بیوی اور ان دونوں کے آئے گئے مہمان اس میں کھاتے رہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ اس نے وہ جو ناپ ڈالے اس کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کاش! تم نے اس کو نہ

ناپا ہوتا تو تم اس میں سے برابر کھاتے رہتے اور وہ اسی طرح باقی رہتا۔ (مسلم)

-5 حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اپنی شادی فرمائی اور انہی زوجہ محترمہ کے ساتھ شب باشی فرمائی تو ام سلیم نے حریرہ پکا کر اپنے پتھر کے ایک برتن میں رکھ دیا اور کہا کہ اے انسؓ اسے لے کر حضور ﷺ کے پاس جاؤ (تو وہ اسے لے کے کر حضور ﷺ کے پاس آئے) اور کہا کہ میری والدہ نے آپ کو سلام کہا ہے اور آپ ﷺ کی خدمت میں یہ ہدیہ بھیجا ہے اور کہا ہے کہ یہ ہماری طرف سے آپ ﷺ کی خدمت میں ایک حقیر ہدیہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا اسے رکھ دو اور جاؤ فلاں فلاں اور فلاں کو بلا لاؤ اور بھی چند آدمیوں کا نام لیا اور فرمایا۔ جو شخص بھی تمہیں ملے اسے بھی بلا لاؤ۔ راوی کہتے ہیں کہ جس کا نام حضور ﷺ نے لیا تھا ان کو اور جو مجھے ملے ان بھی بلا لایا، اس پر جعد (راوی کا نام) نے حضرت انسؓ سے پوچھا ان سب کی تعداد کل کتنی ہو گی؟

تو حضرت انسؓ نے کہا کہ وہ سب کچھ اور تین سو آدمی تھے، پھر مجھ سے حضور کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے انسؓ وہ برتن تو لاؤ۔ پھر وہ مہمان آنا شروع ہوئے تو پھر پورا صفہ اور وہ حجرہ شریف سب بھر گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا دس دس آدمی حلقہ بنا کر بیٹھیں اور ہر شخص اپنے سامنے ہی سامنے سے لے کر کھائے۔ راوی کہتے ہیں کہ ان دسوں نے کھایا اور پیٹ بھر کر کھایا۔ اس طرح ایک ٹولی کھا کر نکلتی اور دوسری ٹولی اندر جاتی یہاں تک کہ سب ہی نے کھا لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے انسؓ اب اسے اُٹھاؤ، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں کچھ نہیں بتا سکتا کہ جب میں نے وہ پیالہ لاکر رکھا تھا جب زیادہ تھا یا جب اس کو اُٹھایا (یعنی جوں کا توں رہا) حضرت انسؓ فرماتے ہیں یہ اسی موقع کا واقعہ ہے کہ کچھ لوگ کھا کر وہیں بیٹھ گئے اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے اور آیات حجاب کا نزول اسی موقع پر بیان کیا گیا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت سمرہ بن جندبؓ روایت کرتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کی خدمت میں تھے اور صبح شام ایک ہی پیالہ میں سے کھانا کھاتے رہتے اور ہم (ایک برتن میں) اس پر دس آدمی بیٹھتے اور ان کے بعد اور دس آدمی بیٹھ جاتے، تو ہم نے پوچھا یہ برکت اس میں کہاں سے آتی ہے یہ کہہ کر

آسمان کی طرف اشارہ فرمایا (یعنی آسمان سے آتی تھیں)

7- حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں: جب (جنگ کے لئے مدینہ کے اردگرد) خندق کھودی جارہی تھی تو میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا۔ تو میں فوراً اپنی بیوی کے پاس آیا اور میں نے کہا تمہارے یہاں کچھ کھانے کے لئے زائد ہے کیونکہ میں نے آپ ﷺ پر شدید بھوک کا اثر دیکھا ہے اس نے ایک تھیلا نکالا، اس میں ایک صاع جو ہوں گے اور ہمارے یہاں گھر کا ایک پلا ہوا بکری کا بچہ تھا بس میں نے تو اس کو ذبح کیا اور بیوی نے جو پیسے ادھر وہ آٹا پیس کر فارغ ہوئی ادھر میں گوشت بنا کر فارغ ہوا اور میں نے اس کی بوٹیاں بنا کر ہانڈی میں ڈال دی اور گھر سے واپس ہو کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا بی بی نے کہا دیکھنا (ذرا سا کھانا ہے) ہم کو آپ ﷺ کے اور آپ کے ہمرائیوں میں کہیں شرمندہ نہ کرنا۔ یہ کہتے ہیں میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے چپکے سے آپ کے کان میں کہا۔ یارسول اللہ ہم نے ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور بیوی نے ایک صاع جو کا آٹا پیسا ہے آپ ﷺ میرے ساتھ تشریف لے آئیں یہ سن کر آپ ﷺ نے عام اعلان فرمادیا کہ جابرؓ نے تم سب کی دعوت کی ہے' لہٰذا تم سب جلدی سے چلو اور آپ ﷺ نے فرمایا جب تک میں نہ آؤں اپنی گوشت کی ہانڈی چولھے پر سے نہ اتارنا اور نہ آٹے کی روٹی پکانا جب گھر لوگوں کے آگے آگے آپ ﷺ تشریف لارہے تھے میں بی بی کے پاس آیا (اور ماجرا کہا) اس نے کہا کہ اللہ تمہارا بھلا کرے۔ میں نے کہا تمہارے کہنے کے مطابق خاموشی کے ساتھ ہی آپ ﷺ کے سامنے پیش کردیا آپ ﷺ نے اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور برکت کے لئے دُعا فرمائی اس کے بعد ہماری ہانڈی کے پاس آئے اور اس میں بھی اپنا لعاب دہن ڈالا اور دُعا برکت فرمائی' پھر فرمایا اب ایک عورت بلالاؤ جو تمہارے ساتھ روٹیاں پکاتی رہے اور اپنی ہانڈی کے گوشت نکال نکال کر دیتی رہو۔ مگر دیکھنا ہانڈی چولھے کے اوپر سے نہ اتارنا۔ اس وقت کھانے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی اللہ کی قسم! سب نے وہ کھانا کھایا یہاں تک کہ سب لوگ کھا کر واپس ہوگئے اور کھانا باقی رہ گیا ہماری ہانڈی ویسے کی ویسے ہی بھری ہوئی رہ گئی اور آٹا بھی اتنا ہی پڑا ہے جتنا تھا۔ (رواہ الشیخان)

8- حضرت ابوہریرہؓ فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ (ایک وقت مجھ پر ایسا بھی گزرا ہے کہ) میں بھوک میں کبھی کبھی زمین سے اپنا کلیجہ لگالیا کرتا تھا اور کبھی کبھی بھوک کے مارے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتا تھا اور ایک مرتبہ تو میں اس راستہ پر جا بیٹھا جس سے مسلمان گزرا کرتے تھے۔ ابوبکرؓ گزرے تو میں نے ان سے قرآن کی آیت کا مطلب اس لئے پوچھا کہ شاید یہ میرا حال پوچھیں اور مجھ کو اپنے ساتھ لے کر جا کر کچھ کھانے کو دیں۔ مگر وہ گزرتے ہوئے چلے گئے اور انہوں نے میری بات نہ پوچھی پھر حضرت ابوالقاسم گزرے تو جب مجھے دیکھا تو مسکرائے اور میرے چہرے بلکہ میرے دل میں جو آثار اور خواہش تھی اسے پہچان گئے اور فرمایا اے ابوہریرہ میں نے عرض کی جی یارسول اللہؐ نے فرمایا آؤ میرے ساتھ چلو اور حضور ﷺ چلے اور میں پیچھے پیچھے چلا آپ ﷺ گھر میں چلے گئے پھر میں نے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ تو آپ ﷺ نے ایک پیالہ میں کچھ دودھ رکھا ہوا پایا آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے گھر والوں نے کہا کہ اسے فلاں مرد یا عورت نے (راوی کو شک ہے) آپ ﷺ کے پاس ہدیہ بھیجا ہے۔ آپ ﷺ نے خوش ہو کر مجھ سے فرمایا: اے ابوہریرہ! میں نے کہا جی رسول اللہ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اہل صفہ کے پاس اور ان کو میرے پاس بلالاؤ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ یہ اصحاب صفہ صرف اسلامی مہمان تھے ان کا نا کوئی گھر نہ کوئی کاروبار تھا جب کبھی حضور ﷺ کے پاس کہیں سے کچھ صدقہ وخیرات کا کھانا آتا تب آپ ﷺ وہ سب کا سب انہیں کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ لیتے اور جب آپ ﷺ کے پاس کچھ ہدیہ آتا تو ان کے پاس بھیج دیتے اور خود بھی اس میں سے کچھ تناول فرماتے اور اصحابہ صفہ کو بھی اس میں شریک کرلیتے تو مجھ پر اصحاب صفہ کو بلانا شاق گزرا اور میں نے دل میں سوچا کہ اصحاب صفہ کی تعداد تو بہت ہے ایک پیالہ دودھ کیا کافی ہوسکے گا۔ میں زیادہ مستحق تھا اتنا دودھ مجھے پینے کو مل جاتا جس سے مجھ میں کچھ جان آتی تب وہ لوگ آئے تو حضور ﷺ مجھ کو تقسیم کا حکم دیتے تھے میں ہی ان کو دیتا تھا اور اُمید نہ تھی کہ اس میں سے کچھ بچ کر مجھے بھی مل سکے گا مگر کیا کرتا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا حکم تھا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کو

خوشی سے ماننے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا اور الغرض کہ میں اصحاب صفہ کے پاس گیا اور آپ کی
دعوت پہنچا دی تو وہ سب لوگ آ پہنچے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے
اجازت دے دی تو وہ لوگ مکان میں آ کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ تو حضور ﷺ نے محبت کے
لہجے میں فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے کہا جی رسول اللہؐ فرمایا یہ لو اور ان کو تقسیم کر دو میں نے وہ پیالہ
لے کر ہر ایک آدمی کو باری باری دیا اور وہ اس کو پی لیتا اور وہ جب خوب سیر ہو جاتا تب وہ شخص
پیالہ مجھے واپس کرتا یہاں تک کہ میں اسے حضور ﷺ کے پاس لے کر پہنچا بقیہ سب لوگ سیر ہو کر
پی چکے تھے تو حضور ﷺ نے وہ پیالہ لے کر اپنے دست مبارک پر رکھا اور پھر میری طرف دیکھا اور
مسکرائے فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کیا جی۔ رسول اللہؐ نے فرمایا میں اور تم ہی باقی رہ گئے
میں نے عرض کیا آپ ﷺ نے سچ فرمایا رسول اللہؐ نے فرمایا بیٹھو اور تم پیو میں بیٹھ گیا اور میں نے
پیا حضور ﷺ بار بار فرماتے جاتے اور پیو اور پیو آخر میں میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے
آپ ﷺ کو دین حق دے کر بھیجا مجھ میں اور اتنی گنجائش نہیں ہے حضور ﷺ نے فرمایا اچھا تو لاؤ
مجھے پلاؤ۔ میں نے وہ پیالہ حضور ﷺ کو دیا آپ ﷺ نے اللہ کی تعریف کی بسم اللہ پڑھی اور بقیہ
دودھ پی لیا۔ (بخاری شریف)

9- حضرت عبدالرحمٰن بن ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ ہم 130 لوگ حضور ﷺ کے ساتھ تھے
آپ ﷺ نے فرمایا کسی کے پاس کچھ کھانے کی چیز بھی ہے معلوم ہوا کہ ایک شخص کے پاس صاع
(ساڑھے تین سیر) جو کا آٹا ہے تو اس نے اسے گوندھا اتنے میں ایک شخص جس کے بال بکھرے
ہوئے اور کشیدہ قامت تھا کچھ بکریاں ساتھ لے کر آیا تو اس سے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا
قیمت سے دو گے یا ہدیہ یا عطیہ کے طور پر دو گے؟ اس نے کہا نہیں میں قیمت کے طور پر دوں گا تو
آپ ﷺ نے اس سے ایک بکری خرید لی اور ذبح کی وہ بنائی گئی اور نبی کریم ﷺ نے اس کے
پیٹ کی کلیجی دل گردہ وغیرہ کو بھوننے کا حکم دیا اور اللہ کی قسم 130 آدمیوں میں کوئی ایک شخص بھی
نہیں بچا۔ جس کو حضور ﷺ نے اس کی کلیجی اور دل گردہ میں سے نہ دیا ہو اگر وہ موجود ہوتا تو اسے
دے دیتے اور جو موجود نہ ہوتا اس کے لئے رکھ لیتے اور اس سے ایک پیالہ بھر کر رکھا تو سب لوگوں

نے اس میں سے کھایا اور خوب سیر ہو کر کھایا اس کے بعد دو پیالے بچ گئے اور ہم اسے اونٹ پر لاد
کر لے گئے۔ (رواہ الشیخان)

10- حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ حضرت ابو طلحہؓ نے ام سلیم سے کہا آج میں نے
رسول کریم ﷺ کی آواز (مبارک) سنی تو بہت کمزور تھی مجھے اس میں بھوک کی شدت کا اثر محسوس
ہوا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے اس کے بعد انہوں نے جو کی چند
روٹیاں نکالیں، پھر انہوں نے اپنی ایک اوراوڑھنی نکال کر اس کے ایک حصہ میں روٹیاں لپیٹ دیں
پھر اسے میرے کپڑوں کے نیچے چھپایا اور اس کے ایک حصہ کو مجھے اوڑھا دیا پھر مجھے رسول
کریم ﷺ کے پاس بھیجا میں اسے لے کر گیا میں نے دیکھا آپ مسجد میں بیٹھے ہیں اور آپ کے
ساتھ بہت سے لوگ بیٹھے تھے تو میں نے ان کو سلام کیا حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم کو ابو طلحہ نے بھیجا
ہے؟ میں نے کہا جی ہاں آپ نے پوچھا کچھ کھانا دے کر بھیجا ہے میں نے کہا جی ہاں۔ تو
حضور ﷺ نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو فرمایا اُٹھو چلو حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ چلے اور
میں بھی آپ کے ہمراہ چلا یہاں تک کہ میں ابو طلحہ کے پاس پہنچا اور میں نے ان کو خبر دی تو ابو طلحہ
نے ام سلیم سے کہا ارے سنو۔ حضور ﷺ تو سب لوگوں کو ہمراہ لئے آ پہنچے ہیں اور ہمارے پاس تو
کچھ ہے نہیں کہ آپ کو کچھ کھلا سکیں۔ وہ بولیں اب اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی اس کو خوب سمجھتے
ہیں حضرت ابو طلحہؓ باہر آ کر حضور ﷺ سے ملے تو حضور آگے بڑھے ابو طلحہؓ آپ کے ہمراہ تھے
آپ ﷺ گھر میں تشریف لے گئے تو آپ نے پوچھا پس ام سلیمؓ لاؤ دیکھیں تمہارے پاس کیا ہے
تو وہی روٹیاں سامنے لے آئیں آپ نے ان روٹیوں کو توڑ کر چورا چورا کیا اس کے بعد ام سلیم گھی
کی کپی (شیشی) لے آئیں اور ان روٹیوں پر گھی لگا دیا، پھر حضور ﷺ نے اس پر کچھ پڑھا جو اللہ
تعالیٰ نے ان سے پڑھوایا اس کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا کہ دس آدمیوں کو اندر بلا لاؤ۔ ان کو
آنے کی اجازت دی تو انہوں نے پیٹ بھر کر کھایا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دس آدمیوں کو اور بلا
لاؤ وہ بھی پیٹ بھر کر چلے گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا دس آدمیوں کو اور بلا لاؤ وہ بھی بلا لئے گئے
یہاں تک کہ پوری جماعت نے شکم سیر ہو کر کھایا اس وقت اس جماعت میں ستر یا اسی آدمی تھے اور

بخاری میں اسی کی تعداد ہے۔ایک اور دوسری روایت میں کہ حضور ﷺ نے اور حضرت ابوطلحہؓ انسؓ نے ام سلیمؓ نے بھی کھایا' پھر بھی جو اس میں سے بچا رہا اپنے پڑوسیوں کے پاس ہدیہ بھیجا۔

11- حضرت سلمہؓ کہتے ہیں کہ ہم غزوۂ خیبر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔آپ نے ہم کو حکم دیا کہ جو کچھ ہمارے توشہ دانوں میں ہے یعنی کھجوریں اس کو ایک جگہ جمع کر دیں اس کے بعد حضور ﷺ نے چمڑے کا دستر خوان بچھایا اور اسی پر ہمارے توشہ دانوں کا سامان انڈیل دیا راوی کہتے ہیں کہ میں نے گردن اونچی کی اور اس ڈھیر کو دیکھا تو میرے اندازے میں وہ ڈھیر بکری کے بیٹھنے کی جگہ کے برابر تھا اور ہم لوگوں کی تعداد جو 1400 سو تھی تو ہم سب نے کھایا اس کے بعد پھر میں نے گردن اُٹھائی تو میرے اندازے میں وہ ڈھیر اب بھی بکری کے بیٹھنے کی جگہ کے برابر تھا' یعنی جوں کا توں تھا۔

12- ابی ہریرہؓ کہتے ہیں حضور ﷺ کے پاس میں کچھ کھجوریں لے کر آیا اور عرض کیا کہ میرے لئے اس میں کچھ برکت کی دُعا فرما دیجئے۔تو کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ان کو اپنے سامنے تہہ بہ تہ لگایا ان کو خوب ملا ملا کر رکھ لیا کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے دُعا فرمائی پھر مجھ سے فرمایا اس کو اپنے توشہ دان میں ڈالو اور دیکھو انہیں اپنا ہاتھ ڈال ڈال کر نکالتے رہنا' پھر ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس میں سے اتنے اتنے وسق کھجوریں تو اللہ کی راہ میں بانٹیں اور خود بھی کھائیں اور دوستوں کو بھی کھلائیں اور وہ تھیلی میرے تہہ بند کے ساتھ بندھی رہا کرتی تھی جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو وہ تھیلی کہیں میرے پاس سے ٹوٹ کر جا پڑی۔(ترمذی)

13- حضرت دکین بن سعید مدنی کہتے ہیں کہ ہم لوگ 440 تھے حضور ﷺ کی خدمت میں کھانے کی چیزیں مانگنے پر آپ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا جاؤ ان کو دے دو۔انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اب تو بجز چند صاع کھجوروں کے اور کچھ نہیں موسم گرما میں میرے بچوں کے لئے بھی کافی نہ ہوگی۔آپ نے فرمایا جاؤ ان کو دے دو۔حضرت عمرؓ نے کہا جی بہت اچھا۔راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عمرؓ نے کنجی اپنے حجرے سے نکالی اور دروازہ کھولا تو کیا دیکھتے ہیں کہ کھجوروں کا اتنا بڑا ڈھیر ہے جیسے کہ دودھ پیتا چھوٹا جانور کا بچہ بیٹھا معلوم ہوتا انہوں نے ہم سب سے کہا لو لیتے جاؤ تو ہم

میں ہر ایک نے جتنا صاع لے لیا۔پھر میں دوبارہ متوجہ ہوا اور میں ان سے آخری شخص تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے اس میں سے ایک کھجور بھی کم نہیں کی۔(احمد)

14- حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم تو معجزات کو برکت سمجھتے تھے اور تم ان کو خوف کی چیز سمجھتے ہو ہم ایک سفر میں رسول اللہؐ کے ہمراہ تھے پانی کی کمی ہو گئی آپ ﷺ نے فرمایا تلاش کرو کسی کے پاس کچھ پانی بچا ہو تو لے آؤ۔ایک برتن لے آئے جس میں ذرا سا پانی تھا آپ ﷺ نے برتن میں دست مبارک ڈالا اور فرمایا چلو اور وضو کا پانی اور اللہ کی برکت لو۔میں نے بچشم خود دیکھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی چشمہ کی طرح پھوٹ رہا ہے اور آپ ﷺ کے عہد مبارک میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ ہم کھانا کھایا کرتے تھے اور کھانے کی تسبیح اپنے کانوں سے سنا کرتے تھے۔(بخاری شریف)

15- حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہؐ کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے لئے چلے آپ اس سفر میں دو دو نمازیں ملا ملا کر ادا فرماتے تھے پہلے ظہر وعصر کی نمازیں پڑھیں اس کے بعد اندر تشریف لے گئے اور باہر تشریف لا کر مغرب وعشاء ملا کر پڑھیں۔اس کے بعد فرمایا ان شاء اللہ کل تم لوگ تبوک کے چشمہ پر پہنچ جاؤ گے اور اس وقت تک نہیں پہنچو گے جب تک کہ دن چڑھ نہ جائے تو جو شخص بھی وہاں پہنچے وہ تاوقتیکہ میں نہ آلوں پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ہم سے پہلے دو شخص تبوک کے چشمے پر پہنچ چکے تھے جب ہم پہنچے دیکھا تو چشمہ دھاگے کی طرح باریک بہہ رہا ہے رسول اللہؐ نے ان دونوں سے پوچھا تم نے اس پانی کو ہاتھ تو نہیں لگایا انہوں نے عرض کی جی لگایا تو ہے اس پر رسول اللہؐ نے اظہار ناگواری فرمایا اس کے بعد صحابہؓ نے چلو بھر بھر کر اس چشمے سے تھوڑا پانی جمع کر لیا۔رسول اللہؐ نے اس میں اپنا دست مبارک اور چہرہ مبارک دھویا اور وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا۔اسی وقت وہ ایک بڑے چشمے کی طرح بہہ پڑا اور لوگوں نے خوب پانی پیا۔اس کے بعد فرمایا معاذؓ تمہاری زندگی دراز ہوگی اتنا پانی دیکھو گے کہ اس سے باغات پر ہوں گے۔(مسلم)

16- حضرت جابرؓ کی وہ حدیث جس کو عبادہؓ بن ولید نے روایت کیا ہے اس کے آخر میں مذکور ہے کہ ہم اپنے لشکر میں پہنچے تو رسول اللہؐ نے (ان سے وضو کے لئے پانی طلب فرمایا جب نہ

ملا) تو آپ ﷺ نے فرمایا لشکر میں تلاش کرو۔ میں نے عرض کی قافلہ بھر میں ایک قطرہ پانی بھی مجھ کو نہیں ملا۔ انصار میں ایک شخص تھے جو خاص طور پر آپ ﷺ کے لئے اپنی مشکوں میں پانی ٹھنڈا کیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کے پاس ہی جا کر دیکھو اس کی مشک میں کچھ بھی باقی ہے میں گیا تو ان کے مشک میں بھی اتنا سا پانی ملا کہ اگر میں اس کو انڈیلتا تو جو حصہ اس کا خشک تھا وہ اس کو پی جاتا میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ان کے مشک میں صرف اتنا ہی پانی ہے کہ اگر میں اس کو انڈیلوں تو وہ اس کے خشک حصے میں جذب ہو کر رہ جائے گا آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ اور جا کر وہی لے آؤ۔ میں اس کو لے آیا آپ ﷺ نے اس کو اپنے دست مبارک میں لیا اور کچھ پڑھنے لگے مجھ کو معلوم نہیں کہ آپ نے کیا پڑھا تھا اور اس کو اپنے ہاتھ سے ملنے لگے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا جس کسی کے پاس اتنا بڑا پیالہ ہو جو پورے قافلے کے لئے کافی ہو جائے اس کو آواز دو میں نے اعلان کر دیا کہ جس کے پاس بھی ایسا پیالہ ہو وہ لے آئے چنانچہ اتنا بڑا ایک پیالہ پیش کیا گیا جس کو لوگ اُٹھا کر لائے میں نے اس کو آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا آپ نے اس میں اپنا دست مبارک ڈال کر اپنی انگلیاں پھیر دیں اور اس کو طشت کے اندر رکھ دیا اور فرمایا کہ جابر لو اور بسم اللہ کہہ کر میرے ہاتھ پر ڈالو میں نے بسم اللہ کہہ کر پانی ڈالا۔ میں نے دیکھا کہ انگلیوں کے درمیان سے پانی امنڈا پھر پورے پیالہ میں پانی جوش سے چکر لگانے لگا حتی کہ پیالہ پانی سے لبریز ہو گیا آپ ﷺ نے فرمایا جابر اعلان کر دو جس کو پانی کی ضرورت ہو وہ آ کر لے لے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ دوڑ دوڑ کر آتے رہے اور پی پی کر سیراب ہوتے گئے۔ یہ بیان کرتے ہیں میں نے کہا کوئی شخص ایسا اور ہے جس کو پانی کی ضرورت ہو؟ اس کے بعد رسول اللہؐ نے پیالہ سے اپنا ہاتھ باہر نکال لیا اور پیالہ تھا کہ جوں کا توں بھرا کا بھرا تھا۔ (مسلم)

-17 حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ ایک سفر میں آپ ﷺ کے ہمرکاب تھا ہم ساری رات چلتے رہے صبح کے قریب آرام کے لئے اترے اور (ایسے غافل ہو گئے) کہ ہماری آنکھ نہ کھل سکی یہاں تک کہ آفتاب چمک اُٹھا جو شخص ہم سب میں پہلے بیدار ہوئے وہ ابوبکرؓ تھے ہمارا دستور یہ تھا کہ رسول اللہ کو سوتے میں جگایا نہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپ خود ہی بیدار نہ ہو جاتے کیونکہ ہم

نہیں جانتے تھے کہ وہ نئی بات کیا ہے جو بحالت خواب آپ کو پیش آ رہی ہے اس کے بعد عمرؓ بیدار ہوئے اور اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے لگے یہاں تک کہ رسول اللہؐ بھی جاگ اُٹھے آپ نے جب سر اُٹھایا اور دیکھ کہ آفتاب چمک اُٹھا ہے تو فرمایا یہاں یہاں سے نکل چلو اور ہم کو لے کر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ اب دھوپ میں سفیدی آ گئی تھی (یعنی کراہت کا وقت نکل گیا تھا) آپ نے اتر کر ہم کو نماز پڑھائی ہمارے ساتھ ایک شخص تھا کہ وہ علیحدہ جا کر بیٹھا گیا اور اس نے ہمارے ساتھ نماز نہیں پڑھی آپ نے نماز سے فارغ ہو کر اس سے سوال کیا ہمارے ساتھ تم نے نماز کیوں نہیں پڑھی اس نے عرض کی کہ مجھ کو غسل کی ضرورت پیش آ گئی تھی اور پانی نہیں تھا آپ ﷺ نے فرمایا اس سے فرمایا مٹی سے تیمم کر لے وہ تیرے لئے کافی ہے اس نے تیمم کیا اور نماز ادا کی پھر ہم کو سخت پیاس لگی تو آپ ﷺ نے پانی کی تلاش کے لئے ایک قافلہ جو آگے جا رہا تھا اس کی طرف جلدی سے ہم کو روانہ کیا۔ ہم چل دیئے کیا دیکھتے ہیں کہ ایک عورت اپنی چھاگلوں کے درمیان اونٹنی پر پیر لٹکائے جا رہی ہے ہم نے اس سے پوچھا تیرے گھر اور پانی کے درمیان کتنا فاصلہ ہو گا اس نے کہا کہ ایک دن رات کو ہم نے کہا کہ رسول اللہؐ کے پاس چل اس نے کہا رسول اللہ کس کو کہتے ہیں؟ ہم اس کے ساتھ اور کوئی بات نہ کر سکے پس اس کے ساتھ لے کر چل دیئے اور رسول اللہؐ کے سامنے لا کر اس کو پیش کر دیا آپ ﷺ نے پانی کے متعلق اس سے دریافت کیا اس نے آپ کو بھی وہی جواب دیا جو ہم کو دیا تھا کہ اس کی اونٹنی بیٹھا دی جائے چنانچہ تعمیل ارشاد کی گئی۔ آپ نے اس کی چھاگلوں کے اوپر دہانے میں دہن مبارک سے کلی کر کے پانی ڈال دیا اور اس کی اونٹنی کو کھڑا کر دیا (تاکہ نیچے کے دہانے سے پانی لے لیا جا سکے) اس وقت ہم چالیس شخص تھے اور سب پیاسے تھے سب نے شکم سیر ہو کر پانی پیا اور اپنے اپنے پانی کے اونٹ اور مشکیزے اور جتنے برتن تھے سب پانی سے بھر لئے اور ہمارے اس رفیق نے غسل بھی کر لیا مگر صرف اتنا کیا کہ اپنے اونٹوں کو پانی نہیں پلایا لیکن چھاگلیں تھیں کہ پانی کے جوش کے مارے پھٹی جا رہی تھیں اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب تھوڑا بہت جو کچھ کھانے کا سامان تمہارے پاس ہو وہ اس کے لیے لے آؤ۔ ہم نے اس عورت کے لئے کچھ روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کر دیں آپ ﷺ نے ان کو ایک تھیلی میں ڈال کر

اس سے کہا کہ جا یہ اپنے بچوں کو کھلا دے اور یہ یاد رکھنا کہ ہم نے تیرے پانی کا کچھ نقصان نہیں کیا ہے جب وہ اپنے گھر آئی تو اس نے کہا میں ایسا بڑا جادوگر کوئی نہیں دیکھا ورنہ تو تسلیم کرنا ہوگا کہ وہ شخص سچا نبی ہے جیسا کہ اس دعویٰ کا ہے اس نے یہ کرشمے دکھائے اور راوی بیان کرتا ہے کہ اس عورت کی بدولت اللہ تعالیٰ نے اس کے قبیلے کو ہدایت نصیب فرمائی چنانچہ وہ اور اس کا سب خاندان مسلمان ہوگیا۔ (بخاری و مسلم)

18- حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہؐ نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ تم لوگ آج شام اور ساری رات سفر کرنے کے بعد کل ان شاء اللہ تعالیٰ چشمہ پر جا پہنچو گے بس لوگ چل پڑے اور ایک دوسرے کی طرف کوئی توجہ نہ کرتا تھا بس سفر طے کرنے میں مشغول تھے اس کے بعد وادی میں پہنچے اور وہاں غفلت کی نیند سو جانے کا قصہ بیان کیا اس کے بعد یہ کہتے ہیں کہ وضو کے پانی کا جو برتن میرے ساتھ تھا آپ ﷺ نے اس کو منگوایا اس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ ﷺ نے اس پانی سے مختصر سا وضو فرمایا اور جو بچا اس کے متعلق فرمایا اس کو محفوظ رکھنا آئندہ چل کر اس سے ایک بڑا معجزہ ظاہر ہوگا۔ یہ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوگئی تو انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہؐ ابھی تک تشریف نہیں لائے اس پر ابوبکرؓ و عمرؓ نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا کہ رسول اللہؐ وعدہ فرمائیں اور پھر اس کا خلاف کریں لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ رسول اللہؐ تمہارے سامنے ہیں اور ابو بکرؓ و عمرؓ جیسے بڑے اصحاب موجود ہیں اگر ان کی رائے پر عمل کرو گے تو کامیاب ہو گے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہم ان لوگوں سے اس وقت آکر ملے جب کہ دن چڑھ چکا تھا اور آفتاب کی تمازت سے ہر چیز جلنے لگی تھی لوگوں نے آپ ﷺ سے فریاد کی یا رسول اللہؐ ہم تو پیاس سے مرے آپ نے فرمایا نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہوگی یہ کہہ کر اپنے وضو کے پانی کا برتن منگوایا۔ رسول اللہؐ برتن سے پانی ڈالتے تھے اور ابوقتادہؓ لے کر لوگوں کو بلاتے جا رہے تھے۔

لوگوں کا برتن کے پانی کو دیکھنا تھا کہ اس پر ٹوٹ پڑے آپ ﷺ نے فرمایا اپنے اخلاق درست رکھو تم میں سے ہر ہر فرد پانی پی کر سیراب ہوگا چنانچہ فوراً لوگوں نے تعمیل ارشاد کی اور آپ بدستور پانی ڈالتے رہے اور ابوقتادہؓ لے کر لوگوں کو پلاتے رہے یہاں تک کہ مجمع بھر میں

میرے اور آپ کے علاوہ کوئی نہ رہا آپ نے فرمایا تم بھی پی لو میں نے عرض کی جب تک آپ نہ پی لیں میں کیسے پی سکتا ہوں آپ نے فرمایا طریقہ یہی ہے کہ جو تقسیم کرنے والا ہوتا ہے اس کا نمبر سب سے آخر میں ہوتا ہے چنانچہ میں نے پانی پی لیا اور آپ ﷺ نے بھی نوش فرمالیا راوی کہتا ہے کہ پھر لوگ (اگلے روز) چین سے پانی پر پہنچے اور وہ خوب سیراب تھے عبداللہ بن رباحؓ کہتے ہیں کہ میں اس حدیث کو جامع مسجد میں بیان کر رہا تھا کہ دفعتاً عمران بن حصینؓ نے مجھ کو ٹوکا اور فرمایا کہ ذرا سوچ کر حدیث بیان کرو کیونکہ اس شب کے قافلہ میں میں بھی شریک تھا میں نے عرض کی آپ مجھ سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ انہوں نے پوچھا تم کس قبیلے کے آدمی ہو میں نے کہا انصار میں کا۔ عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ تم اپنی حدیث کو بہتر جانتے ہو۔ عمرانؓ کہتے ہیں اس شب میں میں بھی شریک تھا اور مجھ کو یہ خیال نہ تھا کہ اس واقعہ کو جس طرح تم نے محفوظ کیا ہے اس طرح کسی اور نے محفوظ کیا ہوگا۔ (شیخین)

19- حضرت زیاد بن حارثؓ صدائی سے روایت ہے جس کو امام احمد اور ترمذی اور ابوداؤد نے اتنا اضافہ اور نقل کیا ہے جس کے آخر میں ہے کہ اس کے بعد ہم نے عرض کی یا رسول اللہؐ ہمارا کنواں ہے جب جاڑوں کا موسم آتا ہے تو اس کا پانی ہم کو کافی ہوتا ہے اور ہم اس کے گرد آباد ہو جاتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو اس میں پانی بہت کم رہ جاتا ہے اور ہم اپنے ارگرد کے پانیوں پر پھیل کر متفرق ہوجاتے ہیں اور ہمارے چاروں طرف ہمارے دشمن آباد ہیں آپ ہمارے کنوئیں کے لئے دعا فرما دیجئے کہ اس کا پانی ہمیشہ ہم کو کافی مل جایا کرے اور ہم کو ادھر ادھر متفرق ہونے کی ضرورت نہ ہو آپ نے سات کنکریاں منگوائیں اور ان کو اپنے ہاتھ میں ملا اور ان پر کچھ دعا پڑھی اور فرمایا کہ اچھا ان کنکریوں کو لے جاؤ اور جب اپنے کنوئیں پر جانا تو ان کو بسم اللہ کہہ کر ایک ایک کر کے ڈالنا صدائی بیان کرتے ہیں ہم نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کی تو کنوئیں میں اتنا پانی ہوگیا کہ ہم کوشش کر کے بھی اس کی تہہ کو نہ دیکھ سکتے تھے۔

20- حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ لشکر میں کسی کے پاس پانی نہ رہا
رسول اللہؐ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہؐ لشکر کے پاس پانی نہیں ر

آپ ﷺ نے پوچھا تمہارے پاس کچھ پانی ہے اس نے کہا کہ ہے فرمایا کہ اس کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ ایک برتن لے آیا اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ ﷺ نے اپنی انگلیاں برتن کے اوپر پھیلائیں یہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی انگلیوں میں سے پانی کے چشمے ابل پڑے آپ ﷺ نے بلالؓ سے فرمایا آواز دے دو کہ وضو کے لئے برکت کا پانی لے لیں۔ (مسند امام احمد)

21- حضرت سلمہ بن اکوعؓ کی حدیث میں بھی اسی طرح ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ کے ہمراہ ایک غزوہ میں تھے تو ہمیں بھوک سے تکلیف ہونے لگی یہاں تک کہ ہمارا ارادہ یہ ہوا کہ اپنی ایک آدھی سواری کے اونٹ کو ذبح کر دیں تب ہم کو اللہ کے نبیؐ نے حکم دیا کہ ہم سب اپنے اپنے ناشتہ دانوں کو اکٹھا کریں تو ہم نے چمڑے کا ایک دستر خوان بچھایا اور سب لوگوں کا توشہ اسی دستر خوان پر اکٹھا ہوا تو میں نے گردن اُٹھائی کہ اس کا اندازہ کروں کہ کل ملا کر کتنا جمع ہوگیا تو میں نے اندازہ کیا کہ وہ کل کتنا ہوگا' جیسا کہ بکری کی ٹھیک ہوتی ہے (یعنی اس کی نشست گاہ) اور ہماری تعداد 1400 تھی راوی کہتے ہیں کہ ہم سب نے کھایا اور پیٹ بھر بھر کر کھایا پھر ہم سب نے اپنے اپنے توشہ دان بھی بھر لئے تو اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا کہیں کچھ پانی ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ ایک شخص ایک برتن لے آیا جس میں چند قطرے پانی تھا تو آپ ﷺ نے اسے ایک برتن میں انڈیل لیا تو ہم سب چودہ سو آدمیوں نے تھوڑا تھوڑا پانی لے کر وضو کیا۔ اس کے بعد آٹھ آدمی اور آئے اور انہوں نے پوچھا کچھ اور پانی وضو کے لئے بچا ہے یا نہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا بس اب پانی ختم ہوگیا۔ (بخاری)

22- حضرت انس ﷺ سے یہ روایت ہے کہ رسول اللہؐ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ مقام زوراء میں تھے یہ مدینہ طیبہ میں بازار کے پاس ایک مقام کا نام تھا اور وہاں مسجد بھی تھی۔ آپ نے پیالہ منگوایا۔ جس میں تھوڑا سا پانی تھا آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈالا تو پانی آپ کی انگلیوں سے پھوٹ پھوٹ کر اُبلنے لگا یہاں تک کہ آپ ﷺ کے سب ہمراہیوں نے وضو کر لیا میں نے پوچھا اے ابو حمزہؓ (حضرت انسؓ کی کنیت ہے آپ کے ان ساتھیوں کی تعداد کل کتنی ہوگی؟ انہوں نے جواب دیا تقریباً تین سو کے قریب صحابہؓ ہوں گے دوسری روایت میں ہے کہ یہ پانی اتنا تھا کہ آپ ﷺ کی

انگلیاں بھی اس میں نہ ڈوبتی تھیں۔ (رواہ شیخین)

23- حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا اس وقت نماز عصر کا وقت آچکا تھا لوگوں نے وضو کے لئے پانی تلاش کیا تو نہ ملا۔ آپ ﷺ کے سامنے تھوڑا سا پانی پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اس برتن میں اپنا دست مبارک ڈالا اور لوگوں سے کہا کہ وضو کریں ان کا بیان ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی انگلیوں سے پانی اُبل اُبل کر نکلتا ہوا دیکھا اور تمام حاضرین نے ایک ایک کر کے وضو کر لیا۔ (رواہ شیخین)

24- حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ کے ہمرکاب تھا میں نے دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا ہے اور ہمارے پاس پانی نہیں ہے صرف جو کسی کے پاس بچا کھچا رہ گیا تھا' بس وہی تھا تو وہ ایک برتن میں ڈال کر آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس میں ڈالا اور اپنی انگلیاں پھیلا دیں اس کے فرمایا لوگو چلو اور وضو کا پانی اور اللہ کی طرف سے برکت لوٹو۔ میں نے دیکھا کہ پانی تھا کہ پھوٹ پھوٹ کر آپ کی انگلیوں سے اُبل رہا تھا حتیٰ کہ تمام صحابہ کرامؓ نے وضو بھی کر لیا اور خوب پی بھی لیا اور میں نے جتنا پانی میرے پیٹ میں سما سکتا تھا وہ بری طرح پی ڈالا کیونکہ میں جان چکا تھا کہ یہ برکت ہی برکت کا پانی ہے میں نے جابرؓ سے سوال کیا اس وقت تم کتنے صحابہ تھے تو انہوں نے کہا ایک ہزار اور چار سو۔ (رواہ شیخین)

25- یہ روایت بھی حضرت جابرؓ سے صحیح ہے کہ صلح حدیبیہ میں ہم کو پانی نہ مل سکا اور ہم کو سخت پیاس لگی آپ کے سامنے ایک چمڑے کا تھیلا تھا آپ ﷺ نے اس سے پانی لے کر وضو کیا' پھر کیا تھا لوگ پانی دیکھ کر بے تابی کے ساتھ اس کی طرف لپکے آپ ﷺ نے یہ دیکھ کر فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے انہوں نے عرض کی ہمارے پاس نہ وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے بس یہی ہے جو آپ کے سامنے ہے آپ ﷺ نے اس تھیلے میں اپنا دست مبارک ڈالا بس پانی تھا کہ آپ ﷺ کی انگلیوں سے چشمے کی طرح اُبل اُبل کر نکلنے لگا ہم نے خود پیا بھی اور وضو بھی کیا میں نے پوچھا تم کتنے تھے یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی کا عالم یہ تھا کہ ان کو بھی کافی ہوتا مگر اس وقت ہم پندرہ سو تھے۔ (رواہ شیخین)

26- حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ تم لوگ تو فتح مکہ کے فتح عظیم کا مصداق سمجھتے ہو اور کسی شک وشبہ کے بغیر وہ بڑی فتح تھی لیکن ہم تو بیعت الرضوان کو جو صلح حدیبیہ کے موقع پر ہوئی تھی بڑی فتح سمجھتے ہیں۔ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ چودہ سو صحابہؓ تھے اور حدیبیہ وہاں ایک کنواں تھا جس کا پانی ہم نے سب کھینچ کھینچ کر نکال لیا تھا حتیٰ کہ اس میں پانی کا ایک قطرہ تک باقی نہیں چھوڑا تھا۔ یہ خبر رسول اللہؐ کو بھی پہنچ گئی آپ تشریف لائے اور اس کی منڈیر پر آ کر بیٹھ گئے اور ایک برتن میں کچھ پانی منگوایا اور وضو فرمایا اور کلی کر کے وہ پانی اس کنوئیں میں ڈال دیا ہم نے کچھ زیادہ دیر بھی نہیں کی تھی کہ اس میں اتنا پانی بڑھ گیا کہ جتنا ہو سکا ہم نے خود پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو بھی پلایا اس وقت ہماری تعداد چودہ سو ہو گی یا اس سے کچھ زیادہ۔ (بخاری شریف)

27- حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے کچھ پانی طلب فرمایا آپ ﷺ کے سامنے ایک کشادہ پیالہ پیش کیا گیا اور لوگوں نے اس سے وضو کرنا شروع کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے اندازہ لگایا تو کوئی ستر اسی کے درمیان لوگ تھے۔ (شیخین)

28- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ بیان کرتے ہیں کہ اصحاب صفہ تہی دست لوگ تھے اور حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ جس شخص کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو اسے چاہئے کہ تیسرے کو اپنے ساتھ لے جائے اور جس کے پاس چار آدمیوں کا کھانا ہو اسے چاہیے کہ پانچویں یا چھٹے آدمی کو اپنے ساتھ (کھانا کھلانے) لے جائے اور حضرت ابوبکرؓ تین آدمیوں کو ساتھ لے کر گھر آئے اور خود حضور ﷺ دس آدمیوں کو ہمراہ لے کر چلے اور خود ابوبکرؓ نے بھی رات کا کھانا نبی کریم ﷺ کے یہاں کھا لیا، پھر ٹھہرے رہے یہاں تک کہ عشاء کی نماز پڑھ لی گئی پھر نماز سے لوٹے اور اتنی دیر ٹھہرے رہے کہ نبی ﷺ نے بھی رات کا کھانا کھا لیا اور ابوبکرؓ رات کا اتنا حصہ گزرنے کے بعد گھر پہنچے جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا تو ان کی بیوی نے ان سے پوچھا کہ اپنے مہمانوں کو چھوڑ کر آپ اتنی دیر کہاں رُک گئے؟ تو ابوبکرؓ نے پوچھا یہ بتاؤ کہ تم نے ان کو کھلا دیا یا نہیں؟ کہنے لگیں کہ ان لوگوں نے کہا اس وقت نہ کھائیں گے جب تک تم نہ آ جاؤ گے۔ تو حضرت ابوبکرؓ کو غصہ آیا اور انہوں نے کہا اللہ کی قسم! میں تو کھانا نہیں کھاؤں گا تو ان کو بی بی نے بھی قسم کھا کر کہا کہ پھر میں بھی کھانا نہ کھاؤں گا

اس پر ان مہمانوں نے بھی قسم کھالی کہ پھر یہ بھی کھانا نہ کھائیں گے۔ اب حضرت ابوبکرؓ کو تنبہ ہوا اور فرمانے لگے کہ یہ سب کچھ شیطان کی وجہ سے ہوا اس کے بعد انہوں نے کھانا منگوایا اور خود کھایا تو مہمانوں نے بھی کھانا کھایا تو یہ حال تھا کہ جب وہ لوگ ایک لقمہ اُٹھاتے تھے تو اس کے نیچے اس سے زیادہ کھانا از خود اضافہ ہو جاتا تھا تو انہوں نے اپنی بی بی سے فرمایا کہ اے بنو فراس کی خاتون دیکھو یہ کیا ہے؟ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! ارے یہ پہلے سے تین گنا زیادہ ہو گیا ہے۔ تو ان سب نے خوب کھایا اور ابوبکرؓ نے وہ کھانا حضور ﷺ کے پاس بھجوایا راوی کہتا ہے کہ حضور نے بھی اس میں سے کھایا۔ (رواہ شیخین)

حضور ﷺ کا عمیر کے آنے کا مطلب بتانا

عمیر بن وہب جب مشرکین مکہ مکرمہ کے پاس پاس آیا اور جنگ بدر میں جن کفار کو قتل ہونا تھا وہ قتل ہو گئے۔ تو اب عمیر صفوان بن امیہ کے پاس حجرے میں آ کر بیٹھا اور بولا صفوان جنگ کے مقتولین کے بعد ہماری زندگی پر تف ہے اس نے کہا بے شک اس کے بعد جینے کا کوئی مزہ نہیں اگر میرے ذمہ قرض نہ ہوتا جس کی ادائیگی کا میرے پاس کوئی سامان نہیں ہے اور یہ بچے نہ ہوتے جن کے لئے میرے بعد کوئی سرمایہ نہیں ہے تو میں جا کر محمد ﷺ کو قتل کر دیتا۔ اگر میرے بچوں کو اور قرض کی طرف سے مجھ کو مطمئن کر دیتے تو میرے لئے ان سے اس وقت بہانہ کرنے کا ایک موقع بھی ہے ان سے کہوں گا کہ میں قیدی فدیہ دینے کے لئے آیا ہوں۔ اس کی اس بات سے صفوان بڑا خوش ہوا اور بولا کہ اچھا تیرا قرض میرے ذمہ یہ اور تیرے بچوں کے سب اخراجات میرے بچوں کے برابر رہیں گے۔ صفوان نے اس کو سواری دی اور ساز و سامان کے ساتھ رکھ دیا اور حکم دیا کہ صفوان کی تلوار صقیل کر کے زہر میں بجھا دی جائے۔ اب عمیر روانہ ہو گیا مدینہ پہنچا اور مسجد شریف کے دروازہ پر آ کر اترا اور اپنی سواری باندلی، اور تلوار لے کر رسول اللہؐ کی طرف چلا۔ عمرؓ نے اس کو دیکھ لیا جس وقت وہ جماعت انصار کے درمیان گفتگو فرما رہے تھے اس کو دیکھ کر انہوں نے فرمایا یہ وہی اللہ کا دشمن اب تمہارے سامنے ہے۔ جس نے جنگ بدر میں ہمارے درمیان

جنگ کی سازش مرتب کی تھی اور لوگوں کو ہمارے خلاف اُبھارا تھا، اس کے بعد عمرؓ کھڑے ہوئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس کے بعد آپ ﷺ سے پورا واقعہ بیان کیا۔ بات یہاں تک پہنچی کہ آپ ﷺ نے عمیرؓ سے پوچھا تم کیوں آئے ہو۔ وہ بولا میرا ایک قیدی آپ کے پاس ہے لہٰذا مجھ سے اس کا فدیہ قبول کر لیجئے آخر آپ ہمارے قبیلہ کنبہ ہی کے تو ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو تمہاری گردن میں یہ تلوار کیسی لٹک رہی ہے۔ عمیرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ اس کا ستیاناس کرے جنگ بدر ہی میں اس نے ہمیں کیا نفع کیا۔ جب میں اترا تو اس کو لٹکا ہوا بھول گیا اور میری گردن میں لٹکی رہ گئی۔ آپ ﷺ نے پوچھا اچھا سچ سچ بتا دو کیوں آئے ہو اس نے کہا میں صرف اسی مقصد کے لئے آیا ہوں کہ اپنے قیدی کا فدیہ دے دوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بھلا تم نے حجرہ میں بیٹھ کر صفوان کے ساتھ کس معاملہ پر شرط باندھی تھی اب تو وہ گھبرا اُٹھا اور بولا میں نے تو کسی بات پر شرط نہیں باندھی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اس بات پر کہ تم مجھے قتل کرو گے اور وہ تمہارے بچوں کے مصارف کا کفیل ہوگا اور تمہارا قرض بھی ادا کرے گا اور اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے اس ارادہ کے درمیان حائل ہے (تو مجھے قتل نہیں کر سکتا) یہ سن کر عمیرؓ نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا اور کہا بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ ہم وحی اور ان تمام باتوں کو جو آپ کو سنائی جاتی ہیں جھٹلایا کرتے تھے لیکن یہ بات جو حجرے میں بیٹھ کر میرے اور صفوان کے درمیان ہوئی تھی اس کی خبر میرے اور اس کے سوا کسی کو بھی نہیں۔ لہٰذا ضرور اللہ تعالیٰ نے ہی آپ ﷺ کو اس کی خبر دی ہے۔ (طبرانی)

حضور کریم ﷺ کے لعاب دہن اور دست مبارک کی برکات

حضرت عاصم بن قتادہؓ اپنے والد قتادہ بن نعمان سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد میں رسول اللہؐ کے ہمراہ لڑتے ہوئے ان کی آنکھ میں زخم لگا اور وہ رخسار پر لٹک آئی۔ لوگوں نے چاہا کہ کاٹ کر پھینک دیں۔ تو حضور ﷺ سے مشورہ کے لئے پوچھا آپ ﷺ نے فرمایا نہیں ایسا نہ کرو۔ پھر اس کو بلایا اور اپنی ہتھیلی سے آنکھ کے حلقہ کو ذرا دبا دیا، تو انہیں معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ کون سی آنکھ میں زخم آیا تھا اور وہ آنکھ دوسری آنکھ سے زیادہ خوبصورت اور زیادہ تیز ہوگئی اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پھر آپ ﷺ نے آنکھ کے ڈھیلے کے اوپر اُٹھایا اور اس کو اس کی جگہ پر جما

دیا۔ پھر اسے اپنی ہتھیلی سے ذرا دبایا اور یوں دُعا فرمائی اے الٰہی اس کو خوبصورتی اور جمال عطا فرما پھر ان کے انتقال تک یہ حال رہا کہ ان سے جو بھی ملتا اس کو کبھی یہ معلوم ہی نہ ہوتا کہ ان کی کس آنکھ میں زخم لگا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت قتادہؓ بن نعمان سے روایت ہے کہ ان کی ایک آنکھ غزوہ بدر میں اس بری طرح سے زخمی ہوئے کہ اس کی سفیدی تک ان کے رخسار پر بہہ نکلی تو لوگوں نے اس کو بالکل کاٹ کر باہر نکال دینے کا ارادہ کیا۔ جب رسول اللہؐ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے منع فرمایا اور ان کو بلا کر اپنی ہتھیلی سے اس بہی ہوئی سفیدی کو اندر دبا دیا۔ اسی وقت وہ درست ہوگئی حتیٰ کہ یہ بھی معلوم نہ ہوتا تھا کہ ان کی دونوں آنکھوں میں کون سی آنکھ زیادہ بہتر ہے اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں کہ وہی آنکھ ان کی دونوں آنکھوں میں زیادہ خوش نما ہونے لگی۔ (بیہقی سیداۃ السندایہ)

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ابورافع یہودی کے قتل کے لئے چند انصاریوں کو مقرر کیا اور ان پر عبداللہ بن عتیکؓ کو امیر بنایا اور ابورافع حضور ﷺ کو بہت ایذاء دیا کرتا تھا اور آپ ﷺ کے خلاف لوگوں کی مدد کیا کرتا تھا۔ سرزمین حجاز میں اس کی ایک زمین تھی وہیں وہ رہا کرتا تھا۔ جب یہ لوگ اس کے قریب پہنچ گئے اور سورج ڈوب گیا اور لوگ اپنے اپنے گھوڑوں کو لے کر چلے گئے تو عبداللہؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ آپ لوگ یہیں بیٹھیں میں اکیلا جاتا ہوں اور دربان سے ملاطفت اور بہلانے کی باتیں کروں گا شاید میں اندر جا سکوں۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے یہاں تک کہ پھاٹک کے قریب پہنچے پھر چادر سے ڈھاٹا باندھا گویا وہ قضائے حاجت کرنے لگے بہت سے لوگ اندر جا چکے تھے تو دربان نے ان کو دیکھ کر پکار کر کہا۔ اے اللہ کے بندے اگر اندر آنا چاہتے ہو تو جلد آ جاؤ میں اب پھاٹک بند کرنا چاہتا ہوں میں اندر داخل ہو گیا اور ایک جگہ چھپ کر بیٹھ گیا جب اور لوگ بھی اندر داخل ہو لئے تو اس نے پھاٹک بند کر دیا پھر کنجیوں کا گچھا ایک کھونٹی پر لٹکا دیا۔ عبداللہؓ کہتے ہیں کہ میں نے کنجیوں کے پاس جا کر ان پر قبضہ کیا اور پھاٹک کا قفل کھول دیا۔ ابورافع کے پاس سے اس کے افسانہ گو بھی اُٹھ کر چلے گئے تو میں اس کے کوٹھے پر چڑھا اور جس دروازہ کو کھول کر میں اندر جاتا اندر سے اسے بند بھی کرتا

جاتا تھا۔ میں نے دل میں سوچا کہ میرے ساتھیوں کو اگر میرے متعلق کچھ خطرہ بھی گزرے اور وہ میری مدد کو پاس آنا چاہیں گے تو وہ میرے پاس پہنچنے بھی نہ پائیں گے کہ اس وقت تک ان شاء اللہ میں اسے قتل کر چکا ہوں گا۔ غرض میں اس کے پاس پہنچ گیا تو معلوم ہوا کہ ایک اندھیرے کمرہ میں اپنے اہل عیال کے بیچ میں ہے مگر میں نہیں سمجھتا تھا کہ وہ اس کوٹھری میں کس سمت پر ہے تو میں نے اس کا نام لے کر پکارا: ابورافع! وہ بولا کون ہے؟ بس میں آواز پر اندازے سے بڑھا اور میں نے اس پر تلوار کا ایک وار کیا۔ میں کچھ گھبرایا ہوا تھا۔ اس لئے کام پورا کر نہیں سکا اور وہ چیخا تو میں کمرے سے باہر نکل گیا بس تھوڑی دیر ٹھہر کر میں پھر کوٹھڑی کے اندر گیا اور میں نے آواز بدل کر پوچھا ابورافع یہ آواز کیسی تھی؟ کیا ہوا؟ وہ بولا ارے تیری ماں پر مصیبت آ ٹوٹے۔ گھر میں کوئی آدمی ابھی ابھی مجھے تلوار مار گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں پھر میں نے اس پر ایک وار اور کیا جس سے اس کا خون بہت بہہ گیا مگر ابھی وہ مرا نہیں تھا۔ اس کے بعد میں نے تلوار اس کے پیٹ میں گھونپ دی کہ پیٹھ تک دھنستی چلی گئی۔ تب میں نے سمجھ لیا کہ اب میں نے اسے مار ڈالا۔ پھر میں ایک ایک کر کے تمام دروازہ کھولنے لگا یہاں تک کہ میں سیڑھی کے ختم تک پہنچ گیا اس کے بعد میں نے اپنا پیر یہ سمجھ کر رکھا کہ میں سیڑھیاں ختم کر چکا ہوں اور زمین پر پیر رکھ رہا ہوں۔ تو چاندنی رات میں زمین پر گر پڑا کہ میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی میں نے اسے اپنے عمامہ سے کس کر باندھا پھر میں چلا اور پھاٹک کے پاس جا کر بیٹھا گیا اور دل میں یہ سوچا کہ میں اس وقت تک یہاں سے نہ ٹلوں گا جب تک کہ یقینی طور پر نہ معلوم کر لوں کہ میں نے قتل بھی کر دیا۔ جب صبح کے وقت مرغ نے بانگ دی تو ایک خبر مرگ دینے والے نے فصیل پر چڑھ کر پکارا کہ میں حجاز والوں کے تاجر اور رافع کی موت کی خبر سناتا ہوں۔ تب میں اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا اور میں نے کہا بس اب بھاگ چلو اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو قتل کر دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم سب حضور ﷺ کے پاس پہنچے اور آپ سے سارے واقعات بیان کئے۔ آپ نے فرمایا اپنی ٹانگ پھیلاؤ میں نے اپنی ٹانگ پھیلا دی آپ نے اس پر اپنا دست مبارک پھیر دیا جس سے ایسا معلوم ہوا کہ جیسے اس میں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ (رواہ البخاری)

حضرت عثمانؓ بن ابی العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے جب مجھ کو طائف پر عامل مقرر کر کے بھیجا تو وہاں پہنچ کر مجھ کو یہ شکایت ہوگئی کہ نماز میں میری حالت ایسی ہو جاتی کہ مجھ کو یہ خبر نہ رہتی کہ میں کیا پڑھتا ہوں۔ جب میں نے یہ حالت دیکھی تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے تعجب سے فرمایا۔ ابن ابی العاصؓ اور کس ضرورت سے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ نماز میں میرے سامنے کوئی چیز ایسی آجاتی ہے کہ مجھ کو یہ خبر نہیں رہتی کہ میں کیا پڑھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ شیطان ہے ذرا قریب آؤ میں آپ ﷺ کے قریب آگیا اور اپنے دونوں پیروں پر بیٹھ گیا آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: او اللہ کے دشمن نکل جا! تین بار ایسا ہی کہا۔ اس کے بعد فرمایا اچھا جاؤ اب اپنے کام پر جاؤ۔ عثمانؓ کہتے ہیں بقسم کہتا ہوں اس کے بعد پھر کبھی مجھے اس کا اثر نہیں ہوا۔ (ابن ماجہ)

حضرت ام جندبؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے دسویں تاریخ کو وادی کے اندر کھڑے ہو کر رسول اللہ ﷺ کو جمرۃ کی رمی کرتے ہوئے دیکھا۔ جب آپ ﷺ واپس ہوئے تو آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے قبیلہ خثعم کی ایک عورت اپنا بچہ لئے ہوئے آئی۔ جو کچھ بیمار تھا اور بول نہیں سکتا تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ میرا بچہ ہے اور خاندان میں بس یہی رہ گیا ہے اور اس کو کوئی بیماری ہے اور یہ بول نہیں سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تو تھوڑا پانی لاؤ پانی حاضر کیا گیا آپ ﷺ نے اپنے دونوں دست مبارک دھوئے اور منہ میں پانی لے کر کلی کی اور وہ پانی اس کو دے دیا اور فرمایا کہ یہ پانی بچہ کو پلا دو اور کچھ اس پر چھڑک دو اللہ تعالیٰ سے اس کی صحت کی دعا کرو میں نے درخواست کی کہ ذرا اس پانی میں مجھے بھی دے دیں۔ انہوں نے فرمایا یہ صرف اس بیمار بچہ کے لئے ہے یہ بیان کرتی ہیں کہ آئندہ سال میری اس عورت سے پھر ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے اس کے بچہ کا حال پوچھا اس نے کہا کہ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا اور ایسا سمجھدار ہو گیا کہ عام لوگ ایسے سمجھدار نہیں ہوتے۔

(ابن ماجہ)

5- حضرت زید بن ابی عبیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن اکوعؓ کو پنڈلی میں ایک

زخم کا نشان دیکھا تو میں نے کہا اے مسلم یہ زخم کیسا ہے کہنے لگے یہ اس زخم کا نشان ہے جو میں نے جنگ خیبر میں کھایا تھا تو لوگوں نے شور مچایا کہ لوسلمہ تو کام آ گئے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے اس میں تین بار پھونک ماری اس وقت سے آج تک مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

6- حضرت سہل روایت کرتے ہیں کہ جنگ خیبر میں رسول اللہؐ نے فرمایا کل میں ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ خیبر فتح نصیب فرمائے گا اور اس کو اللہ اور اس کے رسول پیارے ہیں۔ اس بشارت کو سن کر لوگ تمام شب بے چین رہے کہ دیکھئے کل جھنڈا کس کو ملتا ہے۔ (یہ بشارت کس کے نصیب میں ہے) دوسرے دن ہر شخص اسی امید میں آپ ﷺ کے سامنے حاضر ہوا مگر آپ ﷺ نے پوچھا علی کہاں ہے لوگوں نے عرض کی ان کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں آپ ﷺ نے ان کو بلایا۔ وہ آئے۔ آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن لگایا اور دُعا فرمائی بس وہ اسی وقت ایسی صاف ہو گئیں گویا ان میں کوئی تکلیف ہی نہ تھی پھر جھنڈا ان کے حوالہ کر فرما دیا۔ (بخاری)

حضور ﷺ کے لئے شجر و حجر اور بہائم کا مسخر ہونا

1- حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے اور اس وقت آپ ﷺ کے ساتھ ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ تھے تو پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ ﷺ نے اس پر پیر مار کر فرمایا ٹھہر جا تیرے اوپر ایک رسول ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

2- حضرت عبداللہ بن فرط بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ عظمت والا دن یوم النحر (قربانی کا دن دسویں ذی الحجہ) ہے اس کے بعد یوم القر گیارہویں ذی الحجہ) یعنی دوسرے دن کا درجہ ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس پانچ اونٹ یا چھ اونٹ لائے گئے تو وہ سب کے سب حضور ﷺ کی طرف جھوم جھوم کر بڑھنے لگے کہ جس سے چاہیں ابتدا کریں تو جب ان کے پہلو زمین پر لگ گئے تو راوی کہتے ہیں کہ حضور

کریم ﷺ نے کوئی کلمہ آہستہ سے فرمایا جو میں نہیں سن سکا تو میں نے کہا حضور ﷺ نے کیا فرمایا تھا۔ تو کہا کہ جو شخص چاہے لے لے۔ (ابوداؤد)

3- حضرت جابرؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر سے مدینہ واپس ہوئے۔ یہاں تک کہ جب قبیلہ بنی نجار کے باغوں میں سے ایک کے پاس پہنچے تو اس میں ایک اونٹ تھا، جو شخص بھی اس باغ میں گھستا وہ اس پر حملہ آور ہوتا۔ یہ بات رسول اللہؐ کے سامنے ذکر کی گئی۔ آپ ﷺ اس باغ کے پاس تشریف لے گئے اور اونٹ کو آواز دی اور وہ اپنا ہونٹ زمین پر لٹکا ہوئے آیا اور آپ ﷺ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گیا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: مہار لاؤ۔ آپ ﷺ نے مہار لے کر اس کی ناک میں ڈال دی اور اونٹ مالک کے حوالہ کر دیا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا زمین اور آسمان میں ایسا کوئی نہیں جس کو اس کا یقین نہ ہو کہ میں اللہ کا رسولؐ ہوں سوائے کافر جنات اور کافر انسانوں کے۔ (احمد)

4- حضرت جابرؓ روایت فرماتے ہیں کہ ہم ذات الرقاع (مقام کا یا غزوہ کا نام ہے) میں غزوہ کے ارادہ سے نکلے اور ایسا ہوا کہ جب (مقام) حرہ واقم میں پہنچے تو سامنے سے ایک دیہاتی عورت اپنا بچہ لئے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور بولی یا رسول اللہؐ یہ میرا لڑکا ہے۔ شیطان نے اس کا ایسا پیچھا کیا ہے کہ مجھے تنگ کر دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اس بچہ کو ذرا میرے قریب لاؤ وہ قریب لے کر آ گئی آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا منہ کھول اس نے بچہ کا منہ کھول دیا۔ رسول اللہؐ نے اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال کر یہ الفاظ فرمائے او اللہ کے دشمن تم پر پھٹکار دفع ہو جا۔ تین بار یہی کلمات فرما کر کہا اب اپنے بچہ کو لے جا اب یہ بالکل اچھا ہو گیا ہے اور آئندہ یہ تکلیف اس کو نہ ہوگی۔ اس کے بعد راوی حدیث نے دو درختوں کا واقعہ بیان کیا۔ وہ کہتا ہے کہ پھر ہم ایک جنگل بیابان میں پہنچے جس میں کہیں کوئی درخت نہ تھا۔ آپ ﷺ نے جابرؓ سے فرمایا۔ جابرؓ جاؤ اور قضائے حاجت کے لئے کوئی مناسب جگہ جا کر دیکھو۔ میں دیکھنے چلا گیا۔ مگر مجھے کہیں کوئی پردہ کی جگہ نہ ملی۔ صرف دو درخت نظر آئے جو علیحدہ علیحدہ تھے اگر وہ ایک جگہ ہو جاتے تو آپ ﷺ کے لئے پردہ بن سکتے تھے۔ میں واپس ہوا اور رسول اللہؐ سے عرض کیا یا رسول

اللہؐ مجھے تو علیحدہ علیحدہ صرف دو درخت ہی ایسے نظر آئے ہیں کہ اگر وہ ایک جگہ ہو جائیں تو آپ کے لئے پردہ بن سکتے تھے۔ آپ ﷺ نے کہاں جاؤ ان کو جا کر حکم دو کہ تم کو رسول اللہ حکم دیتے ہیں کہ ایک جگہ تم دونوں مل جاؤ یہ بیان کرتے ہیں کہ میں گیا اور آپ ﷺ کو حکم سنا دیا وہ فوراً ایک دوسرے سے مل گئے گویا وہ دونوں ایک ہی جڑ میں لگے ہوئے درخت ہوں۔ میں واپس ہوا اور رسول اللہ کو صورت حال بیان کی۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور جب اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو مجھ کو فرمایا ان سے جا کر کہو اب رسول اللہؐ تم کو حکم دیتے ہیں کہ جاؤ پھر اپنی اپنی جگہ چلے جاؤ اور جیسے پہلے تھے ویسے ہی ہو جاؤ چنانچہ میں گیا اور میں نے جا کر ان سے کہا رسول اللہؐ نے اب تمہیں یہ حکم فرمایا ہے پھر جا کر اسی طرح علیحدہ علیحدہ ہو جاؤ، جیسے پہلے تھے۔ چنانچہ حسب الحکم وہ اسی طرح واپس ہو گئے راوی بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد ہم بنو محارب کی ایک وادی میں پہنچے تو یہاں بنو محارب کا ایک شخص جس کا نام غورث بن الحارث تھا سامنے سے آیا اس وقت رسول اللہؐ اپنی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے تھے وہ بولا یا محمد ذرا اپنی یہ تلوار مجھے دینا آپ نے وہ تلوار میان سے نکال کر اس کے حوالہ کر دی وہ کچھ دیر تو آپ ﷺ کو دیکھتا رہا اس کے بعد بولا یا محمد بولو اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ۔ اس پر اس کے ہاتھ میں رعشہ پڑ گیا یہاں تک کہ اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ رسول اللہؐ نے اس کو اٹھا کر فرمایا اے غورث اب تم کو میرے ہاتھ سے کون بچائے گا وہ بولا کوئی نہیں (اس کے بعد اس کا قصہ بیان یہاں مذکور نہیں) راوی بیان کرتا ہے کہ پھر ایسا ہوا کہ جب ہم واپس لوٹے تو ایک صحابی ایک پرندہ کا گھونسلہ اس کے بچوں سمیت اُٹھا کر لے آئے۔ اس کے ماں باپ بھی اُڑتے ہوئے اس کے پیچھے آ گئے اور اس صحابی کے ہاتھ پر گرنے لگے رسول اللہؐ نے جس شخص کے پاس وہ گھونسلہ تھا اس کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ان بچوں کے ساتھ ان کے ماں باپ کی محبت دیکھ کر کیا تم تعجب کرتے ہو؟ ایک روایت میں اس جگہ یہ زیادتی اور ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا پروردگار تم پر ان بچوں پر ان کے ماں باپ سے کہیں زیادہ مہربان ہے۔ اس کے بعد جب ہم پھر مقام حرہ واضم واپس ہوئے تو وہی عورت جو پہلے (آسیب زدہ) بچہ لے کر آئی تھی۔ اس مرتبہ تازہ کھجوریں اور بکری کے دودھ کا ہدیہ

لے کر آئی اور آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ آپ نے پوچھا بولو تمہارا بچہ کیسا ہے اس کو وہ شکایت جو پہلے ہوا کرتی تھی پھر تو نہیں ہوئی۔ وہ بولی اس ذات پاک کی قسم جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا ہے! وہ شکایت تو پھر اس کو نہیں ہوئی۔ آپ نے اس کا ہدیہ قبول فرما لیا۔

اس کے بعد جب ہم اس سنگستان کے نشیب میں اترے تو ایک اونٹ دوڑتا ہوا آیا آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو اس اونٹ نے کیا کہا؟ صحابہؓ نے عرض کیا اس کو تو اللہ اور اس کا رسولؐ ہی زیادہ جانیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اپنے مالک کی شکایت لے کر میرے پاس آیا تھا یہ کہتا تھا کہ اس کا مالک سالہا سال تو اسے کھیتی کا کام لیتا رہا۔ یہاں تک کہ جب اس کو خارشی بنا دیا اور دبلا بنا ڈالا اور جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اب اس کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ جابرؓ جاؤ اس کو ساتھ لے کر اس کے مالک کے پاس جاؤ اور اس کو میرے پاس لے آؤ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اس کے مالک کو نہیں جانتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ ہی تم کو بتائے گا یہ کہتے ہیں کہ وہ میرے آگے چلنے لگا یہاں تک کہ مجھ کو بنو قطمہ کی ایک مجلس میں لا کر کھڑا کر دیا میں نے پوچھا اس اونٹ کا مالک کون ہے؟ لوگوں نے کہا فلاں آدمی۔ میں نے کہا چلو تم کو رسول اللہؐ بلا رہے ہیں۔ وہ میرے ساتھ آ کر رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا اونٹ تیری زیادتی کی شکایت کرتا ہے کہ مدتوں تو نے اس سے کھیتی کا کام لیا اور اس کو خارشی بنا دیا اور دبلا کر ڈالا۔ تو اب ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اس نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا واقعہ تو اسی طرح ہے آپ نے فرمایا اچھا تو اس کو میرے ہاتھ فروخت کر دے گا وہ بولا جی ہاں یا رسول اللہؐ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو خرید لیا اور درختوں میں سے اسے آزاد چھوڑ دیا یہاں تک کہ اس کا کوھان (فربہی کی وجہ سے) بھر آیا۔ اس کے بعد جب کبھی کسی مہاجر یا انصاری کا اونٹ بیمار ہوتا تو آپ ﷺ وہی اونٹ اس کو دے دیا کرتے یہ اونٹ اس طرح بہت دنوں تک زندہ رہا۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مدینہ میں (دشمن کے آمد کی) خوفناک افواہ اڑی تو رسول اللہؐ ابو طلحہؓ کا گھوڑا عاریتاً لے کر (تحقیق حال کے لئے خود تشریف لے گئے) یہ گھوڑا میٹھا تھا۔ جب واپس ہوئے تو فرمایا (اطمینان رکھو کوئی بات نہیں) اور اس کو تو ہم نے دریا کی طرح

تیز پایا۔اس کے بعد سے دوڑ میں کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔(متفق علیہ)

حضرت جابرؓ کی حدیث میں ہے کہ ہم رسول اللہؐ کے ہمراہ چلے یہاں تک ایک چٹیل وادی میں اترے۔ رسول اللہؐ قضائے حاجت کو چلے تو میں بھی ایک لوٹے میں پانی لے کر حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلا تو حضور کریم ﷺ نے ادھر ادھر نظر ڈالی تو کوئی ایسی جگہ نہ ملی جس سے آپ پردہ کر سکتے۔ دیکھا تو وادی کے کنارے درخت نظر آئے۔حضور کریم ﷺ ان میں سے ایک کے پاس پہنچے اور اس کی دو ٹہنیاں پکڑ کر فرمایا: اللہ کے حکم سے میرے کہنے پر چل اور میرا حکم مان۔ وہ درخت حضور کریم ﷺ کا حکم پا کر آپ کے ہمراہ اس طرح چلا آیا جیسے کوئی اونٹ اپنی نکیل کھینچنے والے کے ساتھ ساتھ چلتا ہو۔اس کے بعد دوسرے درخت کے پاس پہنچے اور اس کی ٹہنی پکڑ کر یہی فرمایا: اللہ کے حکم سے میرے کہنے پر چلا آ۔ وہ آپ ﷺ کے حکم کو مان کر اسی طرح چلا آیا۔ جب آپ ﷺ نے ان دونوں کے بیچ میں آ کر دونوں کو ملایا اور فرمایا تم دونوں اللہ کے حکم سے پاس پاس جڑ جاؤ تو وہ دونوں آپ کے پاس جڑ گئے تو میں وہاں تیزی سے کھسک گیا کہ کہیں رسول اللہؐ میرا قریب ہونا محسوس نہ فرمالیں۔تو میں دور چلا گیا اور میں بیٹھ کر دل سے باتیں کرنے لگا اور بس میں تھوڑی دیر ہی ذرا غافل ہوا ہوں گا کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ﷺ سامنے سے تشریف لا رہے ہیں اور دونوں درخت الگ الگ ہو کر اپنے اپنے تنے پر پہلے کی طرح کھڑے ہیں۔(مسلم)

یعلی بن مرہ ثقفیؓ کہتے ہیں ہم نے حضور ﷺ کی تین عجیب باتیں دیکھیں ایک دفعہ تو ہم سب آپ ﷺ کے ہمراہ جا رہے تھے ایک اونٹ کے پاس گزر ہوا جس سے کھیتی کو پانی دیا جاتا تھا۔ تو اونٹ نے جب آپ ﷺ کو دیکھا تو بلبلایا اور اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ حضور ﷺ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور پوچھا کہ اس کا مالک کہاں ہے؟ وہ آیا تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس کو میرے ہاتھ بیچ دو۔اس نے عرض کیا جی نہیں بلکہ میں ہدیہ پیش کرتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا نہیں تم اسے میرے ہاتھ بیچ دو۔اس نے وہی کہا کہ نہیں میں اسے ہدیہ پیش کرتا ہوں اور واقعہ یہ ہے کہ وہ اونٹ ایسے گھرانے کا ہے کہ جن کے پاس روزی کا سہارا اس کے سوا کچھ اور ہے نہیں اچھا جب تم نے اس کا حال بتا دیا تو سنو یہ اونٹ مجھ سے شکایت کر رہا تھا کہ مجھ سے بہت کام لیا جاتا

ہے اور چارہ کم دیا جاتا ہے تو دیکھو اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا کرو۔

دوسری روایت میں ہے کہ ان لوگوں نے اس کے ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور شرح السنۃ میں ہے کہ پھر ہم چلے یہاں تک کہ ہم ایک پڑاؤ پر اترے اور وہاں حضور ﷺ سو گئے اور ایک درخت زمین کو چیرتا ہوا آیا اور اس نے آپ ﷺ کو ڈھانک کر آپ ﷺ پر سایہ کر دیا اور پھر کچھ دیر کے بعد اپنی جگہ واپس چلا گیا جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے یہ حال بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا یہ وہ درخت ہے جس نے اپنے پروردگار سے اجازت مانگی تھی کہ اللہ کے رسولؐ کو سلام کرے تو اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی اور راوی کہتے ہیں کہ پھر ہم وہاں سے چلے اور ایک تالاب پر پہنچے تو ایک عورت اپنا بچہ لے کر آئی جس کا دماغ خراب ہو گیا تھا اور آپ ﷺ نے اس کی ناک پکڑی اور فرمایا نکل دور ہو جا میں اللہ کا رسولؐ ہوں ہم آگے چلے، پھر جب ہم واپس لوٹنے لگے تو اسی تالاب پر پہنچے تو حضور ﷺ نے اس عورت سے اس لڑکے کے متعلق دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا ہم نے آپ کے جانے کے بعد اس پر کچھ اثر نہیں دیکھا۔(مشکوۃ شریف)

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے ایک آدمی ایک جھاڑی میں گھسا اور وہاں سے ایک چڑیا کا انڈا اُٹھایا وہ چڑیا بھی پھڑ پھڑاتی ہوئی حضور ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کے سروں پر آ کر منڈلانے لگی۔حضور ﷺ نے فرمایا اس کو کسی نے ستایا ہے۔مجمع میں سے ایک شخص بولا میں اس کا انڈا لایا ہوں۔آپ ﷺ نے فرمایا اس پر ترس کھا کر اس کا انڈ واپس رکھ آؤ۔(ابوداؤد طیالسی)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم ﷺ نے مجھ کو سواری پر اپنے پیچھے بیٹھا لیا اور چپکے سے ایک بات مجھ سے کہی جو میں کسی شخص پر اس کو ظاہر نہیں کروں گا۔ راوی بیان کرتا ہے کہ حضور ﷺ کو رفع حاجت کے لئے پردہ کی جگہ سب سے زیادہ پسند تھی وہ بار ہوں کھجور کے، یا درخت ہوں۔ چنانچہ ایک انصاریؓ کے باغ میں تشریف لے گئے دفعتاً ایک اونٹ آپ ﷺ کے سامنے آیا جب اس نے رسول اللہ کو دیکھا تو ایک آواز نکالی اور اس کی دونو

آنکھوں سے پانی جاری ہو گیا حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لے گئے تو آپ ﷺ نے اس کے سر اور کنپٹی پر دست مبارک پھیرا وہ خاموش ہو گیا اس کے بعد فرمایا یہ اونٹ کس کا ہے؟ ایک انصاری نوجوان آگے آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہؐ میرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس جانور پر جس کو اللہ تعالیٰ تمہارے ملکیت میں دے رکھا ہے تم کو اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں آتا اس اونٹ نے اس بات کی شکایت کی ہے مجھ سے کہ مجھے بھوکا رکھتا ہے اور مار مار کر گھلائے رکھتا ہے۔

حضرت شیبہ روایت کرتے ہیں کہ حضور کریم ﷺ نے حضرت عباسؓ سے فرمایا عباسؓ کچھ کنکریاں اُٹھا کر مجھ کو دینا اور فوراً آپ ﷺ کی خچری اللہ تعالیٰ کے حکم سے نیچے ہو کر اتنی جھک گئی کہ اس کا پیٹ زمین سے لگنے کے قریب ہو گیا۔ آپ ﷺ نے تھوڑی سی کنکریاں اُٹھالی اور دشمن کی جانب ان کو پھینکا اور فرمایا شاهت الوجوه۔ (بغوی)

۞